



تو اس اسیر مکان لا مکان سے دُور نہیں  
وہ جلوہ گاہ تیرے خاکدان سے دُور نہیں

# عاشق



حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب شیالکوٹی

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

نجمانی بکریٹ خان پتھر - حق ٹریڈ اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

د بفر اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع نہ کریں

إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لِّلرَّٰثِبِينَ فِيهِمَا رِجَاجٌ ۗۙۙ

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک نہیں!

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحب ہوش

اک جہاں اور بھی ہے جس میں نہ فردا ہے نہ دوش  
(اقبالؔ)

# عالم عقبے

اس کتاب میں بربخ، بعث، حشر، نشر، قیامت، میزان، صراط، احوال محشر، مسئلہ شفاعت، زندگی کا حساب، جنت اور دوزخ کے حالات، اور معاد کے صد ہا مسائل کتاب سنت کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں، جن پر یقین و اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کے ایمان کی

جان ہے۔

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سبکی کوٹی مظہر  
مصنف کتب کثیرہ

ناشر: انجمنی کتب خانہ سنی سٹریٹ اردو بازار لاہور



تو اے اسیرِ مِکّاں لَامِکّاں سے دُور نہیں  
وہ جلوہ گاہ ترے خاکیں سے دُور نہیں  
(اقبال؎)

263. 7  
۴ - ۲۲

ریاض عالم ہستی پہ اعتبار نہ کر  
کہ مستعار ہے یہ دورِ گل ہے نہ رہے

# فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰	طعاموں کی فہرست	۱۳	خطبہ رحمت للعالمین
۶۲	روٹو بہت اور ہنسو کھوڑا	۱۵	آغاز سخن
۶۶	کیا کہہ جائے گا ساتھ میرے	۲۷	دنیا کی حقیقت
۶۶	آسمان ناکا کافیا کے	۲۸	زندگی میں دو نعمتوں کی قدر کرو
۶۶	مشکوں کا لہکا لہکا	۳۱	قیامت کے روز پانچ سوال
۶۶	رہیم میں	۳۶	دنیا پھر کے پر سے بھی حقیر ہے
۶۶	رحمت عالم کے کفر اور شاد زبان	۳۸	رحمت عالم بوریے پرسوسے
۶۶	مسخ بوریے	۳۹	خدا کے نافرمانوں کو مال و دولت ملنا کیسا ہے
۶۶	نیک نعت لوگ فتنوں سے بچیں گے	۴۲	رسول اللہ نے ایک ایک کھجور دی
۷۷	فتنوں کی شبیلدا	۴۳	رحمت عالم کے پیٹ پر دو پتھر تھے
۸۰	صبح و شام فتنہ کفر کا خوف	۴۵	دنیا کی زندگی میں آخرت کا ذخیرہ جمع کر لو
۸۱	دور حاضر میں فتنوں کا آغاز	۴۷	امر دین کی حالتیں
۸۲	عنقریب فتنے پیدا ہوں گے	۵۰	تمہارا امرنا جینے سے بہتر ہے
۸۶	طغیان و عصیان کی آندھی	۵۳	انگارا ہاتھ میں لینا
۸۷	شب دیجور سے بڑھ کر	۶۰	کھانے کی گاڑیوں میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۲	شیطان کے جاں کی تشریح	۸۸	پھاڑ کی حوٹی پر
۱۱۴	عورت کس طرح شیطان کا جاں ہے	۸۹	سلم بن اکوع فتنوں کے
۱۱۵	حضرت یوسف علیہ السلام کو	۹۰	ڈر سے جنگل میں چلے گئے
۱۱۷	شیطان کے جاں سے اللہ نے بچایا	۹۱	بدعات بھی دین میں فتنہ ہے
۱۱۷	اتمام حسن کا مظہر اتم	۹۱	کثرت قتل علامات قیامت
۱۱۹	حسن کا حمد اوسان گنوا دیتا ہے	۹۱	سے ہے۔
۱۲۰	برق کلیسا یا شیطان کا جاں	۹۳	دو مسلمانوں کا تلوار میں بیکرنگنا
۱۲۳	ایک غارت گرا ایمان	۹۳	کاش میں اس قبر میں ہوتا
۱۲۵	شیطان کے جاں کا تانا بانا	۹۳	فتنوں کے زمانہ میں
۱۲۶	دام عزازیل کا ایک صید زبون	۹۳	دیہ تو بہ و ہے۔
۱۲۸	مردوں کیلئے مضر ترین فتنہ	۹۵	گمراہ کرنے والے ائمہ کا فتنہ
۱۲۹	دنیا شیریں سبز ہے	۹۸	حساب کا دن سر پر ہے
۱۳۰	دنیا میں آنے کا مقصد	۹۹	آخرت یقیناً سچا وعدہ ہے
۱۳۱	فرعون سے حکومت چھین لی گئی	۱۰۱	کیا پیچھے چھوڑا
۱۳۲	فرعون کے جانشین	۱۰۲	مال حلال کمانا
۱۳۲	بنی اسرائیل کی ناشکری	۱۰۲	آخرت میں کام آنے والادل
۱۳۳	قوم موسیٰ نے بھڑا پوجا	۱۰۴	دنیا و مبدم جا رہی ہے
۱۳۴	پاکستانیوں کو انگریزی کی جانشینی ملی	۱۰۵	دو خوفناک چیزیں
	اقتدار لینے کے بعد مسلمانوں	۱۱۱	دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے
۱۳۵	کی حالت زار	۱۱۱	شراب خانہ خراب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۶	فرائض خداوندی کی ذمہ داری	۱۳۵	قرآن نے ایک ہی در بتایا ہے
۱۵۸	امور سلطنت نااہلوں کو سونپنا	۱۳۷	مسلمانوں کے اعمال
۱۵۹	زمین عرب میں قیامت کے آثار	۱۳۸	بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ
۱۶۳	نہر کوڑے سے سونے کا خزانہ نکلے گا		علم اٹھ جائے گا اور
	زمین اپنے جگر کے ٹکڑے	۱۴۳	جہل زیادہ ہوگا
۱۶۵	باہر نکال دے گی	۱۴۳	ارشاد پاک کی صداقت
	قرب قیامت میں زمانہ	۱۴۴	علوم عصریہ ناجائز نہیں
۱۶۷	جلدی گزرے گا	۱۴۵	دین کا علم برائے نام ہے
۱۷۱	جوانی پیری کی آغوش میں	۱۴۵	جہل بہت ہوگا
۱۷۲	آثار قیامت کے عبر و نصائح		عزت ذلت اللہ کی طرف
۱۷۶	خود سر آزاد بیبیاں	۱۴۶	سے ہے
۱۷۷	بی بی پر مائل اور ماں سے متنفر	۱۴۸	زنا کی کثرت ہوگی
	بیوی کا مقام اور اس کے	۱۴۸	مشراب نوشی کی کثرت
۱۷۷	حقوق کی نگہداشت	۱۵۰	کذابوں کا ظہور
	دور جاہلیت میں عورت	۱۵۱	بدعتیوں کا پیدا ہونا
۱۷۸	کی حالت زار		جھوٹے قصے کہانیاں
۱۷۸	اسلام نے عورت کو عورت بخشی	۱۵۲	سانے والے
۱۸۰	عورت سے نرمی برتنی چاہیے		جب امانتیں ضائع کی جائیں گی
۱۸۱	عورت لونڈی نہیں	۱۵۳	اور نااہلوں کو کام سونپے جائیں گے
۱۸۱	عورت خاوند کا مقام نگاہ رکھے	۱۵۴	امانت کی تشریح

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۱	خرق عادت وہی درست ہے	۱۸۶	لائعہ ملعونہ جماعت
۲۱۲	دجال دوبارہ قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا	۱۹۰	حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور
۲۱۲	اولاد آدم سے نوسون نواسے	۱۹۲	حضرت امام مہدی کے دیگر اوصاف
۲۱۲	فی ہزار دوزخ میں جائیں گے	۱۹۲	حضرت امام مہدی کشادہ پیشانی ہوں گے
۲۱۳	حشر کا خوفناک دن	۱۹۲	حضرت امام مہدی سے مسجد الحرام میں لوگ بیعت کریں گے
۲۱۵	مکہ اور مدینہ میں دجال نہ جائیگا	۱۹۳	حضرت عمر بن خطاب کی
۲۱۵	قیامت شرار الناس پر قائم ہوگی	۱۹۳	بوک کا دروازہ تھے
۲۱۵	فساد کے وقت عبادت کرنے کا ثواب	۱۹۴	قیامت سے قبل کی
۲۱۶	وَأْتِيَةُ الْأَرْضِ	۱۹۸	دس بڑی نشانیاں
۲۱۷	قیامت صغریٰ تیسے سر پر ہے	۲۰۱	دجال کا حال
۲۱۹	یا جوج ماجوج	۲۰۱	دجال کا نا ہوگا
۲۲۱	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا	۲۰۱	دجال کے ساتھ باغ ہوگا اور آگ ہوگی
۲۲۲	تمام اہل ایمان کا مرجانا اور کعبۃ اللہ کا گرایا جانا	۲۰۲	دجال کے ساتھ دو نہریں ہوں گی
۲۲۲	کعبہ کو ایک حبشی کرائے گا	۲۰۲	دجال کا زمانہ خروج اور دیگر حالات
۲۲۳	نزول عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آئیں گے	۲۰۴	دجال کے استدراج سے
۲۲۸	عیسیٰ بن مریم	۲۰۴	بوسھو کا نہ کھائیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۵	عظمت اور جلال والی ذات	۲۳۰	ایک ہمت قیامت تک حق پر رہے گی
۲۵۹	میدانِ محشر کا نقشہ		امامت حضرت مہدی علیہ السلام
۲۶۰	خلقت کا میدانِ محشر میں جمع ہونا	۲۳۱	ہی کرائیں گے
۲۶۱	حشر میں سوچ قریب آجائے گا	۲۳۲	نفرہ صور بار اول
۲۶۲	حشر میں ہر کوئی پسینہ میں ڈوبا ہوگا		نفرہ صور کے دوران
	حشر میں خلقت ننگے بدن	۲۳۳	گھبراہٹ کا عالم
۲۶۲	ننگے پاؤں ہوگی		پنجے میں لے گا اللہ زمین کو
۲۶۳	بڑا دہشت ناک وقت ہوگا	۲۳۵	اور پیٹے گا آسمان کو
	محشر کے روز حضرت ابراہیمؑ	۲۳۶	کیونکہ زمین سے بیٹھوں میں
۲۶۵	کے باپ کا حال		آسمان کا انقطاع اور
	اللہ کے قانون اور اسکی مرضی	۲۳۷	کو اکب کا انتشار
۲۶۶	کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا	۲۳۸	رب کریم کے تخلیقی انعامات
۲۶۷	کافر اور مشرک کی شفاعت نہ ہوگی	۲۳۸	کراما کا تبیین کا اکرام کرو
۲۶۸	اہل بدعت کا برا حال ہوگا	۲۳۹	فرشتے قطار اندر قطار حاضر ہونگے
	اہل بدعت آب کو تر سے	۲۳۹	سب بندیاں ہموار ہو جائیں گی
۲۶۸	محروم رہیں گے	۲۵۰	آٹھ فرشتے عرش کو اٹھائیں گے
	مال و جاہ اور فرہی	۲۵۱	میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کا آنا
۲۶۹	قیامت کو بیکار ہے	۲۵۱	جہنم لائی جائے گی
۲۷۰	اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو	۲۵۲	حشر میں آدمی پھپھٹائے گا
۲۷۱	جن لوگوں کے اعمال کا کچھ وزن نہ ہوگا	۲۵۳	اللہ کا عذاب اور اسکی گرفت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۶	دو بیویوں میں انصاف نہ کرنے والا	۲۷۲	مشرکوں کا اللہ پر ایمان
۲۸۶	آگ کی دو زبانیں	۲۷۴	مشرکوں کا اللہ سے دعا مانگنا
۲۸۶	حق مسئلہ چھپانے والا	۲۷۴	مشرکوں کے اعمال راکھ کا
۲۸۸	زکوٰۃ نہ دینے والے حشر کے میدان میں	۲۷۶	مسلمان بھائیوں کیلئے مسلمہ فکر ہے
۲۸۹	قیامت کے دن گمراہ لوگ اپنے سرداروں پر لعنت بھیجیں گے	۲۷۸	قیامت کے دن زمین خبریں بیان کرے گی
۲۹۰	اعمال نامہ حشر کے میدان میں	۲۷۹	ہوش میں آؤ اٹھو ساعت غفلت نہ رہی
۲۹۲	اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف	۲۸۰	گناہوں کی بخشش کی بشارت
۲۹۳	اعضاد گواہی دیں گے	۲۸۱	جسکے گناہ دنیا میں ڈھانکے گئے
۲۹۳	امت غیر الوریٰ کی شہادت	۲۸۲	اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرے گا
۲۹۵	غفلت کا پردہ حشر میں دور ہو جائے گا	۲۸۳	تنگدست پر آسانی کرنا
۲۹۷	بعض لوگوں کے اعمال خیر اور دھول بنا دیئے جائیں گے	۲۸۳	قیامت کے دن خلقت کے تین گروہ ہوں گے
۳۰۰	ننانوے طوماروں پر غالب آنے والا کاغذ کا پرزہ	۲۸۴	توحید پر ثابت قدم رہنے والوں کا حال
۳۰۱	کلمہ پڑھنا غنیمت توحید کے ساتھ کام دے گا	۲۸۵	یتیموں کا مال کھانے والوں کا حال
۳۰۳	بطاقہ کے بھاری ہونے کی وجہ	۲۸۶	سود خوار حشر کے میدان میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۱	رحمت عالم کی مقام محمود سے	۳۰۲	آسان حساب کیا ہوگا
۲۲۱	زمین پر واپسی	۳۰۳	جس دن کھڑے ہونگے لوگ
۲۲۱	رب العزت کا حشر میں تجلی فرمانا	۳۰۴	رب العالمین کے سامنے
۳۲۱	محشر میں عدالت خداوندی	۳۰۶	کہاں میں تہجد پڑھنے والے
۳۲۲	عرش کے سایہ میں جگہ پانے والے	۳۰۶	رحمت للعالمین کا جوض کوثر
۳۲۳	آپس میں دوستی رکھنے والے	۳۰۷	جنت کی نہر کوثر
۳۲۳	حشر میں نورانی چہرے	۳۰۸	مقام قرب رحمت سے دور ہو جاؤ
۳۲۴	تنگ دست کو جہلت دینا	۳۰۸	حضرت عائشہ رضہ دوزخ کے
۳۲۴	حشر میں امت خیر الوریٰ کی پہچان	۳۰۸	خوف سے روئیں
۳۲۵	میں اولاد آدم کا سروار ہوں گا	۳۰۹	تین جگہ کوئی کسی کو یاد نہ کریگا
۳۲۶	رحمت عالم بہشت کا دروازہ	۳۱۱	بائیں ہاتھ میں اعمان نامہ
۳۲۶	کھلوائیں گے	۳۱۱	لٹنے والے کا حال
۳۲۷	حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ میں	۳۱۳	موت ذبح کر دی جائے گی
۳۲۷	خیر مسلمان حضور کے ساتھ ہونگے	۳۱۳	موت مینڈھے کی شکل میں ہوگی
۳۲۹	قیامت کو یہ لوگ عورت کے	۳۱۴	موت مر جائے گی
۳۲۹	باغوں میں ہوں گے	۳۱۵	عصہ محشر میں شفاعت کبریٰ کا منظر
۳۳۰	امت خیر الوریٰ کیلئے خوشخبری	۳۱۶	حشر میں کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا
۳۳۲	بغیر حساب و عذاب کے	۳۱۷	کوئی شفیع تلاش کرو
۳۳۲	جنت میں جانے والے	۳۱۸	رحمت عالم شفاعت
۳۳۳	شہید عالم اور سخی دوزخ میں		کریں گے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۵۳	دوزخ سے نکلے ہوئے مومن	۳۲۵	دو فترتین قسم کے ہیں
۳۵۳	داندراقی کے برابر ایمان والے بھی	۳۳۶	اللہ کی درگاہ میں ناامیدی نہیں
۳۵۳	دوزخ سے نکال لئے جائیں گے	۳۳۷	زمین بھر گناہوں کی بخشش
۳۵۵	ہر ایک کو پہل صراط سے گزنا ہوگا	۳۳۷	محشر میں پرسش کے خوف سے
۳۵۶	ہر ایک جہنم پر سے گزرے گا	۳۳۸	سائے غلام آزاد کر دیئے
۳۵۸	صعود پہاڑ کی چڑھائی	۳۳۸	غیر اللہ کو پکارنے والے
۳۵۹	نالہ بہہ بہ	۳۳۹	تمام اولیاء اللہ مشرکوں نے
۳۵۹	سبک تریں عذاب میں	۳۳۹	بے زار ہو جائیں گے
۳۶۰	دوزخیوں کا طعام	۳۳۹	شُرک ہر زمانے میں شرک ہے
۳۶۰	دوزخ کے سانپ اور بچھو	۳۳۹	جن کو پکارتے ہو وہ بندے
۳۶۰	جنت میں داخل ہونے والی	۳۳۹	ہیں مانند تمہاری
۳۶۰	پہلی جماعت	۳۳۹	دوزخ کی چنگاریاں
۳۶۰	جنت کی عورتیں	۳۳۹	ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوگی
۳۶۱	جنت میں اللہ لامثال	۳۳۹	عوضہ محشر میں مفلس ہو جائے گا
۳۶۱	نعمتیں دے گا	۳۳۹	رحمت للعالمین کی شفاعت عامہ
۳۶۱	ہشتیوں کے جسم کا حال	۳۳۹	مشرک اور بدعتی کی شفاعت نہ ہوگی
۳۶۳	دیدار رب العالمین	۳۳۹	انبیاء۔ علماء اور شہداء بھی
۳۶۳	اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہ ہوگا	۳۵۰	شفاعت کریں گے
۳۶۳	سلام قولاً من رب رحیم	۳۵۰	حافظ باعلیٰ ۱۰۔ آدمیوں کی
۳۶۴	اہل بہشت پر عطر کی بارش ہوگی	۳۵۰	شفاعت کرے گا۔

# خطبہ رحمت للعالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَمَا كَانَ لِيَأتِيَكَ مِنَ الْبَشَرِ خَيْرٌ مِنَكَ إِنَّا فَتَنَّاكَ بِهَذَا النَّوْبِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ وَمَا كَانَ لِيَأتِيَكَ مِنَ الْبَشَرِ خَيْرٌ مِنَكَ إِنَّا فَتَنَّاكَ بِهَذَا النَّوْبِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ وَمَا كَانَ لِيَأتِيَكَ مِنَ الْبَشَرِ خَيْرٌ مِنَكَ إِنَّا فَتَنَّاكَ بِهَذَا النَّوْبِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(ترجمہ) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اس لئے ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور اپنے ہر کام میں اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس درتِ العالمین سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور

عربی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ جامع اور مبارک خطبہ ہے جو حضورؐ نے اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے اور یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، اہل اود، تفرقی میں موجود ہے۔

اسی دپاک ذات، پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے اعمال کی برائیوں سے ڈبھی، اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ یقین مانو، کہ جسے اللہ راہ دکھائے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ دُخود ہی، اپنے در سے دھنکار دے۔ اس کے لئے کوئی راہبر نہیں ہو سکتا۔ اور ہم دینہ دل سے، گواہی دیتے ہیں۔ کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی طرح تہ دل سے، ہم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں۔ کہ مُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اسکے خاص بندے اور آخری، رسول ہیں۔

حَمْدٌ وَصَلَاةٌ كَعَدِيقِينَا، تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ مُحَمَّدٌ مَصْطَفَى، صلے اللہ علیہ و سلم کا ہے۔ اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں۔ جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکلے جائیں۔ دیاد رکھو، دین میں جو کام نیا نکالا جائے۔ وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لیجانے والی ہے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## آغازِ سخن

آرزو کے خون سے رنگین دل کی داستاں

نغمہٴ انسانیت کا مل نہیں غیر ازِ فغاں

یاد رکھیں۔ کہ اس عالمِ فانی کی چند روزہ زندگی محض افسانہ و فسوں ہے۔ آج یا کل اس دارِ مکافات سے ہر کہہ و مہ نے بالضرور کوچ کرنا ہے۔ موت سے کسی کو مفر نہیں۔ پھر غور کرنا چاہیے۔ کہ موت کے بعد کیا ہوگا؟ کہاں جائیں گے؟ کیا پیش آئے گا؟۔ پرسش ہوگی؟ کہاں رہیں گے؟ امن و چین ملے گا یا درد و عذاب سے دو چار ہوں گے۔ کن احوال و ظروف کا سامنا ہوگا؟ جو شخص موت کے بعد کے احوال و کوائف، اور حالات و واقعات پر نظر نہیں رکھتا۔ وہ بڑا غافل اور ناعاقبت اندیش انسان ہے۔

اپنے ماضی، حال، اور مستقبل پر سوچ بچار کریں۔ تو پتہ چلے گا۔ کہ ہم اپنے باپ آدم علیہ السلام کی پشت میں جنت میں تھے۔ آدم اور حوا علیہما السلام ذاقا الشجرۃ

کی بھول میں پکڑے گئے۔ اور جنت سے نکال دیئے گئے۔ گویا  
 بیہوش آدم سجدہ سہو نکانے کے لئے ظہور میں آیا۔ جب  
 دونوں نے اللہ کے حکم کے مطابق بھول کا سجدہ ادا کر دیا۔  
 تو اُن کو پھر ان کی جاگیر واپس مل گئی۔ اور وہ جنت میں  
 چلے گئے۔ پھر ان کی اولاد کو حکم ہوا:-

فَاَمَّا يَا نَبِيَّتَکُمْ مِثِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ  
 عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پ ۴۷)

”پھر جو ہماری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی۔  
 اس کی جو پیروی کریں گے۔ ان پر (آخرت میں) نہ تو  
 دُکھی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

تو اولادِ آدم کو بھی دنیا کے اندر اپنے باپ آدم علیہ السلام  
 کی طرح توبہ کرنی چاہیے۔ تاکہ ان کا سجدہ سہو بھی قبول ہو  
 جائے۔ اور بعد الموت اولاد بھی اپنے باپ کی وراثت (جنت)  
 کی حقدار ہو کر ورثہ پائے۔

وراثت کی یاد دہانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے  
 ہی نبیوں اور رسولوں کو بھیجا شروع کر دیا۔ ان رسولوں نے  
 اللہ کی وحی کے مطابق بندگانِ خدا کو آخرت یاد دلائی۔ اور آخرت  
 میں نجات و فلاح پا کر باپ کی وراثت پالینے کے طریقے بتائے۔  
 جن لوگوں نے اپنے وقت کے نبیوں کے بتائے ہوئے طریقوں کے  
 مطابق عمل کئے۔ وہ پسِ مُردنِ آخرت کی ابدی نعمتوں سے ہمکنار  
 ہو گئے اور جن لوگوں نے نبیوں کی روش سے کنارہ کر کے —

من بانیان ہیں۔ وہ وراثت سے محروم ہو کر دوزخ کا ایندھن بن گئے۔ انبیاء کے سلسلہ کی آخری کڑی جناب خاتم النبیین، نعمت للعالمین، اکرم الاولین، اکرم الآخرین۔ سید الکونین، سید الثقلین، سید ولد آدم، راہ نور، جادہ اسری، شمس الضحیٰ، بدر الدجی، حبیب خدا، اشرف انبیاء، شافع روز جزا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے تشریف لائے۔ پیغمبر، بحر، بر، رسول، انس و جن ہو کر نور بار ہوئے۔ اپنی سیرت، اخلاق، اور اقوال و افعال کی شمعیں تا نور نیرین فروزان کر گئے۔ اور بنی نوع انسان کو اپنے مرور حیات کی شاہراہ پر چلا گئے۔ جنت کا راستہ دکھا گئے۔ اب مسلمانوں کے لئے نجاتِ آخرت کا راستہ صرف قرآن مجید اور اس پر نبی رحمت کا عمل ہی ہے۔ کتاب و سنت کے نور میں ہی مسلمان گامزن ہو کر جنت میں جا سکتے ہیں۔

انہوں نے اس مادی دور میں مسلمان آخرت بھلا چکے ہیں۔ دنیا کی زیب و زینت، اور آرائش اس کی حلاوت و طراوت، تازگی و خشکی، عیش و شادمانی، خوشی و خرمی، نقل و نگار، حسن و جمال، دل فریبی، اور دل ربائی کے نشے میں ایسے چور ہیں۔ کہ اس مہوشی اور بخود ہی میں آخرت کے بارے میں ضعیف الاعتقاد ہو گئے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے توحید کے بعد آخرت، قیامت اور معاد کے منوانے پر بڑا زور دیا ہے۔ اور قیامت اور آخرت کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔

پھر سب موت کی یورش و یلغار بھی دیکھتے ہیں۔ فنا کے

مناظر بھی ان کے سامنے آتے ہیں۔ جگر خراش حادثات بھی خون کے آنسو رلاتے ہیں۔ قبرستانوں کے ویرانے بھی بربادی کی منادی کرتے ہیں۔ خود اپنے لافظوں غور شید غدوں اور گل عذاروں کو خاک میں دباتے ہیں۔ روز اربوں پتی دم توڑتے، اور شالانِ زمن موت کی آغوش میں جاتے ہیں۔ با ایں ہمہ پھر ہمیں فکرِ فردا نہیں ہے۔

سفرِ درپیش ہے غافل تجھے اس دارِ فانی سے  
لگا دل کو نہ دنیا سے نہ عیش و کامرانی سے  
چلے گا کام کب تک زور سے زور سے جوانی سے  
کنادہ ایک دن کرنا۔ پڑے گا زندگانی سے

سراٹے دہریں مہاں فقط تو رات بھر کا ہے

مگر باندھے ہوئے تیار رہ عالم سفر کا ہے

یہ مانا ہم نے تجھ کو عیش دنیا کا میسر ہے  
فراغِ دل، ترقی سامنے ہے، بخت یاور ہے  
شرابِ بخودی کا شوق ہے، لبریز ساغر ہے  
نہ شرم آنکھوں میں دنیا کی نہ دل میں خوب محشر ہے

مگر واضح رہے تیری یہ بربادی کے ساماں ہیں

نظر آتے ہیں جو جلوے تجھے خواب پریشاں ہیں

چلے گا بزم میں جامِ شرابِ مشکبو کب تک  
رہیں گے زینتِ محفل بتانِ شعلہ رو کب تک  
بڑھے گی دولتِ دنیا ئے دوں کی آرزو کب تک  
یہ تیری کترو فر کب تک رہے گی اور تو کب تک

کفن بردوش صیاد اجل پھرتا ہے گلشن میں! !

نہ شاخ گل پہ چو کے گا نہ پھوڑے گا نشین میں! !

کہاں ہیں وہ کہ جن کی ربیع مسکوں پر حکومت تھی

کہاں ہیں وہ خدائی کا جنہیں دعویٰ تھا نخوت تھی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے پاس لا تعداد دولت تھی

کہاں ہیں وہ زیادہ اہرن سی جن میں طاقت تھی

کہاں نمرود ہے، شداو ہے، فرعون خود مر ہے

کہاں سہراب ہے۔ رستم ہے، دارا اسکندر ہے

حقیقت میں جگہ دنیا نہیں ہے دل لگانے کی

وفا کرتی نہیں یہ بے وفا سارے زمانے کی

نہیں نلتی مقرر ہے جو ساعت موت آنے کی

جگہ اس میں نہیں دم مارنے کی لب ہلانے کی

نہیں خوف خزاں کب تک بہکار زندگانی میں

کہاں ناک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں

یہ تو آپ کو یقین ہے۔ کہ روح نے جسم کا ساتھ نہیں دینا۔

انفکاک کی گھڑی سر پر گھڑی ہے۔ آنکھیں مندنے والی ہیں۔ اسی

طرح یہ بھی ضرور یقین کریں۔ کہ جہان فردا بھی ضرور ہے۔ آخرت

یقینی ہے۔ اعمال کی جزا ہے۔ سہ

گندم از گندم بروید جو نہ جو

از مکافات عمل غافل مشو

قیامت پر یقین رکھیں۔ کہ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أَخْبِيهَا لِتُخْزِي كُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ۝  
 ”قیامت ضرور آنے والی ہے۔ ہم اس کو دلوگوں سے،  
 پوشیدہ رکھنے کو ہیں۔ تاکہ ہر شخص اپنی کوشش (عملوں،  
 کا بدلہ پالے“ (پت ۱۰ع ۱۰)

یعنی قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے اعمال کی جزا ملے گی۔  
 وَ أَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَ هُمْ فِي  
 غَفْلَةٍ وَ هُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (پت ۱۰ع ۱۰)

” اور (اسے پیغمبر!) ان لوگوں کو افسوس کے دن (یعنی  
 قیامت) سے ڈرا۔ جب کہ (ان کے عملوں کا) فیصلہ  
 کر دیا جائے گا۔ اور (اس وقت دنیا میں) یہ لوگ  
 غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے“

معلوم ہوا۔ پرسش کا ایک دن ضرور ضرور آنے والا ہے  
 دنیا کی آرائش کے متوالے غفلت میں ہیں۔ اور بعض مذہب ہیں  
 اور بعضوں کے افکار کے ڈانڈے انکار کی سرحدوں سے ملے ہوئے  
 ہیں۔ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتا۔ قرآن کو منزل  
 من اللہ مانتا، اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر  
 ایمان رکھتا ہے۔ اسے قیامت اور یوم الحساب پر پورا پورا  
 یقین رکھنا چاہیے۔ ورنہ اس کا ایمان لاشے ہے۔

قیامت کے روز ہر شخص کو اللہ دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور  
 اس سے زندگی کا حساب لے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:-

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيْطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

جَهَنَّمَ حَيْثِيَّاهُ ثُمَّ لَنْزَعَنَّا مِنْ كُلِّ شَيْعَةٍ آيَهُمْ  
أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عَذِيَّاهُ (پکا ۸۷)

”دسے پیغمبر، ہم کو قسم ہے تمہارے پروردگار کی (یعنی ہم کو اپنی ذات کی قسم، کہ ہم تمام آدمیوں کو اور ان کے ساتھ، شیطانوں کو (بھی) اپنے حضور اکٹھا کریں گے پھر ان کو جہنم کے گرد لا حاضر کریں گے زانو پر گرے ہوئے، پھر ہر گروہ میں سے ہم ان لوگوں کو الگ، کھینچ لینگے، جو دنیا میں خدا سے رحمن سے سخت سرکشی کرتے تھے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا ہے - کہ تمام جنوں اور انسانوں کو ہم ضرور اپنے حضور لا کھڑا کریں گے اور ان سے باز پرس ہوگی - اور باغیوں اور سرکشوں کو الگ کر کے کیفر کردار کو پہنچائیں گے -

”آخرت کی خبر خدا جانے“ کے منجھدار میں غوطے کھانے والے غور سے پڑھیں - کہ ان کے خالق برتر نے فرمایا ہے -

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ  
مَنْ فِي الْقُبُورِ (پکا ۸۷)

”اور (یاد رکھو) قیامت ضرور آنے والی ہے، اس میں (قطعاً) شک نہیں - اور یہ بھی یاد رکھو، کہ جو لوگ قبروں میں ہیں (قیامت میں) اللہ ان کو (پھر جلا، اٹھائے گا۔“

مرنے والو! پھر زندہ ہونے پر ایمان لاؤ - غور کرو - کہ ایک پانی کی بوند (مردہ) سے جس ذات برحق نے آپ کو زندہ کیا -

انسان بنا دیا۔ کیا وہ پس مردن پھر زندہ نہیں کر سکتا؟ کیوں نہیں ضرور کر سکتا ہے۔ اور کرے گا۔

سورۃ قیامت میں کس خوبصورتی اور دلیل محکم سے اللہ نے آخرت کی زندگی بیان کی ہے۔ پڑھئے اور سر دھنیئے :-

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۚ أَلَمْ يَكُنْ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى ۚ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى ۚ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ۚ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ عَلَا  
أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى ۚ (پطع ۱۸)

”کیا انسان (ایسا) خیال کرتا ہے۔ کہ اس کو دبیر باز پرس کے، یوں ہی پھوڑ دیا جائے گا؟ (اسے غور کرنا چاہیے کہ) کیا وہ (م شروع میں، منی کا ایک قطرہ نہیں رہا۔ جو عورت کے رحم میں، ٹپکاٹی گئی تھی۔ پھر وہ لوتھڑا ہوا۔ پھر خدا نے خوب صورت، بنایا۔ پھر اس کے جوڑ بند درست کئے پھر اس میں سے دو جوڑے کر دیئے۔ نر اور مادہ۔ کیا یہ ذات اس بات پر قادر نہیں ہے۔ کہ مردے کو زندہ کر دے؟“

شکم ہاد میں مردے کو زندہ کرنے کا حال ذرا اور وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا

فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَهَا مِمَّا نَحْنُ بِأَنْشَاءِ لَهَا خَلْقًا آخَرَ وَمَبْرُورًا  
 اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ • ثُمَّ إِنَّكُمْ تَوَدَّ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ •  
 ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَبْعَثُونَ • (پہا ۱)

”اور بے شک پیدا کیا ہم نے آدمی کو مٹی کے ست سے ،  
 پھر ہم نے اس کو حفاظت، کی جگہ ربیعنی عورت کے رحم میں،  
 منی کا قطرہ بنا کر رکھا۔ پھر بنایا ہم نے منی کو لوتھڑا۔  
 (یعنی ہو جما ہوا) پھر بنایا ہم نے لوتھڑے کو گوشت  
 کی بوٹی۔ پھر بنایا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں۔ پھر بنایا ہم نے  
 ہڈیوں کو گوشت۔ پھر (آخر کار) ہم نے اس کو ایک اور  
 پیدائش (چاند سا بچہ۔ انسان) بنا ڈالا۔ (سبحان اللہ!  
 دیکھو تو) اللہ بڑا با برکت سب بنانے والوں سے بہتر  
 بنانے والا ہے۔ (دبھو لو نہیں) پھر اس کے بعد تم سب  
 کو مرنا ہے۔ پھر (قیامت کے دن) بالضرورت تم اٹھائے  
 جاؤ گے“

یہ وہ منازل ہیں۔ جن سے ہم سب گزر کر آتے ہیں۔ اور  
 روز مرہ بچوں کی پیدائش متذکرۃ الصدر ارشادات پر مہر تصدیق  
 ثبت کرتی ہے۔ ایک ایک لفظ کی صداقت اور حقیقت پر گواہی  
 دیتی ہے۔ اب بتائیے کیا اللہ تعالیٰ ماؤں کے رحموں میں مردے  
 زندہ نہیں کر رہا ہے؟ ضرور!۔ پھر جو قبر بطن سے مردہ زندہ  
 کرتا ہے۔ وہ زمین کی قبر سے قیامت کو مردہ زندہ نہیں کر سکتا؟  
 کئے۔ ہاں! نہ

خواب گاہِ شبِ نغم و گل ہو کہ راہِ کہکشاں  
کون سی منزل پہ تیرا نقش پا ملتا نہیں

ایک کافر منکر قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور ماٹھ میں ایک بہت بوسیدہ ہڈی لے آیا۔ کہنے لگا۔ اس گلی ہوئی ہڈی کو کون زندہ کرے گا؟ یعنی کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ انسان پھر زندہ کیا جائے گا۔ اور اس سے حساب لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَبِيٌّ خَلَقَهُ قَالَ مَنْ يُعْيِي الْعِظَامَ  
وَهِيَ سَامِيَةٌ - (پیت ۴۷)

”اور بیان کی ہمارے لئے مثال (ہڈی بوسیدہ کی)۔ اور بھول گیا اپنی پیدائش کو۔ کہتا ہے۔ کون زندہ کرے گا۔ ہڈیوں کو، جب کہ وہ گل سڑ گئی ہوں گی“  
قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ - (پیت ۴۷)

”دداے پیغمبر! اس گتار کو، کہو۔ کہ جس نے پہلی بار ہڈیوں کو پیدا کیا تھا۔ وہی ان کو (دوبارہ بھی) زندہ کرے گا۔ اور وہ سب (طرح بکا) پیدا کرنا جانتا ہے“

اللہ نے کیسی اچھی طرح سمجھایا ہے۔ کہ جس نے ماں کے پیٹ میں تیری ہڈیوں کو زندگی بخشی تھی۔ وہ اس گلی سڑی بوسیدہ ہڈی کو پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ زندہ کرنا خوب جانتا ہے۔ انسانو! یاد رکھو۔ تم سب زندہ کئے جاؤ گے۔ اور میرے سامنے آؤ گے۔

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (پط ۷۷)

”پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا دپورا پورا اختیار ہے۔ اور (پس مُردن) تم (سب) اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے“

الحاصل قیامت، حشر، نشر، یوم الحساب، مرکر جینا، اور اللہ کے حضور پوچھ بگھ کے لئے پیش ہونا برحق ہے۔ ہر مسلمان کو اس دن کے لئے تیاری کرنی چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَانظُرُوا لَهُمْ  
مَا قَدْ مَتَّ لِعَدِّهِ ۝ (پط ۷۷)

”اے ایمان والو! اللہ کے غضب سے ڈرتے ہو اور ہر شخص کو چاہیے۔ کہ اس بات پر نظر رکھے۔ کہ کل (قیامت کے دن) کے لئے اس نے کیا رناراد آخرت، آگے بھیجا ہے“

پھر آخرت کے لئے زاد راہ تیار کرنا چاہیے۔ آج کی غفلت کل خون کے آنسو رلائے گی۔ سدا

دنیا سرا ایسی نہیں آکر جہاں رہ جائے!  
بس شب کی شب آتے رہے اور پھر گرجر چل بے  
پہر اے رات بھر کے مہان

گراں بہا ہے ترا نفسِ سحر گاہی  
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی

پس "عَالِمِ عَقِبِہ" میں ہم آثارِ قیامت، اور جہانِ  
فردا کے احوال، کوائف، واقعات، اور حالات بیان کرینگے  
تا کہ توحیدِ باری تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسولِ برحق، اور  
قرآن مجید کو الہامی ماننے والے مسلمان بھائی ان سے  
عبرت حاصل کریں۔ دایرِ آخرت کی تعمیر میں لگ جائیں، دنیا سے  
دوں کے حسن و جمال پر مر مٹنے والے فکرِ فردا کریں۔

س

نہیں خوف، خزاں کب تک بہارِ زندگانی میں  
کہاں تک شمعِ ہستی کی جلے گی بزمِ فانی میں

محمد صادق سیالکوٹی

۲۰۔ رمضان المبارک

۱۳۸۹ھ

یکم دسمبر ۱۹۶۹ء

# دنیا کی حقیقت

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ إِلَّا أَمَّا يَنْتَهِمُ فَهُمْ  
 الْخُلْدُونَ هـ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ هـ (پک ۳۰)  
 ” اور اسے پیغمبر، ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کے لئے  
 ہمیشگی نہیں رکھی۔ پس اگر تم مر جاؤ گے۔ تو کیا یہ لوگ  
 ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ (یاد رہے) ہر ایک جاندار (مقررہ  
 وقت پر) موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے۔“

کفار ناہنجار نے کہا۔ کہ جب یہ شخص (حضرت رحمت  
 للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم) مر جائے گا۔ تو ہماری جان  
 ہس دے و غظوں سے چھوٹ جائے گی۔ رات دن قرآن سنا  
 سنا کر اس نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔ توجید پر از حد زور  
 دیتا ہے۔ اور جو خدا کے بزرگ شریک خدائی ہیں۔ ان  
 کی تکذیب کرتا ہے۔ یَسُبُّوا آلِهَتَنَا۔ ہمارے معبودوں  
 کو برا کہتا۔ اور ان کی بے ادبی کرتا ہے۔ آخر اس  
 نے ایک دن مر جانا ہے۔ پھر ہماری خلاصی ہو جائیگی۔  
 اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ہمارے پیارے پیغمبر  
 (کروڑوں درود و سلام روح پاک پر) ہم نے آپ سے قبل

کسی کو ہمیشگی نہیں بخشی۔ کسی بشر کے لئے دوام نہیں۔ پھر اس اصول کے مطابق اگر آپ بھی تلخابہ اجل پئیں گے۔ آپ بھی موت کو چکھیں گے۔ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جیتے رہیں گے۔ یہ نہ مریں گے؟ ضرور مریں گے۔ کیونکہ مَلِكٌ نَفْسٌ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر جاندار نے موت کو چکھنا ہے۔ سب نے ایک نہ ایک دن مر جانا ہے۔ بقا سوائے واحد القہار کے کسی کے لئے نہیں ہے۔

كُلٌّ مِّنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَبَيْنَهُ وَجْهٌ رَبِّكَ

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (سپید ع ۱۱)

”جتنی مخلوقات روئے زمین پر ہے، سب فنا ہو جانے

والی ہے۔ اور (صرف) تمہارے پروردگار کی عظمت والی بزرگ ذات باقی رہ جائے گی“

تو دنیا نیست و نابود اور فنا ہو جائے گی۔ اور جو بھی دنیا میں

ہے، وہ بھی فنا ہونے اور مٹ جانے کے لئے ہے۔ پھر اے انترق

المخلوق انسان! فنا ہونے اور مٹ جانے والے انسان! مر لے کے

بعد تم نے جہاں جانا ہے، وہاں کے لئے زاد راہ تیار کر!۔ تعمیر حیات

کر کے دارِ آخرت کی تعمیر کر لے۔ سہ

کھول کے کیا بیاں کروں سہرِ مقامِ مرگ و عشق

عشق ہے مرگِ با شرف، موت مرگِ بے شرف

زندگی میں دو نعمتوں کی قدر کرو | حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا :-

نِعْمَتَانِ مَغْبُورٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ  
الْمُذْتَلِّينَ وَالْقَرَاعُ (بخاری شریف)

”دو نعمتیں ہیں جن کے بارے میں بہت سے آدمی خسارہ  
کھائے ہوئے ہیں۔ ایک صحت، دوسری فراغت“

صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن لوگ اس کی  
قدر نہیں کرتے۔ اس کے ہوتے ہوئے اعمال صالح اور نیکیاں،  
نہیں کھاتے۔ اسے ضائع کر رہے ہیں۔ مفت گنوار ہے، جب  
بیمار ہوتے ہیں۔ تو پھر تندرستی کی قدر یاد آتی ہے۔ پھر بیماری میں  
نہ دنیا کے کام سرانجام پاتے ہیں۔ نہ آخرت کے۔ تو صحت نعمت  
عظیمی ہوتی۔ اس کی قدر کرو۔ اور نیکیوں کے انبار لگا لو۔ دوسری  
نعمت فراغت ہے۔ یعنی شواغل اور تفکرات سے فرصت ملنا۔ اس  
نعمت کی قدر بھی یہی ہے۔ کہ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں  
وقت صرف کرو۔ اگر صحت جاتی رہی، اور دنیا کے مشاغل، اور  
ہوم کے پہاڑ سر پر آگرے۔ تو نہ دنیا کماٹی جا سکے گی، نہ آخرت  
سنواری جائے گی۔ تو جو کچھ کرنا ہے۔ ابھی کر لو۔ صحت، اور  
فرصت کی دولت موجود ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور حدیث پاک ہے۔ جس میں رسولِ رحمت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا وضاحت سے نصیحت فرمائی ہے۔  
موتی بکھرے ہیں۔ جن کی روشنی میں راہِ آخرت روشن ہے۔ ترمذی  
شریف میں ارشاد فرمایا:-

(۱) ”جو انی کو غنیمت جانو بڑھاپے سے پہلے“

مطلب یہ ہے۔ کہ جوانی میں دنیا کا حلال مال بھی خوب کمایا جاسکتا ہے۔ اور عبادت بھی خوب اچھی طرح بجالاتی جاسکتی ہیں ہر کام کے لئے جوانی کا وقت بڑا موزوں ہے۔ برعکس جوانی کے جب بڑھاپا آگیا۔ تو نہ دنیا کے کام پیری میں ہو سکتے ہیں۔ اور نہ بوجہ ضعف و لاغر عبادات پر قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ بڑھاپا تو ایک لا علاج مرض ہے۔ اس میں زندگی اجیرن ہو کر رہ جاتی ہے۔ تو جو کچھ کرنا ہے۔ جوانی میں کر لو۔

(۲) "صحت کو غنیمت جانو بیماری سے پہلے"

مطلب اظہر من الشمس ہے۔ بیماری مفروش کر دیتی ہے۔ لئے لئے کے سوا کچھ نہیں کرنے دیتی۔ اور صحت کی جوئے شیریں تمام مقاصد کے کھینٹوں کو خوب خوب سیراب کرتی ہے۔ پھر صحت کی قدر کرو۔ اور اسے ضائع نہ گنواؤ۔

(۳) "تونگری کو غنیمت جانو محتاجی سے پہلے"

یعنی اگر اللہ نے مال دے رکھا ہے۔ تو اللہ کی مرضی کے مطابق اسے خرچ کر کے دنیا اور دین دونوں جہان سنوار لو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مالی حالت خراب ہو کر لوہب فقر و فاقہ تک آپہنچے۔ تو پھر جو فائدے دنیا اور دین کے مال سے مل سکتے ہیں۔ وہی دستی میں کہاں؟

(۴) "فراغت کو غنیمت جانو مشاغل سے پہلے"

(تشریح اوپر گزر چکی ہے)۔

(۵) "زندگی کو غنیمت جانو موت سے پہلے"

یعنی زندگی اعمال کا وقت ہے۔ موت آنے پر سلسلہ اعمال منقطع ہو جاتا ہے۔ تو پھر زندگی بڑی نعمت ہوئی۔ یاد رکھیں! بیماری بڑھاپا محتاجگی۔ شغل۔ اور موت کا زندگی میں ہر آن خطرہ ہے۔ پھر جب یہ آئے۔ تو زندگی میں بیم و زر و جواہر کا ڈھیر نہیں لگ سکے گا۔ زندگی کی گنگا بہ رہی ہے۔ کھیتوں کو پانی دے لو۔ نائل انسان غور کر سہ

جانور پیدا ہوتے تیزی وفا کے واسطے  
چاند سوچ اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے  
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے  
سب جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

حضرت ابن سعود بن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

قیامت کے روز پانچ سوال

کرتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا:-

لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْئَلَ عَنْ  
خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاكَ وَعَنْ شَيْبِهِ فِيمَا أَبْلَاكَ  
وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَمَا ذَا  
عَمِلَ فِيمَا عِلِمَهُ (رواه الترمذی)

”قیامت کے دن آدمی کے پاؤں اللہ کے سامنے حساب  
دیتے وقت، سرکنے کے نہیں۔ یہاں تک کہ پوچھا جائے گا  
پانچ باتوں سے۔“

(۱) پوچھا جائیگا اس کی عمر کے بارے میں کہ کس کام میں صرفت کی۔

(۲) پوچھا جائیگا اسکی جوانی کے بائے میں کس چیز میں پرانی کی۔

(۳) پوچھا جائیگا اس کے مال کے بائے میں کہاں سے کمایا اسے۔

(۴) اور کس چیز میں خرچ کیا اسے۔

(۵) پوچھا جائیگا کہ کیا عمل کیا اس پر جو علم حاصل کیا۔

مطلب یہ ہے۔ کہ آدمی کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا رکھیں گے۔

اس کے پاؤں سرکنے نہ پائیں گے۔ وہ ہل نہیں سکے گا جب تک

ان پانچ سوالوں کے جواب نہ دے لے گا۔

سوال ہوگا۔ بتاؤ عمر کس کس کام میں صرف کی؟ جتنی جتنی جس

آدمی کی عمر ہوگی۔ سن بلوغ سے لے کر موت تک، عمر کے ہر سال

ماہ، ہفتہ، دن، گھنٹہ اور منٹ، سیکنڈ کے گزارنے کے متعلق

پوچھا جائے گا۔

قیامت پر یقین رکھنے والو۔ یوم الحساب کو حق ماننے والو!

ابھی سے سوچ لو۔ کہ ساری زندگی کے لمحہ لمحہ کا حساب دینا ہوگا۔

ذرا غلط بات ہوئی۔ تو لالچ۔ پاؤں۔ زبان۔ آنکھ۔ کان۔ تمام

اعضاء شہادت دے دیں گے۔ پکڑوا دیں گے۔ ہتھ کڑی لگوادیں

گے۔ اس بڑی احتیاط سے رات دن گزارو۔ لیل و نہار پر

کڑی نگرانی رکھو۔ رات کو سوتے وقت، صبح سے لے کر عشاء

تک کے گزرے ہوئے وقت کا جائزہ لے کر سویا کرو۔ کہ کتنا

وقت طاعت میں گزرا۔ اور کتنا نافرمانی میں۔ اور پھر معاصی کے

لئے رو رو کر، توبہ کر کے محو استراحت ہوا کرو۔ حقوق اللہ، اور

حقوق العباد کی صفائی کر کے چار پائی پر آیا کرو۔

خوب یاد رکھو۔ پانچ نمازیں روز ادا ہوں۔ روزے، زکوٰۃ، حج بھی اپنے اپنے وقت اور شرطوں پر پورے کرو۔ اکل حلال اور صدقِ مقل کا خاص خیال رہے۔ زبان اور لہجہ سے کسی کو ایذا ناہق نہ دو۔ کسی کا بلا وجہ دل نہ دکھاؤ۔ مردم آزاری کے ظلم سے بچو۔ کسی کا حق نہ مارو۔ کسی پر کسی طرح کا ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ توحید کے آبگینہ کو ٹھوکر نہ لگے۔ سنت کی شرابِ طہور میں بدعت کی نجاست نہ ملنے پائے۔ ہر وقت اللہ کے ڈر کا سایہ رہے، موت گھات میں ہے۔ اس سے غافل نہ ہوں۔ ہر وقت اللہ سے، دنیا اور دین کی حسد طلب کرتے رہیں۔ جد و جہد اور کوشش کے ساتھ اللہ سے دعائیں بھی خوب گرد گردا کر مانگا کریں۔

جوانی کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ کہ کس چیز میں پرانی کی؟ جس طرح لباس پہننے سے پرانا ہوتا جاتا ہے۔ اور بالآخر پھٹ جاتا ہے۔ ایسے ہی جوانی بھی ایک طرح کا قیمتی اور خوب صورت لباس ہے۔ بتانا پڑے گا۔ کہ کیسے پرانا کیا۔ یعنی جوانی دیوانی اور مستانی گزاری؟ عیش و عشرت، ہود لعب، نفسانی خواہشات، کھیل کود، سیر و تماشا، رقص و سرور، گانے بجانے سینما ہالوں، ریستورانوں۔ اور ناٹھ کلبوں کے حیا سوز مناظر دیکھنے میں بسر کی؟ کیا مناہی اور فحاشی کے اشاروں پر رقصاں رہی؟ نفسِ انارہ کی زینتِ آغوشِ بنی؟ سمن ہموں اور پری پیکروں کے حسن و جمال پر فدا رہی؟ شاہد و بادہ کے شغل میں تمام ہوتی؟

— یا —

خوفِ خدا کے سایہ میں ترساں و لرزاں رہی۔ منابہی کے خارِ زار سے دور۔ اوامر کے ارم میں خراماں خراماں چلا کی اکتاب و سنت کے چشمہٴ حیوان سے سیراب رہی!۔ غرض دُورِ شباب کا کوائف بدوش اللہ کے حضورِ جواب دینا ہوگا۔

پھر مال سے متعلق سوال ہوگا۔ کہ کہاں سے کمایا تھا۔ یعنی کن ذرائع سے حاصل کیا تھا۔ وہ ذرائع حلال تھے یا حرام، محنت، مشقت، مزدوری، صنعت و حرفت، دست کاری، نوکری، ملازمت، تجارت سے، دیانت داری سے کمایا تھا۔ یا دھوکہ، فریب، جھوٹ، بددیانتی سے جمع کیا تھا۔ دودھ میں پانی، مرجوں میں دال، ہلدی میں بورا، اور بہت سی چیزوں میں کھوٹ ملا کر کمایا تھا۔ رشوت سے اکٹھا کیا تھا۔ بولو!۔ کسبِ حلال تھا یا کسبِ حرام۔ اب اپنے اپنے مال پر نظر ڈال کر سوچ لیں۔ کہ کھل قیامت کو اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے۔

نیز ہر شخص کو اپنے اپنے پیشے، اور کسب کے ذریعے پر غور کرنا چاہیے۔ کہ پیشہ یا کسب جائز ہے یا ناجائز!

پھر یہ بھی سوال ہوگا۔ کہ مال کو کہاں کہاں خرچ کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی حدوں، اور مصروفوں پر خرچ کیا تھا؟ یا شرک و بدعت کی رسموں، نام و نمود کے کاموں، اور غیر شرع باتوں پر خرچ کیا تھا۔ مسجدوں، مذہبی مدرسوں، فلاحِ عامہ، تبلیغِ دین، کتاب و سنت کی شاعنت، برعت و شرک کے استیصال، فقروں، مسکینوں، یتیموں، ناداروں، مقروضوں

حاجت مندوں پر خرچ کیا تھا، یا بیاہ شادی میں ہندوؤں کی رسموں اور باجوں گاجوں پر صرف کیا تھا۔ ماتم کے موقع پر تہجوں، دسووں، چالیسووں، برسوں، اور بڑوں بوڑھوں کی روٹیوں پر۔ ویگن پکا پکا کر برادری کو کھلا کھلا کر اچھالا تھا۔ نام و نمود کے لئے دعوتوں پر لڑایا تھا۔ اسراف کی مد میں لٹایا تھا، الحاصل پائی پائی کے مصرف کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ مصرف شرعی تھا۔ یا غیر شرعی تھا۔

پھر عالم کو پوچھا جائے گا۔ کہ تو نے جو علم حاصل کیا تھا، اس پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟ — یاد رکھیں۔ اگر علم پر عمل نہ ہوا تو وہ علم ذریعہ نجات ہوگا۔ اور اگر عمل نہ ہوا۔ تو وہ علم سزا کا ذریعہ بن جائے گا، بہت اچھا کہا گیا ہے۔

علم را گر دل زنی یارے بود

علم را گر تن زنی مارے بود

اگر تو نے علم پر عمل کر لیا۔ تو علم تیرا یار ہوگا۔ اور اگر

محض دکھاوے کے لئے علم پڑھا۔ عمل نہ کیا۔ تو وہ علم تیرے لئے سانپ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے بارے میں ایک

دعا بتائی ہے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ.

”اے اللہ میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا

ہوں جو نفع نہ دے“ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی وہ علم تو دے ہی نہ۔ جس پر عمل نہ ہو سکے۔ علم کے معنی ہے جاننا۔ پھر جو شخص جتنا علم رکھے۔ وہ ضرور اس پر عمل کرے۔ بے علم لوگ علماء سے جتنی جتنی علم کی باتیں سنتے ہیں۔ انہیں چاہیے۔ کہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ علم تقویراً ہو یا بہت، ہے ہی عمل کے لئے، علماء بھی عمل کریں۔ اور عامی بھی جتنا سیں اس پر عامل ہوں۔

دنیا چھڑکے پر سے بھی حقیر ہے | حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ

مَا سَقَى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً (احمد ترمذی، ابن ماجہ)

”اگر ہوتی دنیا اللہ کے نزدیک برابر چھڑکے پر کے۔ تو

نہ پلاتا اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی گائے“

یعنی اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک پر پشہ کے برابر ہی ہوتی، تو کافروں کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیتا۔ کیونکہ کفار اللہ کے دشمن ہیں۔ اور دشمن کو اچھی چیز نہیں دی جاتی۔ اور پھر پانی! جس سے زندگی رواں ہے۔

معلوم ہوا۔ دنیا فانی۔ عالم کون و فساد۔ اگر اللہ کے نزدیک قابل قدر چیز ہوتی۔ تو سب کی سب اپنے دوستوں، مومنوں، موحدوں کو ہی دے دیتا۔ کفار کو محروم رکھتا۔ لیکن اہل ایمان کو محروم رکھ کر دنیا ساری کی ساری کفار کو دے دی ہے۔ یہ

پچھر کے ہر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ مسلمان دنیا کے علوم و فنون حاصل نہ کریں۔ اور نہ بروج و ترقی کے لئے جد و جہد، خیر واد! ضرور کریں۔ تمام علوم عصریہ، سائنس، ایجادات، صنعت و حرفت اور تجارت میں خوب ماہر ہوں۔ اور کسبِ حلال سے نالا مال ہو کر استحکامِ دین، اور تعمیرِ آخرت میں لگے رہیں۔ یعنی دنیا کو دین کے لئے کمائیں، آخرت نہ بھلائیں۔ بلکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا فانی کو نظر میں نہ لائیں۔ یہاں دل نہ لگائیں، کہ موت سر پر کھڑی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ بھی فرمایا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، نہیں ہے مثال دنیا کی مقابلہ آخرت کے۔ مگر مانند اس کے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈالے۔ پھر نکال کر، دیکھے کہ کس چیز کے ساتھ انگلی لوٹی ہے؟ (صحیح مسلم)

یعنی انگلی دریا میں ڈالنے سے صرف تر ہوتی ہے۔ ایک آدھ قطرہ پانی کا انگلی کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ پس آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں دنیا اور اس کی زیب و زینت اور اموال و خزانہ پانی کے ایک قطرہ کے برابر ہیں۔ غرض دنیا آخرت کے سامنے صفر ہے۔ تو دنیا میں بسنے والو! اس صفر پر نہ مرثو۔ اس صفر کے مقابلہ میں آسمانوں سے زیادہ وسیع و عریض، آخرت کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اللہ کے احکام کے مطابق دنیا میں زندگی گزارو۔ اس کی مرضی پر چلو۔ دنیا میں تم آٹے ہی ہو

آخرت بنانے کے لئے۔ نہ کہ ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں رہنے کے لئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
**رحمت عالم پورے پر سونے** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پورے پر سونے۔ جب اٹھے تو بدن مبارک پر پورے کا نشان پڑ گیا۔ حضرت ابن مسعود نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں حکم دیتے۔ تو ہم آپ کے لئے نرم بستر بچھا دیتے۔ اور آپ کے لئے اچھے کپڑے بنا دیتے۔ تو اس سخت پورے پر سونے سے بہتر ہوتا۔ حضور النور نے فرمایا۔ مَا لِيْ وَ لِلدُّنْيَا۔ نہیں ہے مجھے الفت دنیا کے ساتھ اور نہ دنیا کو الفت میرے ساتھ۔ (سنو)۔  
 وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَآكِبٍ عَلَى سُتُورٍ تَحْتِ شَجَرَةٍ تَحْتِ رَاحٍ وَتُرْكُهَا۔ اور نہیں ہے حال میرا ساتھ دنیا کے مگر مانند سوار کے جس نے سایہ پکڑا درخت کے نیچے (تھوڑی دیر) پھر چل دیا۔ اور چھوڑ گیا درخت کو۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

جناب سید الکونین - سید الثقلین - اکرم الاولین - اکرم الآخِرین سید ولد آدم حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا۔ اور کیسا اچھا سمجھایا۔ کہ دنیا کے ساتھ میرا حال اس سوار کی مانند ہے۔ جو گرمی کی شدت کے سبب تھورا وقت کسی درخت کے سایہ میں آرام کرتا ہے۔ اور پھر اٹھتا ہے۔ اور چل دیتا ہے۔ اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔ آپ کے ارشاد میں کتنی صداقت اور حقیقت ہے۔ کیا دنیا میں ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ کہ لاکھوں روپے کے بنگلوں اور کوشیوں میں رہنے والوں کے جنازے انہیں

بنگلوں اور کوشیوں سے نکلتے ہیں۔ ان کے مالکوں نے درخت کے سایہ کی طرح اپنے مسکنوں اور محلوں میں آرام کیا۔ جھٹ موت نے آکر بیدار کیا۔ اور اب پتی خالی ہاتھ محل چھوڑ کر چلا گیا۔

نیم صبح ٹھنڈی سانس بھرتی ہے مزاروں پر  
اداسی منہ اندھیرے دیکھتے گور غریباں پر

دنیا کے عیش و تنعم میں ڈوبے ہوؤں کو درخت کا سایہ چھوڑ

دینے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ اور اس درخت کے سایہ میں آرام پکڑنے کی فکر کرنی چاہیے۔ جو نکل ابدی ہے۔ جہاں سے نہ اٹھنا ہے اور نہ اُسے کبھی چھوڑنا ہے۔

ہر شام نور بہیز و نوا ریز و نئے نواز  
ہر صبح گل فروش و ضیا پوش و مشک بو

حضرت عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے نافرمانوں کو مال و

سے نقل کرتے ہیں۔ کہ فرمایا حضور نے۔

دولت ملنا کیسا ہے؟

إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى  
مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِزْجَارٌ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَلَبَّأْنَا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحَسَّنَا  
عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى إِذَا فَرَحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذَ نَهْمَ  
بَغْتَةٍ فَرَأَا هُمْ مُبْتَلِسُونَ ه

رواه احمد

جب تو دیکھے کہ اللہ عز و جل دیتا ہے بندہ کو دنیا سے  
باوجود اس کے گناہ کرنے کے وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے

یعنی مال و دولت و اسباب دنیا کا، پس جانو کہ وہ دینا استدرج ہے۔ پھر حضور نے پڑھی (استشہاداً) یہ آیت

ذَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَفَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ جَنَّةٍ لِّئَلَّا يَصْغَبُوا إِذَا فَرَّجُوا بِهَا أَوْثَرًا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ

(ترجمہ) پس جب بھول گئے کافر اس چیز کو کہ نصیحت کئے گئے تھے ساتھ اس کے کھول دیتے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے، یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے جو دیتے گئے۔ پکڑا ہم نے ان کو یکایک۔ پس ناگہاں وہ ناامید تھے۔ (پطع ۱۱)۔

رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ و سلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مال و دولت، اور اسباب دنیا کثرت سے دیتا ہے۔ جو گناہ کرتا اور اللہ کی نافرمانیوں پر تامل ہوا ہے۔ تو تعجب نہ کرو۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا اسے مال و دولت دینا استدرج ہے۔

استدرج کے معنی ہیں درجہ بدرجہ آگے بڑھنا۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ کی آزمائش کے لئے جہلت دینا۔

تو اللہ تعالیٰ گنہگار۔ نافرمان آدمی کو جو مال و دولت دیتا جاتا ہے۔ اور نعمتوں کی کثرت عطا کرتا ہے۔ اس سے اس کو پایہ بہ پایہ، اور درجہ بدرجہ عذاب کی طرف لاتا ہے۔ قدم بقدم چلتے چلتے بالآخر وہ جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے نافرمانوں اور سرکش لوگوں کو مال و دولت کی بہتات، اور روز افزوں ترقی

پر خوش نہ ہونا چاہیے۔ یہ ان کے لئے عذاب کی تمہید ہے۔ ان کو مہلت اور ڈھیل مل رہی ہے۔ اگر تائب نہ ہوتے تو یکایک خدا کی پکڑ آجاتے گی۔ استدراج کے سمجھانے کے لئے حضور النورم نے قرآن کی آیت پڑھی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب کفار نے اللہ کے پیغمبروں کی نصیحت کی طرف کچھ دھیان نہ کیا۔ اسے بھلا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، بے پناہ مال و دولت، اور دنیا کی تمام نعمتیں دے دیں۔ پھر وہ دنیا کا مال و منال، اور اسباب و متاع پا کر بڑے خوش ہوئے۔ اور یہ سمجھ بیٹھے۔ کہ ہم بہت اچھے ہیں، جو اتنی نعمتیں ہم کو مل رہی ہیں۔ انہوں نے خوب داد عیش دینی شروع کی، اور عصیان و طغیان کی وادیوں میں خوشی خوشی لگے دوڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اچانک اللہ کا عذاب آگیا، اور وہ ہلاک اور برباد ہو گئے۔

پس خدا کی بغاوت، سرکشی اور نافرمانی کی حالت میں جو مال و متاع کثرت سے ملتا ہے۔ یہ استدراج ہے۔ دیکھنے میں وقت بڑا اچھا گزرتا ہے۔ خوب عیش و عشرت کی گزران ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت رفتہ رفتہ۔ قدم بقدم داد عیش دینے والے عذاب کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی خوشی و خرمی کا محل دھرام سے زمین پر آگرتا ہے۔

طرہ شاید دنیا ہمہ مکرست و فریب

عارفان برسراں نکتہ نچو شد نزارع  
حافظ شیرازی

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ایک ایک کھجور دی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

الْحَمْدُ أَصَابَهُمْ جُوعٌ  
فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً - (ترمذی شریف)

”پہنچی صحابہ کو بھوک۔ پس دی ان کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک ایک کھجور“

مطلب یہ ہے۔ کہ صحابہ پر اتنا تنگ دستی، افلاس، اور

فقر و فاقہ کا وقت تھا۔ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو ایک ایک کھجور دی۔ کتنے صابر اور شاکر تھے فقراء صحابہ

کہ ایک ہی کھجور پر اکتفا کرتے، اور اللہ کا شکر بجا لاتے تھے۔ ان

کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کی توحید

رحمت عالم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر اللہ نے ہم کو

رزق کی تنگی کیوں دے رکھی ہے۔ بے شمار رحمتیں ہوں ان کی پاک

ارواح پر، وہ اللہ والے تھے۔ بھوک اور فقر و فاقہ میں بھی جہاد

و قتال سے جی نہ چراتے تھے۔ رات مصلے پر، اور دن گھوڑوں کی

پیٹھ پر گزارتے تھے۔ صوم و صلوة کی از حد پابندی کرتے۔ شب

و روز خوفِ خدا سے لرزتے۔ اور اس کے احکام پر چلتے تھے۔ سنت

اور حدیث کی شمع کے پروانے۔ ایسے کہ فنا فی الرسول ہو گئے

تھے۔ یعنی خود کو سیرت پاک، اور اسوۂ حسنہ میں گم کر چکے تھے۔

ایک کھجور پر اکتفا کرنے والوں کی دینداری کا تو یہ حال تھا۔ لیکن

ہم جن کو اللہ نے کھانے کے لئے اتنی نعمتیں دی ہیں کہ شمار نہیں

کر سکتے۔ کسی ہوٹل کے کھانوں کی فہرست دیکھئے۔ سر سے لے کر پاؤں تک کے بورڈ پر کوئی پچاس طعموں اور مشروبوں کے نام آپ کی نظر سے گزریں گے۔ جو لوگ کھاتے ہیں، اور پیتے ہیں۔ لیکن شکر، بجا نہیں لاتے۔ مرغِ مسلم چٹ کر کے ایسے خوابِ خورگوش کے مزے لیتے ہیں۔ کہ نماز تک نہیں پڑھتے۔ اور دوسرے قرآن سے بیکسر غافل ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں، کہ چند روز کے جہان ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ یہ

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے      یہی دنیا کا کارخانہ ہے  
 ہے نہ شیریں نہ کوہ کن باقی      نہ کسی جا ہے نلدن باقی  
 بوئے الفت تمام پھیلی ہے      باقی ابقیہ ہے نہ بیلہ ہے  
 صبح کو طائرانِ خوش الحان      پڑھتے ہیں مَلَّ مَنْ عَلَيَّهَا قَانَ  
 موت سے کس کو رستگاری ہے  
 آج وہ کل ہماری باری ہے

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

**رحمتِ عالم کے پیٹ پر دو پتھر تھے**

شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَرَفَعْنَا  
 عَنْ بَطْنِهِمَا عَنْ حَجْرٍ حَجْرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَنْ بَطْنِهِمَا عَنْ حَجْرَيْنِ ۝ (ترمذی شریف)

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کا شکوہ کیا۔ پھر کھولے ہم نے اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر اُٹھایا۔ پس کھولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ

سے دو پتھر ۴

بالائے فرق سایہ بالی ہما کے آرزو مندو! غور کرو کہ جن لوگوں نے شجر اسلام کو اپنے لہو سے سینچا تھا۔ ان کی غربت کا یہ حال ہے کہ مارے بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، کہتے ہیں۔ حضور! یہ دیکھیے پیٹ پر پتھر ہے۔ اس پر جناب خواجہ دوسرا حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دکھائے۔ یعنی صحابہؓ بھی بھوکے اور حضور انورؐ دو گنا بھوکے، یا میں ہمہ رحمت عالم اور صحابہ رضہ اسلام کی بنیادیں اٹھا رہے ہیں۔ اور مزاحمت کرنے والوں۔ اعدائے اسلام سے برسرِ پیکار بھی ہیں۔ جنگ و جہاد کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اپنے قول و فعل سے جریدہ عالم پر نقشِ توحید ثبت کر رہے ہیں۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ دنیا سکون۔ آرام اور چین کی جگہ نہیں ہے۔ یہ دار فانی عیش و عشرت کا مقام نہیں۔ بلکہ درد و آلام، اور کرب و اضطراب کی جگہ ہے۔ کانتوں کا بستر ہے۔ رنج و غم۔ فکر و تردد۔ اندوہ و ملال، اور مصیبت و تکلیف کی منزل ہے۔ یہاں دل لگانا اچھا نہیں۔ مسافر کو اللہ سے لو لگاتے ہوئے رخصت سفر باندھنا چاہیے۔

گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے  
 پمیانہ عمر ایک دن بھرنا ہے  
 ہاں تو شہ آخرت ہتیا کر لے  
 غافل تجھے دنیا سے سفر کرتا ہے

جو شے ہے فنا، اسے بقا سمجھا ہے  
 جو چیز ہے کم، اسے سوا سمجھا ہے  
 ہے بحر جہاں میں عمر مانندِ حباب  
 غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے

افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے  
 اس باغ سے کیا کیا گل رعنہ نہ گئے  
 تھا کو نسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں  
 وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

دنیا کی زندگی میں آخرت کا ذخیرہ جمع کر لو | بخاری۔ مسلم میں رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سلم نے فرمایا:-

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ يَا شُرَوكَ الْأَنْفُسِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ  
 شَيْئًا وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا  
 يَا عَبَّاسَ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ  
 شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ  
 اللَّهِ شَيْئًا وَيَا قَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيمٍ مَا بَشَرَتْ  
 مِنْ مَنَائِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا بخاری۔ مسلم،  
 ”اسے گروہِ قریش! اپنی جانوں کو خرید لو یعنی ایمان کر  
 کر اور عمل صالح کر کے ان کو دوزخ سے بھا کرو، نہیں  
 دور کر سکتا میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ، اسے اولاد

عبد مناف! تم بھی ایمان و عمل سے نجات آخرت کا سامان کر لو۔ یاد رکھو، نہیں دور کر سکتا میں تم سے عذاب الہی کچھ۔ اے عباس بن عبدالمطلب! آپ بھی اعمال کا ذخیرہ بنا لیں۔ نہیں دور کر سکتا میں آپ سے اللہ کا عذاب کچھ۔ اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! نہیں دور کر سکتا میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دیکھ اعمال ہی تمہارے کام آئیں گے۔ اے فاطمہ بیٹی محمد کی رصلی اللہ علیہ وسلم، مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال سے (کینو کو) مال وغیرہ میں تم کو دے سکتا ہوں۔ لیکن قیامت کے روز اچھے اعمال کما کر لانا۔ یاد رکھو! نہیں دور کر سکتا میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی برادری، اپنے قریبی رشتہ داروں، حتیٰ کہ اپنی پھوپھی صفیہؓ، اور اپنی بیٹی فاطمہؓ کو بھی واضح الفاظ میں آگاہ کر دیا۔ کہ تم اعمال صالح کا ذخیرہ لے کر قیامت کو آنا۔ خبردار! میرے بھروسہ پر نہ رہنا۔ کہ رسول اللہ کی رشتہ داری کام آجائے گی۔ یا، رسول اللہ داورِ محشر سے چھڑائیں گے، عذاب الہی سے بچائیں گے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں تمہارے کچھ بھی کام نہ آؤں گا۔ تم سے عذاب الہی ذرہ بھر بھی دفع نہ کر سکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہؓ!۔ اے میری بیٹی فاطمہؓ! سن لو!۔ اگر اللہ نے تم کو پکڑ لیا۔ تو میں تم کو ہرگز اللہ سے چھڑا نہ سکوں گا۔ اس کا عذاب تم سے دور نہ کر سکوں گا۔ لہذا ضرور

ہے۔ کہ تم ایمان اور اعمال صالح کی دولت سے مالا مال ہو کر حشر میں آنا۔ اللہ کی رضا مندی کے کام کر کے اللہ کو منہ دکھانا۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے کام آئیں گے۔ میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ حضور اپنی پھوپھی، اور بیٹی کو یہ ارشاد فرما رہے ہیں، جو فی الواقع جنتی ہیں۔ پھر ہم گتہ نگاروں کو کتنا ڈرنا چاہیے۔ اور آخرت کے لئے اعمال صالح کی کس قدر کوشش کرنی چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انذار تمام امت کے لئے ہے۔ ہر کہہ و مہمہ۔ ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے ہے۔ کہ سب کتاب و سنت کے مطابق زندگی گزاریں۔ قرآن اور حدیث کے مطابق نیک اعمال کر کے عرصہ محشر میں پیش ہوں۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں نجاتِ آخرت، اور جنت کا ذکر ہے۔ **وَمَا أَمْنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** ضرور موجود ہے۔ یعنی آخرت میں فوز و فلاح، اور بہشت کا حصول ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے۔ یہی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور تاکید سے ارشاد فرمائی ہے۔ کہ سب توحیدی ایمان اور صالح اعمال کے ساتھ اللہ کے حضور آئیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی!

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ لوری ہے نہ ناری ہے

حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ بَدَأَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً  
 وَرَحْمَةً ثُمَّ مِلْكًا عَصُومًا ثُمَّ كَاتِبًا جَبْرِيَّةً وَعُقُوبًا  
 وَفَسَادًا فِي الْأَرْضِ يَسْتَعْلِقُونَ الْحَرِيرَ وَالْفُرُوجَ وَالْخُمُوسَ  
 يَزْنِمُ قَوْمًا عَلَى ذَلِكَ وَيَنْصَرُونَ حَتَّى يَلْقُوا اللَّهَ رَسُلاً لِيَأْتِيَهُمْ  
 "بے شک یہ امر دین شروع ہوا ہے ساتھ نبوت اور رحمت  
 کے۔ پھر ہوگا امر دین کا خلافت اور رحمت۔ پھر ہوگا  
 بادشاہت گزندہ۔ پھر ہونے والا ہے یہ کام تکبر اور حد  
 سے گزرنا اور فساد زمین میں۔ حلال جائیں گے۔ ریشمی  
 کپڑوں کو، اور حلال جائیں گے عورتوں کی شرمگاہوں اور  
 شرابوں کو۔ روزی دیئے جائیں گے باوجود ان کاموں کے۔  
 اور مدد دیئے جائیں گے (اعلاء پر) یہاں تک کہ ملاقات  
 کریں گے اللہ تعالیٰ سے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر دین کے احوال سے خبر  
 دی ہے۔ کہ اس امر دین کی ابتداء نبوت اور رحمت کے ساتھ ہوئی  
 ہے۔ وحی کا نزول، قرآن کے نور کی بارش، جبریل اور ملائکہ رحمت  
 کی آمد آمد۔ رحمتوں اور برکتوں کی بارشیں۔ یہ سلسلہ بدستور رحمت  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک تک جاری رہا۔ کیا شان  
 ہے دور نبوت کی، نہ اتنا یمن بھرا زمانہ اس سے قبل آیا۔ اور نہ  
 بعد۔ بعثت کے نور سے عالم نکھر گیا۔

اس کے بعد خلافت اور رحمت کا دور شروع ہوا۔ کہ خلفائے  
 راشدین نے امر خلافت اور نیابت کو کتاب و سنت کی روشنی میں

جاری کیا۔ اور دین نے بالکل اللہ تعالیٰ کی منشا اور مرضی کے مطابق ترقی کی۔ اور چہار دانگ عالم میں رحمتوں کی برکھا بن کر برسا۔ یہ دور خلافت تیس برس تک رہا۔ ساڑھے انتیس برس چاروں خلفاء کے، اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے۔

پھر ارشاد ہوا۔ کہ اس کے بعد ایسے بادشاہ آئیں گے۔ جو خبیثا شریر اور ظالم ہوں گے۔ کہ لوگوں پر ظلم کریں گے۔ اور ان کو ناحق ایذا دیں گے۔ پھر زمین میں لوٹ مار۔ لڑائیاں جھگڑے، اور فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ مسلمان بادشاہ آپس میں لڑیں گے۔ دونوں طرف مسلمانوں کا خون پیے گا۔ خانہ جنگی میں قتل و غارت اور بربادیاں ہوں گی۔ ایک دوسرے کی گردنیں ماریں گے۔ بدی اور برائی عام ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ ریشمی کپڑوں کو حلال جانیں گے اور پہنیں گے۔ اور عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال جانیں گے۔ یعنی زنا عام ہوگا۔ نیز شرابوں کو حلال جان کر خوب پئیں گے۔ شراب اور زنا کا زور ہوگا۔ لیکن خدا کی رحمت کی وسعت ایسی ہوگی۔ کہ باوجود ان کاموں کے اللہ تعالیٰ ان کو دشمنوں اور کافروں پر مدد دے گا۔ اس لئے کہ اس کا دین قائم رہے۔ یعنی دین اسلام کی بقا اور حفاظت کے لئے ایسے فاسقوں۔ فاجروں۔ بدکاروں۔ زانیوں۔ شرابیوں اور ریشمی کپڑے پہننے والوں کو دشمنانِ اسلام، کفارِ ناہنجار پر فتح دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ ارشاد مذکور کے عین مطابق جب کفار ہند نے ۴ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستان پر حملہ کر دیا۔ اور دو لاکھ فوج جنگ کے جہنم میں جھونک

دی۔ اور چھ سو ٹینک لے کر سیالکوٹ کی سرزمین پر چڑھ دوڑے، یہ محض اللہ کی رحمت اور فضل ہی تھا۔ کہ ہم گناہ گاروں۔ فاسقوں فاجروں۔ عاصیوں کو اس نے دشمنوں پر فتح دے دی، بالکل مذکورہ حدیث کے مطابق ہم پورے عاصی اور نافرمان تھے۔ لیکن اس نے ہمارے گناہوں۔ بدلیوں، اور بد کاریوں کو نظر انداز کر کے کفار کو ذلت آمیز شکست دی۔ صرف اپنے دین اسلام کی حفاظت، اور بقا کے لئے۔ سچ فرمایا حضورؐ نے، **يُؤْتِرُ قَوْمًا عَلَىٰ ذَٰلِكَ وَيَنْصُرُونَ**۔ باوجود ان (بد اعمالیوں) کے یہ رزق بھی دیئے جائیں گے۔ اور دشمنوں پر پر مدد بھی دیئے جائیں گے۔

دَعْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ إِذَا كَانَ أَمْرًا كُمْ خَيْرًا كُمْ وَأَعْنِيَاءَ كُمْ  
سَمْعَاءَ كُمْ وَأُمُورَ كُمْ شُورَىٰ بَيْنَكُمْ فَظَهَرُ الْأَرْضِ  
خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أَمْرًا كُمْ شَرًّا كُمْ  
وَأَعْنِيَاءَ كُمْ بَحْلَاءَ كُمْ وَأُمُورَ كُمْ إِلَىٰ نِسَاءِ كُمْ  
فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا (رواه الترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے امراء نیک تمہارے ہوں۔ اور غنی تمہارے سخی تمہارے، اور امور تمہارے باہمی مشورے سے ہوں۔ (اس وقت) پشت زمین کی (یعنی ظاہر اس کا) بہتر ہے تمہارے لئے اس کے

پیٹم سے - دینی زندگی موت سے بہتر ہے) - اور جب  
 امراء تمہارے بد تمہارے ہوں - اور دولت مند تمہارے  
 بخیل تمہارے، اور کام تمہارے عورتوں کے سپرد ہوں -  
 پس پیٹ زمین کا (یعنی قبر) بہتر ہے تمہارے لئے  
 زمین کی پشت سے - (یعنی تمہارا مرنا بہتر ہے جینے سے) -

ملاحظہ فرمائیے - یہاں امراء سے مراد حکام ہیں - جن کے ہاتھ

میں امر یعنی حکم (LAW AND ORDER) ہے - تمام سرکاری افسر  
 برہر حکمہ کا ذمہ دار ملازم - صدر مملکت سے لے کر ادنیٰ چپڑاسی  
 تک - جب یہ لوگ بہتر - خدا ترس - اللہ سے ڈرنے والے - اپنی  
 اپنی تنخواہ پر گزارہ کرنے والے - دین دار - صوم و صلوة کے  
 پابند - اچھے کردار، اور اخلاق کے حامل، رعایا سے اچھا سلوک  
 کرنے والے، نیکی کار اور صالح ہوں - اور دولت مند طبقہ زکوٰۃ  
 دینے، صدقات و خیرات کرنے - فقیروں، مسکینوں، یتیموں اور  
 محتاجوں کی مدد کرتے والا ہو - اپنے مال و دولت سے دین کی  
 اشاعت کرنے میں لگا ہو - اور تیسری بات یہ کہ مسلمانوں کے  
 امور آپس کے مشورے سے طے ہوں - ان میں اتفاق اور اتحاد  
 ہو - اختلاف - پھوٹ اور لڑائی جھگڑا نہ ہو - سب کے سب یک جان  
 اور شیر و شکر ہوں - ان حالات میں مسلمانوں کے لئے زمین کی  
 پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے - یعنی زندگی بڑی مفید، کارآمد  
 اور بابرکت ہوگی - کتاب و سنت پر خوب خوب عمل کر سکیں گے  
 دین کی اشاعت میں عمر خرچ کریں گے - اور درازی عمر نیک اعمال

کے ساتھ بڑی سعادت مندی - خوش بختی - اور خوش حالی کی علامت ہے۔ الحاصل بادشاہوں اور حاکموں کا عادل - مصنف اور نیک ہونا۔ دولت مندوں کا سخی ہونا - اور مسلمانوں کے امور کا باہمی مشوروں سے طے ہونا قوم کی بابرکت اور خوش حال زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کا جینا مرنے سے بہتر ہے۔ یعنی ان کو زندہ رہنا چاہیے۔ زندگی برکتوں، نیکیوں، بھلائیوں اور خوبیوں کی حامل ہوگی - زندگی باعزت بسر ہوگی - زندگی کا لطف حاصل ہوگا۔

اور اس کے برعکس اگر امرار بڑے ہوں - ظالم، فاسق، فاجر رشوت کھانے والے - عوام کا ہلو پینے والے ہوں، اور دولت مند زکوٰۃ نہ دینے والے - بخیل اور بیشم ہوں، اور امور باہمی مشوروں سے طے پانے کی بجائے عورتوں کے سپرد ہوں۔ عورتیں ہی کرتی دھرتی ہوں۔ سیاسیات میں گہمی آگے - سودا سلفٹ خریدنے میں بھی پیش پیش - ہر امر میں عورت کی سرداری ہو۔ تو ایسے حالات میں تمہارا مرجانا، جینے سے بہتر ہے - پھر کوئی زندگی نہیں۔

غور فرماتیں۔ آج حالات بالکل ایسے ہی ہیں - ملک کے تمام حکام حکومت کے ہر محکمہ کا ہر ملازم - کیا چھوٹا - کیا بڑا - سب کے سب **إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ** شرار ہی ہیں - عوام ان کے ہاتھوں از حد تنگ، اور سخت نالاں ہیں - ملک میں کوئی عدل و انصاف نہیں ہے - ہر طرف مار دھاڑ - چوری - ڈکیتی - اغوا - قتل - خونریزی، رشوت،

سفاکی۔ ظلم ستم۔ بے حیائی اور فحاشی، کی تاریک رات چھائی ہوئی ہے۔ اور دو نغمہ نگاروں کے نشہ میں مست ہیں۔ نہ ان کا مال غریبا فقراء اور مساکین کے کام آ رہا ہے۔ نہ اس سے اشاعت دین ہو رہی ہے۔ غرض اغنیاء، بخیل، اور کجسوس ہیں، اور امور عورتوں کے حوالے ہیں۔ گھر میں عورت کی چلتی ہے۔ مرد کو کوئی پوچھتا نہیں ان حالات میں حضورؐ نے فرمایا: کہ تمہارا مرجانا، زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ زندہ درگور ہونے سے گور میں چلے جانا چاہیے۔ ایسے ماحول میں قوم کی کوئی زندگی نہیں ہے۔

ذرا سوچئے۔ کیا آج کل کسی کو اطمینان ہے؟ سکون ہے؟  
فراع ہے؟ چین ہے؟ — نہیں! — تو پھر ایسی زندگی سے موت بہتر ہوئی۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد ہم ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے۔ اس ملک کو چین اور سکون کا گہوارہ — جنت کا ٹکڑا بنا سکتے تھے۔ لیکن ہم نے اسے اپنے ہاتھوں دوزخ بنا ڈالا ہے۔ تو پھر کیا زندگی ہوئی؟ موت سے بدتر!!!

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

**انکارا ماتھ میں لینا**

نے فرمایا:-

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ أَلْصَابُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ

كَأَلْفَايِضٍ عَلَى الْجَمْرَةِ (ترمذی شریف)

”لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں میں

سے اپنے دین پر صبر کرنے والا۔ اپنی مٹھی میں انگارا  
لینے والے کی مانند ہوگا ۷

یعنی وہ دور اتنا فسق و فجور، بے حیائی، فحاشی، رنگ و  
رامش۔ بادہ و شاہد کی کثرت، گانے، بجانے، ناچنے اور بے راہ  
روی کا ہوگا۔ کہ اس میں دین پر ثابت قدم رہنا، نماز، روزہ،  
اور تقویٰ، اور حیا کو قائم رکھنا، اتنا مشکل ہوگا۔ جتنا انگارے  
کو ہاتھ میں لے کر صبر کرنا مشکل ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ۸

دشوار ہے اس بزم میں جینا میرا

گرداب میں آیا ہے سفینہ میرا

کچھ آج وہ کثرت ہے حینوں کی یہاں

ہے چوہر قصاب پہ سینہ میرا

مسلمان بھائیوں بچ جاؤ اس دور سے۔ بڑا نازک، پُر فتن

ہے یہ دور۔ آج کا مسلمان اس زہریلے ماحول سے بچنے والا

بڑے درجے پائے گا۔ اگرچہ بڑا مشکل ہے۔ بچنا۔ ہاتھوں میں

انگارے تقاضے کے برابر ہے۔ لیکن جو بچ گیا۔ وہ ولایت کے

مرتبہ کو پالے گا۔ عامل کتاب و سنت، تقویٰ شعار مسلمان اس

دور کا ولی اللہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد

میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں

نعمتوں کی فراوانی اور  
اقسام طعام کی کثرت

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔ درحالیکہ ان پر صرف ایک چادر تھی

جس میں چمڑے کے ٹکڑوں کے ہوند لگے ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا۔ تو آبدیدہ ہو گئے، اس وجہ سے کہ پہلے وہ دبڑے خوش حال اور ناز و نعمت میں تھے اور اب دبڑی خستہ حالی، اور فقر و فاقہ میں، ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ تحسّر فرمایا۔ کیا حال ہوگا تمہارا جب صبح کو ایک تمہارا نیکلے گا ایک جوڑے میں، اور شام کو نیکلے گا ایک جوڑے میں۔ (یعنی ایک وقت آتے گا۔ کہ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔ اور لوگ صبح و شام لباس تبدیل کریں گے)۔ اور رکھا جائے گا اس کے آگے ایک پیالہ بڑا کھانے کا اور ایشایا جائے گا دوسرا۔ (یعنی کھانوں کے اقسام کی کثرت ہوگی لوگ مختلف اشوع طعاموں سے شکم سیر ہو کر میں گے)۔ اور ڈھانکو گے تم گھروں کو جیسے ڈھانکا جاتا ہے کعبہ یعنی گھر کی دیواروں پر پردے لٹکاؤ گے۔ بسبب تنعم اور ترفہ کے)۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس دن کہ یہ حال دیکھیں گے بہتر ہوں گے آج کے حال سے۔ کیونکہ فانی ہوں گے کسبِ معاش سے، واسطے عبادت کے۔ اور محنت سے کفایت کئے جائیں گے۔ (یعنی مال و دولت اور اطعمہ اشربہ کی کثرت اور رزق کی بہنات کے باعث خوب فراغت حاصل ہوگی، نوکر چاکر کام کریں گے۔ اور ہم خوب خوب اللہ کی عبادت کریں گے)۔ حضور انور نے فرمایا۔ لَا اسْتَمُرُّ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَ مَسِينِ۔ یوں نہیں ہے، کہ اس روز میں بہتر ہو گے (مال و دولت پا کر)۔

بلکہ تم آج کے دن (غربت و افلاس میں) بہتر ہو۔ بہ نسبت  
اس دن کے " (ترمذی شریف)

ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام لانے سے پہلے بٹے  
ناز و نعمت میں پلے ہوئے تھے۔ حضری جوتا پہنتے، روز غسل  
کرتے۔ بالوں کو تیل لگاتے۔ خوشبو استعمال کرتے، اور صاف  
سحقرا سفید لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی کپڑے میلے نہ ہونے  
دیتے۔ غرض شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ اسلام  
قبول کرنے کے بعد تکلیفوں کے پہاڑ ان پر آگرے۔ عیش  
و آرام، اور تنعم و سکون ایک ایک کر کے سب رخصت ہو  
گئے۔ نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو۔ اسلام کی محبت ہڈیوں میں  
رہ گئی۔ اور دین حق کی خاطر درویشی، اور فقیری قبول کر لی۔  
شب و روز اسلام کی نشر و اشاعت میں گزارنے لگے۔ ہجرت  
کر کے مدینہ آئے۔ تو ان پر صرف ایک چادر پونڈوں والی تھی۔  
جب حضورؐ نے ان کو دیکھا۔ تو آنکھوں میں آنسو بھرائے۔

امام سیوطیؒ جمع الجوامع میں حضرت عمرؓ سے روایت لائے  
ہیں۔ کہ ایک روز مصعب بن عمیرؓ حضرت انورؓ کے پاس آئے  
اس حال میں کہ بکری کی کھال کا تسمہ مکر کو باندھا ہوا تھا۔  
حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا۔ نگاہ کرو اس شخص کی طرف، کہ روشن  
کیا ہے اللہ نے دل اس کا۔ اور بے شک دیکھا میں نے اس کے  
ماں باپ کو، کہ کھلاتے تھے اس کو خوشترین طعاموں کا۔ اور  
دیکھا ہے میں نے اس پر جوڑا ایسے کپڑے کا کہ دو سو درہم کو خریدا

تھا اس کو۔ پس پہنچایا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت نے اس کو اس حال میں کہ تم دیکھ رہے ہو۔“

جنگِ بدر میں ہاجرین کا جھنڈا ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ لڑائی میں انہوں نے بڑی داد شجاعت دی۔ جنگِ احد میں بھی ہاجروں کے علم بردار رہی تھے۔ ایک کافر نے نیزہ مارا۔ تو ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ جھٹ جھنڈا دوسرے ہاتھ میں تقام لیا۔ اس کافر نے پھر تلوار کا وار کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کا بائیں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا۔ لاکھوں رحمنیں ہوں اُن کی روح پر۔ انہوں نے دونوں بازوؤں سے جھنڈا پکڑ کر سینہ سے لگا لیا۔ ظالم شقی نے پھر تاک کر سینہ میں ایسا نیزہ مارا۔ کہ آپ زمین پر گر پڑے۔ اور جنت الفردوس کو سدھار گئے۔ جب رحمتِ عالم ان کی نعش پر آئے۔ تو دیکھا۔ کہ بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور میدانِ جنگ کے غبار سے سارا جسم اٹا ہوا ہے۔ اور اوپر صرف ایک ہی چادر ہے۔ کہ کفن کے لئے بھی ناکافی ہے۔ سر کی طرف کرتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ پاؤں کی طرف کرتے، تو سر ننگا ہو جاتا۔ چادر کو سر کی طرف کر دیا۔ اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال کر حضرت مصعب بن عمیرؓ کو سرورِ کائنات نے دفن کر دیا۔ کوہِ احد کے دامن میں آج بھی ان کی کچی قبر موجود ہے۔

اس عاصی نے جب ان کی قبرِ اطہر کی زیارت کی۔ تو ان کی زندگی کا سارا حال آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ احد کے میدان میں نعش کا پڑا ہونا۔ اوپر چادر۔ بال بکھرے، بدن غبار سے اٹا ہوا۔ اور

سی چادر میں دفن کیا جانا۔ اذخر گھاس سے پاؤں ڈھانپنے۔ یہ سارا دردناک منظر سامنے آ گیا۔ اور آنکھوں سے جوئے خون بہنے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیرؓ کی نعش پاکتہ بر آئے، اور فرمایا کہ: "یہ آیت پڑھی:-

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ (پیغمبر)

”مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو انہوں نے (جائتاری کا) عہد کیا تھا۔ اس میں سچے اترے۔“

اس کے بعد د نعش کے پاس کھڑے کھڑے ہی فرمایا:-

مصعب! میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا۔ کہ تہلے جیسا

حصین اور خوش پوش کوئی نہ تھا۔ لیکن آج دیکھتا ہوں۔ کہ

تمہارے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جسم پر صرف ایک چادر

ہے۔ اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے۔ کہ قیامت کے روز

تم لوگ بادگاہ الہی میں بڑی عزت کے ساتھ حاضر ہو گے۔“

(طبقات ابن سعد)

یہ ہیں حضرت مصعب بن عمیرؓ۔ جن کو غربت اور افلاس کی

حالت میں صرف ایک چادر پہنے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور فرمایا۔ کہ کیا حال ہوگا تمہارا

کہ جب صبح و شام جوڑے تبدیل ہوں گے۔ یعنی مصعبؓ کو تو

یہ مشکل ایک چادر میسر آ سکی ہے۔ لیکن آنے والے لوگ صبح جوڑا

پہنیں گے، پھر شام کو دوسرا بدلیں گے۔ یعنی کپڑوں کی کثرت ہوگی۔

حضور کا ارشاد کتنا درست، اور حق نکلا۔ خود کریں۔ آج کل دس دس، بارہ بارہ، سوٹ بنے ہوئے ہیں۔ کپڑوں کے پندرہ پندرہ، سولہ سولہ، جوڑے بنا رکھے ہوئے ہیں۔ سویٹر چار چار، پانچ پانچ، تیار ہیں۔ جوتیوں کے کئی کئی جوڑے ہیں۔ صبح و مساکیرے تبدیل ہوتے ہیں۔ عورتوں کے کپڑوں کی تو گنتی کرنی مشکل ہے۔ ٹرنکوں کے ٹرنک بھرے ہوئے ہیں۔ سوٹ کیسوں میں ہر ہر رنگ کا سوٹ موجود ہے۔ دو پٹوں کا تو شمار ہی نہیں ہے۔ کپڑے کے اتنے نام ہیں۔ کہ ان کی گنتی یاد نہیں رہتی۔ اور جوتیوں کے بھی چھ چھ، سات سات جوڑے ہر ہر رنگ کے قطار اندر قطار پڑے ہوئے ہیں۔

پھر حضور نے یہ فرمایا۔ کہ رکھا جائے گا اس کے آگے ایک پیالہ بڑا کھانے کا، اور اٹھایا جائے گا دوسرا۔ یعنی کھانوں کی کثرت ہوگی۔ طرح طرح، اور رنگ رنگ کے متعدد اقسام کے طعام ہوں گے۔ جو لوگ دن میں کئی کئی بار کھائیں گے۔

دیکھ لیجئے۔ آج کل کھانوں کی کتنی اقسام اور انواع ہیں۔ کسی ہوٹل کے کھانوں کی فہرست ملاحظہ کریں۔ قد آدم بورڈ پر مختلف النوع اطعمہ اور اشربہ کے نام پڑند کر آپ حیران ہوں گے۔ کہ انسانوں کے لئے اس قدر نعمتیں ہیسا ہیں؟ — ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کا ذکر چھوڑیئے۔ ان دنوں سفر میں یہ کھانے اور مشروب میسر ہیں حالانکہ سفر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ سفر سفر ہوتا ہے۔ خواہ ایک میل ہو۔ اب ہزاروں میل کا سفر ہو، تو مندرجہ ذیل کھانے پینے کی نعمتیں ہر لمحہ آپ ریل گاڑی میں موجود پائیں گے۔

## کھانے کی گارٹیوں میں طعاموں کی فہرست

- ۱- گوشتِ دنبہ، یا گوشتِ بکرا، یا انڈے کا سالن۔
- ۲- گوشتِ دنبہ، یا بکرا مع ترکاری، یا قیمہ، یا کوفتہ، یا شامی کباب۔
- ۳- پلاؤ گوشتِ دنبہ، یا بکرا۔
- ۴- چپاتیاں۔
- ۵- فرنی یا زردہ۔
- ۶- چٹنی یا مرچ۔
- ۷- قورمہ دنبہ یا بکرا۔
- ۸- دنبہ یا بکرے کے گوشت کا کوفتہ یا قیمہ یا گوشت مع ترکاری۔
- ۹- آلو کے ٹکڑے۔
- ۱۰- سالن مع چاول۔
- ۱۱- شامی کباب۔
- ۱۲- کٹلس۔
- ۱۳- بریاں مچھلی۔
- ۱۴- ڈبل روٹی۔
- ۱۵- انڈے گھی میں بریاں کئے ہوئے۔
- ۱۶- آپیٹ انڈا۔
- ۱۷- ابلے انڈے۔

## ناشتہ کے لئے

چائے دان مع دودھ، چینی، توس، کھن، کیک، پیسٹری، بسکٹ، آلو کے کباب، جام، فروٹ کیک، سینڈویچ، دہڑے گوشت کے ٹکڑے، سینڈویچ (چکن)، سینڈویچ دانڈا اور ٹماٹر، سیوری، آملٹ، ٹوسٹ، قہوہ اور دودھ کی پیالی، مٹن چاپ، ہائی کو آئس کریم، دلیا، بریاں کلبھی، بریاں گردے، شوربہ، خاص ڈش، ڈبل روٹی رولز اور کھن، پڈنگ، راستہ، چٹنی، اچار، بیٹھا کوان،

نان روغنی - مرغ کا سالن - دنبے یا بکرے کے گوشت کا بھنا ہوا  
 پایہ یا کندھا - من سوس - مٹر - آلو - بڑے گوشت کا بھنا ہوا  
 سینہ - اور پشت - یورک شائر پنڈنگ - مایس ریڈس سوس -  
 کریمڈ سوائٹک - بریزو و پیاز - بڑے گوشت کی زبان مع ترکاری -  
 مصالحہ دار گوشت مع ترکاری - مرغ بریاں مع ترکاری - بریاں بطخ -  
 اورنج سوس - لیٹوس سلاد - مکسڈ گرلڈ - چھوٹے گوشت کے کٹس -  
 تیکے - برین کٹس - دنبے یا بکرے کے گوشت کے کراکس - فش  
 کیک - بریاں مرغ پورا - ٹھنڈا گوشت اور سلاد مع مکھن - اور  
 ڈبل روٹی -

### سرد مشروبات

سوڈا واٹر - فیٹا - سیون اپ - کینڈا ڈرائی - کوکا کولا -  
 شربت نارنج - شربت لیموں - شربت آم - دودھ میٹھا وغیرہ  
 وغیرہ - یہ کھانوں کے انبار ہیں آپ کے لئے -  
 (از ریوے ٹائم میبل)

لیکن جن لوگوں نے اپنے لہو کے گارے اور ہڈیوں کی اینٹوں  
 سے قصر اسلام کی بنیاد رکھی تھی - ان پر صرف ایک چادر تھی  
 اور کھانے کو صرف کھجور تھی -

جنگ خندق میں ساری فوج تین دن سے بھوکے تھی - اور  
 شدت کی سردی میں لباس بھی ناکافی تھا - خود حضور جنت الباقیہ  
 کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے - اور تین روز سے فاقہ تھا -  
 یہ حال تھا ان پاکبازوں کا - جو علم اسلام بلند کرنے کو نکلے تھے -

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان حالات کو دیکھ کر حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

لیکن آج بے شمار قسم کے کپڑوں، اور لاتعداد قسم کے کھانوں کے ہوتے ہوئے ہم اسلام سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ ہم نے اللہ کے شکر اور اس کی عبادت سے جی چرا لیا ہے۔ مزہ بھول گئے اور آخرت کو فراموش کر چکے ہیں۔ سہ

یہ کیا اندھیر ہے اے دشمن مہر و وفا تجھ سے!

ہوس نے کام جاں پایا محبت شرمسار ہوئی

معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں ہم انواع و اقسام کے ملبوسات، ماکولات، اور مشروبات استعمال کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ہم سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ زندگی محض کھانے پینے، اور دادِ عیش دینے کے لئے ہے۔ سہ

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

موت کی آغوش میں جانے والے۔ منوں منوں مٹی کے نیچے دب جانے والے انسان! ہوش کے ناخن لے! مرنے کی تیاری کرو! آخرت پر نظر کرو!۔ وہ دیکھ سامنے تختہ غسل ہے، تیری میت اوپر پڑی ہے۔ تیرے ساتھی تجھے ہنلا رہے ہیں! وہ کفن آگیا۔ تو اس میں لپیٹا جا رہا ہے!۔ تیرا جنازہ اٹھ رہا ہے!۔ وہ نماز جنازہ بھی پڑھی گئی۔ اب چارپائی قبر کے کنارے رکھ دی گئی ہے!۔ دیکھتے ہی دیکھتے چار آدمی قبر کے اندر اتر گئے۔ انہوں نے تیری کفن میں لپیٹی ہوئی نعش لحد میں رکھ دی۔ اب تجھ پر منوں مٹی

ڈال رہے ہیں۔ کیا اس حقیقت سے تو انکار کر سکتا ہے؟ نہیں!۔  
پھر آخرت کی تیاری کرے

کبھی جن کا تبسم روح کو بیدار کرتا تھا!!  
وہی اب سو رہے ہیں قبر کی تاریک منزل میں

— رحمتِ عالم نے اپنے کنبے کو ڈرایا۔ اور آخرت یاد دلائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت اتری۔

وَأَشَدُّ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ۔ (اور ڈلا تو اپنے کنبے کو کہ بہت

قریب ہیں)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا۔

پس وہ جمع ہوئے۔ پھر آپ نے پکارنے میں تعیم اور تخصیص کی یعنی

جد بعید کے نام سے بھی پکارا کہ سب شامل ہوں۔ اور جد قریب

کے نام سے بھی پکارا۔ کہ مخصوص ہوں) پس فرمایا حضورؐ نے ا۔

”اے اولادِ کعب بن لؤئی! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے

یعنی ایمان لا کر اعمال صالح کرو۔ تاکہ دوزخ سے بچ جاؤ“

اے اولادِ مرہ بن کعب! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے۔

اے اولادِ عبد شمس! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے۔

اے اولادِ عبد مناف! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے۔

اے اولادِ ہاشم! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے۔

اے اولادِ عبد المطلب! خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے۔

اے فاطمہ! خلاص کر اپنی جان کو آگ سے۔

فَاتِي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ کیونکہ میں اختیار

نہیں رکھتا تمہارے لئے عذابِ خدا سے کسی چیز کا۔ یعنی اگر تم کو

عذاب کرنے کا اللہ ارادہ کر لے۔ تو میں اس عذاب کو دفع کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ (صحیح مسلم)

حضورؐ نے اپنے قریب ترین رشتوں ناٹوں کو عذاب الہی سے لرزا دیا۔ اور اس سے ساری امت کو بھی ڈرایا۔ کہ آخرت میں اعمال کا ذخیرہ لے کر آنا۔

کفار کے لئے تو ہے ہی جہنم۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی، اور بیٹی کو بھی دبا وجود ان کے جنتی ہونے کے، ڈرا دیا۔ کہ ان کے اعمال صالح ہی کام آئیں گے۔ اگر اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ تو وہ پھڑکا نہ سکیں گے۔ اس سے ان کا مان گمان توڑ دیا۔ کہ وہ یہ نہ سمجھیں۔ کہ رسول اللہ ان کے کام آئیں گے بلکہ نجات کے لئے وہ اعمال کو ضروری جانیں۔ کہ فلاحِ آخرت اعمال صالح پر ہی موقوف ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوالقاسم

روو بہت اور ہنسوتھوڑا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَو تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ بِبَعْضِكُمْ  
كَثِيرًا وَ لَصَحِحْتُمْ قَلِيلًا (بخاری شریف)

مذموم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم جانو اس چیز کو کہ میں جانتا ہوں (یعنی احوالِ قیامت، اور حقیقتِ مہدار و معاد و حالاتِ عذاب اور شدتِ مناقشتِ روزِ حساب) البتہ روو تم بہت اور ہنسوتھوڑا

یعنی رسول اللہ صلی علیہ وسلم جو بذریعہ وحی آخرت کے  
 اختیار، عاصیوں، اور گنہگاروں کی سزائیں۔ دوزخ کے حالات۔  
 اللہ تعالیٰ کی تہریہ صفات، محشر کے روز کا خوف، اور ہیبت،  
 جانتے تھے۔ اگر امت کے لوگ بھی اسی کیفیت سے جانتے تو روتے  
 بہت اور ہنستے تھوڑا۔ مراد اس سے یہ ہے۔ کہ لوگوں کو آخرت کے  
 غذاب اور خوف سے ہر گھڑی لرزہ بر اندام رہنا چاہیے۔ اپنے انجام پر  
 دھیان کر کے زیادہ وقت ڈرنے۔ لرزے۔ رونے میں گزارنا چاہیے۔  
 حشر کے نازک وقت کے لئے ذخیرہ اعمال اکٹھا کرنا چاہیے، دنیا کھیلنے  
 کودنے، لہو و لعب، اور عیش و تنعم کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ رونے  
 چلانے، آہ و زاری کا مقام ہے۔ کہ کل کیا ہو؟۔۔۔  
 سب نیک و بد کا حال کھلے گا میں گی جب  
 فردیں ہر ایک فرد کو فردا حساب کی

حضرت اہم علامہ انصاریہ روایت

کیا کیا جائے گا ساتھ میرے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :-

وَاللّٰهُ لَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُنِيْ وَلَا بَكْرٍ (بخاری)

= قسم ہے اللہ کی۔ نہیں جانتا میں، اور میں اللہ کا رسول

ہوں۔ کہ کیا کیا جائے گا ساتھ میرے اور ساتھ تمہارے ؟

(نوٹ) :- باوجود اس بات کے کہ مخصوص قطعہ سے حضور انور

کے لئے جنت ثابت ہے، اور آپ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

اور سب سے پہلے اللہ کے حکم سے آپ ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے

شفاعت کیری کا آپ ہی کے لئے اذن ہوگا۔ آپ سے بڑے مرتبے اور درجے کی خدا نے کوئی ہستی بنائی ہی نہیں ہے۔ پھر بھی میدانِ محشر کے حالات کے بارے میں حضور انورؐ فرماتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر بھی نہیں جانتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ یعنی مجھے کیسے کیسے حالات درپیش آئیں گے مجھے کن کوائف سے دوچار ہونا پڑے گا۔ حشر میں میری مصروفیات کی نوعیت کیسی ہوگی۔ اجت کے بارے میں مجھے کتنا غم ہوگا۔ پھر غم کا مداوا کیسے ہوگا۔ محشر کی ذمہ داری۔ ہول۔ سختی۔ اور خوف کے احوال اور واقعات کس قسم کے ہوں گے۔ لَآ اَدْرِیْ۔ میں نہیں جانتا۔

وَلَا یَسْأَلُ۔ اور نہ تمہارے بارے میں جانتا ہوں۔ کہ تم پر کیا بیتے گی۔ تمہارے ساتھ کیا سیلوک کیا جائے گا۔ تمہیں کن کن مشکلات اور کٹھن منازل سے گزرنا ہوگا۔

۱۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قبر۔ حشر۔ صراط۔ میزان۔ اور حشر کے بے شمار حالات حضورؐ نے احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔ لیکن پھر بھی علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ حضورؐ نے یہ حدیث میں فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے روز میں سجدے میں پڑ کر اللہ سے شفاعت کا اذن مانگوں گا۔ اور سجدے میں تسبیحیں پڑھوں گا۔ لیکن وہ تسبیحیں مجھ کو اس وقت معلوم نہیں ہیں۔ قیامت کے روز جب سجدہ میں جاؤں گا۔ میرا اللہ اس وقت مجھے وہ تسبیحیں بتائے گا۔ جنہیں پڑھوں گا۔ پھر اللہ فرمائے گا۔ سرسجدہ سے اٹھاؤ مجھے اذن شفاعت دیا گیا ہے۔

الحاصل حشر کے دن کے حالات بے حد لمبہ خیز ہیں۔ وہاں کی عافیت کے لئے یہاں سے نیک اعمال کا ذخیرہ لے جانا ہی کام ہے گا۔

قرآن مجید میں آتا ہے :-

يَوْمَ يَجْعَلُ اللَّهُ التُّوسَلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِأَنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (پج ۵)

”اس دن اللہ پیغمبروں کو جمع کرے گا۔ پس کہے گا۔ کیا جواب دئے گئے تھے تم۔ وہ کہیں گے نہیں علم ہم کو، بیشک تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا ہے۔“

یعنی حشر کے دن اللہ تعالیٰ رسولوں سے پوچھے گا۔ کہ جب تم نے اپنی اپنی امتوں کو پھرے احکام سنائے تھے۔ تبلیغ کی تھی۔ تو امتوں نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ حشر کی دہشتہ اور ہول سے پیغمبر کہیں گے اے اللہ! ہم کو علم نہیں ہے کہ امتوں نے ہم کو کیا جواب دئے تھے تو ہی علام الغیوب ہے۔ خوب جانتا ہے کہ لوگوں نے ہم کو کیا جواب دئے تھے۔ اور کیا سلوک کیا تھا۔

غور کریں۔ کہ حشر کی سختی کا یہ حال ہو گا۔ کہ اس روز انبیاء اپنی امتوں کا سلوک اور ان کے جواب بھولتی جائیں گے۔

عوضہ محشر میں ہر فرد بشر کی اللہ کے حضور پیشی ہوگی۔ پھر

اس پیشی کی تیاری کر لیں سے

یو گھڑی محشر کی ہے تو عوضہ محشر میں ہے

پیش کر فافل عمل کو تو اگر دفتر میں ہے

اسماں نالاکرتا ہے | حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

”تحقیق میں دیکھتا ہوں اس چیز کو کہ نہیں دیکھتے ہو تم ۔  
یعنی قیامت کی علامتیں اور نشانیاں قدرت الہی کی اور  
صفات قہریہ (ایزدی) اور سنتا ہوں میں اس چیز کو ۔ کہ  
نہیں سنتے ہو تم (یعنی اخبار و اسرار احوال آخرت ۔ و  
ہوں قیامت وغیرہ) ۔ آواز کرتا ہے آسمان ۔ اور وہ لائق  
ہے اس کے کہ آواز کرے ۔ (یعنی خوف الہی سے آسمان نالا  
کرتا ہے) پھر حضورؐ نے فرمایا ۔ قسم ہے اس ذات کی کہ  
جان میری اس کے ہاتھ میں ہے ۔ نہیں آسمان میں جگہ چار  
انگشت کی مگر کہ فرشتے رکھے ہوئے ہیں پیشانی اپنی ۔  
سجدہ کرنے والے ہیں واسطے اللہ کے ۔ قسم ہے اللہ کی  
اگر جانو تم وہ چیز کہ جانتا ہوں میں ۔ (یعنی آخرت کے عذاب  
ہوں اور دہشت) تو ہنسو تم کم اور روؤ زیادہ ، اور نہ  
لذت حاصل کرو تم ساتھ عورتوں کے بستروں پر ، اور  
البتہ نکلو تم (دیوانہ وار) طرف جنگلوں کے نالہ و فریاد کرتے  
ہوئے طرف اللہ کے ، (یہ سن کر) ابو ذرؓ نے کہا ۔ اے  
کاش ہوتا میں درخت کہ کاٹا جاتا ۔ (ترمذی ۔ ابن ماجہ ۔ احمد)

(نوٹ) :- اللہ تعالیٰ نے قیامت ، حشر ، نشر ، ترازو ، صراط ،

دوزخ کے عذاب وغیرہ جو حضورؐ کو دکھائے ، اور جو باتیں آخرت  
کے عذابوں کی آپ کو سنائیں ۔ یہ سب کچھ لرزہ بر اندام کر دینے  
والی چیزیں ہیں ۔ اگر یہ باتیں لوگ سنتے یا دیکھتے ۔ تو ان کو ہنسی

خوشی کی تمام باتیں بھول جاتیں۔ ان کا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ عیش و آرام اور دنیا کی تمام لذتیں چھوٹ جاتیں، وہ شب و روز گریہ و بکا میں گزارتے۔ خوفِ آخرت، اور پیش آنے والے واقعات کے تصور سے ان کی آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے۔ حضورؐ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں۔ یعنی آخرت کے عذاب، ہول اور دہشت جو مجھ کو معلوم ہیں۔ تم کو ان کا علم ہو جاتا۔ تو تم عورتوں کے ساتھ بستروں پر لذت حاصل نہ کرتے، اور نیکتے جنگلوں کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہوئے۔ یعنی تم گھر بار چھوڑ کر چیخ و پکار، اور نالہ و فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے، کوٹھیاں، بنگلے، باغ، باغیچے اور آرام و عیش کے سامان چھوڑ کر روتے ہوئے صحراؤں کا رخ کر لیتے۔

عورتوں کے ساتھ بستروں پر لذت حاصل نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ بالکل مجامعت نہ کرتے، دنیا میں پرہیزگارانہ زندگی گزارنے، اور سلسلہ اولاد کی بقا کے لئے یہ کام ضروری ہے۔ لیکن جو لوگ آخرت کو بھلا کر، اور احکامِ الہی سے منہ موڑ کر زنا و زانیہ کے عشق میں وارفتہ ہو جاتے ہیں اور شب و روز شاہد و بادہ کے شغل میں غرق ہیں۔ ان کو متنبہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ آخرت، اور حشرِ نشر کے ہول و مذاب سے واقف ہو جاتے۔ تو وہ عشقِ بتاں، اور محبتِ زنا، بکسر بھول جاتے۔ ان کو بستروں پر چین نہ آتا۔ ان کی آنکھیں شب و روز برکھا برساتیں۔

حضور نے فرمایا کہ آواز کرتا ہے آسمان اور وہ لائق ہے اس کے کہ آواز کرے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت سے کہ سنان قائم کرتا ہے۔ اس کے ثور سے روتا ہے۔ لاشوس اے آدمی باوجود گناہوں اور معاصی کے ڈرتا نہیں۔ روتا نہیں۔ غافل نافرمان وادی عصیان میں دوڑتا ہے۔ اسے مرنا یاد نہیں۔ آخرت کا ڈر نہیں۔ قیامت کا خیال نہیں۔ خشر نشکر کا دھڑکا نہیں۔

حضور نے فدائے لایزال کی قسم کھا کر فرمایا کہ فرشتے آسمان میں اللہ کے حضور سجدے میں ہیں۔ چار انگشت کی جگہ آسمان میں غالی نہیں ہے۔ یعنی سارے آسمان میں کل ملا کر سجدہ ریز ہیں۔ غور کریں مکہ ملائکہ جن کا حساب نہیں ہوتا۔ وہ تو بچہ وقت سجدہ میں ہیں۔ اور انسان جن کی عمر کے ایک ایک لمحہ کا حساب ہونا ہے۔ یہ سجدہ نماز اور دیگر فرائض خداوندی سے کس قدر غافل ہے۔ سوچئے۔

زندگی کیا ہے فقط چند نفس کی مستی

جلد ہی خاک کی آغوش میں سوجانا ہے

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سن کر حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یَا كَيْفِي كُنْتُ شَجْرًا تَعْصَدُ۔  
 داسے کاش! ہوتا میں درخت کہ کاٹا جاتا۔ یعنی جس طرح درخت کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور اس کا نام و نشان نہیں رہتا۔ ایسے ہی میں درخت ہوتا۔ اور کاٹ ڈالا جاتا۔ اب آدمی ہوں۔ گنہگار ہوں۔ عامی ہوں۔ اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

یہ ہے صحابہوں کا ڈرنا خوفِ خدا سے۔ جن کی بشارت جنتی ہونے کی قرآن میں آچھی ہے۔ لیکن ہم رو سیاہ جیسے نڈر، بیباک، اور غافل ہو چکے ہیں۔ کہ ہمارے کانوں پر جوں نہیں رہی گئی۔

آہ اے ناز عیناں کے نہ سمجھنے والے  
 حلقہ و اہم تمنا میں نہ سمجھنے والے  
 ہائے فطنت! کہ تری آنکھ ہے پابندِ محلا  
 نازِ زیبا تھا تجھے، تو ہے مگر گرم نیاز  
 تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار نہ ہے  
 نہ سیاہ روز رہے پھر نہ سیاہ کار رہے

ابنِ واقد لیثی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین کے لئے نکلے (بعد فتح مکہ کے) تو آپ ایک

مشرکوں کے ہتھیار لٹکانے کا درخت

درخت پر گزرے۔ جس پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اس درخت کو ذاتِ انواط کہا جاتا تھا۔ (انواط جمع نوط کی ہے۔ لوط کے معنی ٹکانا۔ ذاتِ انواط کے معنی ہیں وہ درخت جس پر ہتھیار لٹکاتے تھے)۔ پس کہا (بعض نو مسلموں نے) یا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لِنَا ذَاتَ انْوَاطٍ۔ کَمَا لَهْمُ ذَاتِ انْوَاطٍ۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بھی ایک ذاتِ انواط ٹھہرائیے۔ جیسے ان (مشرکوں) کے لئے ذاتِ انواط ہے۔ (یعنی ہمارے لئے بھی ایک درخت ہتھیار لٹکانے کے لئے مقرر کر دیجئے جیسے ان کے لئے ہے)۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا

كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَىٰ إِجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُم آلِهَةٌ.

وَالَّذِي كَفَرُوا بِهِ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَسِيبٌ ۖ لَتَوَكَّبِينَ مَنِ كَانَ قَبِيحًا - (ترمذی شریف)

پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دبطرین تعجب و

انکار، سبحان اللہ! یہ کہنا تمہارا ایسا ہے۔ جیسا کہا قوم موسیٰ

نے۔ اے موسیٰ! ٹھہرا دے ہمارے لئے ایک معبود۔ کہ

پوچھیں ہم اسے جیسے کہ کافروں کے لئے معبود ہیں۔ قسم ہے

اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ چلو گے

تم ان لوگوں کی راہوں پر کہ پہلے تم سے تھے؟ (ترمذی شریف)

ملاحظہ ہو:- فتح مکہ کے بعد بہت سے کافر اور مشرک مسلمان ہو

گئے تھے۔ حضور جب غزوہ حنین کے لئے تشریف لے گئے۔ تو راستے

میں ایک درخت کے پاس سے گزریے۔ اسے ذات الوطی کہتے تھے۔

یعنی وہ درخت جس پر ہتھیار لٹکاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ جو مسلمان

تھے۔ وہ تو مسلم تھے۔ ابھی اسلام اور اس کے عقائد و اعمال سے وہ

پوری طرح واقف نہ تھے۔ حضور کو کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول! ہمارے

لئے بھی مشرکوں کی مانند ایک درخت مقرر کر دیجئے جس پر

ہم بھی اپنے ہتھیار لٹکایا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از

راہ تعجب فرمایا۔ سبحان اللہ! تم لوگ کیسے ہو۔ دجو کفار کی راہیں

کرتے ہو، تم نے تو بالکل وہی بات کہی ہے۔ جو بنی اسرائیل نے موسیٰ

علیہ السلام کو کہی تھی۔ کہ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا

دو۔ جیسے کفار کے لئے معبود ہیں۔ یعنی حضور نے اس بات کو بُرا جانا۔

اور انکار کیا۔ پھر فرمایا۔ خدا کی قسم! تم ضرور پہلے لوگوں کی راہ پر

چلو گے۔ یعنی اگلی امتیں جو گمراہ ہو گئی تھیں حد سے گزر کر، صراطِ مستقیم سے دور چلی گئی تھیں۔ کیا تم بھی ان کی راہ پر چل کر بھٹکنا چاہتے ہو۔ یعنی اگر تمہارے یہی لہجہ رہے۔ تو اگلی امتوں کی طرح تم بھی گمراہ ہو جاؤ گے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ کافروں۔ مشرکوں۔ ہندوؤں، انکی۔ سمواں، رواجوں، اور اطوار و طرق کو اپنانا ایمان، گنونا، اور گمراہی، اور وادیوں میں بھٹکنا ہے۔ اور ان لوگوں کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ جو حد سے گزر گئے۔ اور گمراہ ہو کر مر گئے تھے۔ مانند بنی اسرائیل کے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب الملاحم میں بھی آئی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کفارنا ہنجاہ کے سمواں، اور رواجوں، اور چلانا ایمان کے لئے ایک خطرناک فتنہ ہے۔ آج کل، مسلمانوں نے بیاہ شادی اور ماتم میں بہت سی ہندوؤں کی رسموں کو اپنایا ہوا ہے۔ اور دھڑلے سے ان پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا ان کو ڈر نہیں آتا؟ لرزتے نہیں؟ آج جس اخبار کو اٹھا کر دیکھو۔ بڑے اہتمام سے موٹی سرنجی جما کر لکھا ہوتا ہے :-

## رسمِ قُل

فلاں وزیر، بیرسٹر، خان صاحب، خواجہ صاحب، ایس۔ پی، آئی جی، ڈی سی، تحصیل دار، فلاں، فلاں، فلاں، فلاں، فلاں، فلاں کی رسمِ قُل فلاں تاریخ، صبح دس بجے اُن کی کوٹھی گل برگ، یا ٹمن آباد، یا فلاں جگہ ادا کی جائے گی۔ ایمان سے پوچھ کر بتائیں۔ کیا یہ رسمِ قُل اسلام میں جائز ہے؟

کیا رحمت عالم یا خلفائے اربعہ، یا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ یا لاکھوں تابعینؓ، اور شیخ تابعینؓ، میں سے کسی کی رسم نقل ہوئی تھی؟ کیا حنفی - شافعی - مالکی - حنبلی طریقوں میں سے کسی ایک میں بھی اس رسم کا نام و نشان ملتا ہے؟ - نہیں! - ہرگز نہیں۔

تو پھول نہ کلیاں نہ نسیم سحری

کیا خوب ہے اس بہار کی عشوہ گری

ہاں اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ یہ ہندوؤں کی رسم کی رہیں

(EQUALITY) ہے۔ جس طرح آج کل ہم اخباروں میں رسم نقل

کا اعلان پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہم بارہا ٹریبیٹیوں (انگریزی زبان

کا اخبار جو ہندوؤں کی ادارت میں لاہور سے نکلا کرتا تھا) میں پڑھا

کرتے تھے۔ کہ:-

لالہ لاجپت رائے کا چوتھا ۱۲۔ مارچ اتوار کے دن ان کی

کوشی ۲۵۔ میکلوڈ روڈ لاہور میں صبح گیارہ بجے منعقد

ہوگا۔ برادری کے لوگ، اور دوست وقت مقررہ پر

تشریف لے آئیں۔

ہندو مرنے والے کا چوتھا کرتے ہیں۔ ہم مسلمان ان کی رہیں میں

تیسرا رسم نقل کرتے ہیں۔ وہ تیرھواں درگیا کرتے ہیں۔ ہم دسواں

کرتے ہیں۔ وہ بھی مرنے والے کی برسی کرتے ہیں۔ ہم بھی برسی

(روح ملانے کا ختم) کرتے ہیں۔ گویا ان کی رسموں کی طرح، ہم بھی

رسمیں کرتے ہیں۔

متذکرۃ الصدر ارشاد رسولؐ میں جس درخت کا ذکر ہے۔ کہ کفار

اس پر اپنے ہنسیار لکھتے تھے۔ مسلمانوں نے اس درخت کی طرح ایک درخت مقرر کرنے کو کہا۔ جس پر حضور انورؐ نے ایک طرح کا اظہار ناراضی کیا۔ اور ان کو کہا۔ کہ تم پہلے لوگوں کی راہ پر چلو گے، جو برباد ہو گئے تھے۔ ہم اس درخت کی مثال سے استدلال کرتے ہوئے عالموں، واعظوں، خطیبوں، مددمنوں، لیڈروں، اخباروں کے ایڈیٹروں، اور تنقید نگاروں سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے خوف سے ان تمام غیر شرعی رسموں، اور ہنساؤں اور باتوں کی تردید کریں، جو مسلمانوں کی برادریوں میں باہر پائی ہوئی ہیں۔ اور وہ ان رسموں کو چھوڑنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ یہ ”رسم نقل“ وغیرہ وغیرہ صرف ہمارے ان ہی مروج ہیں۔ تمام دنیا سے اسلام میں کہیں نہیں ہیں۔ عرب ممالک میں بھی ان کا نام و نشان تک نہیں۔ پھر چھوڑ دو ان کو۔ ان مسائل میں ہے کچھ ڈر فنگاہی درکار۔ یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں۔ یاد رہے۔ کہ یہ سب فتنے ہیں۔ ان سے بال ہاں بچیں!۔ باقی رہا مسئلہ میت کے ایصالِ ثواب کا، تو یہ درست اور حق ہے۔ اللہ کے نام پر صدقات و خیرات مستحقوں کو دیں، ایک دو بوری گندم کسی غریب کے گھر پہنچا دیں۔ پکڑے بنوا دیں، اور نیت ایصالِ ثواب کی کریں۔ یقیناً موتی کو ثواب پہنچے گا۔ لیکن رسموں اور بدعتوں کی صورت میں نیکی برباد، گناہ لازم آئے گا۔

رحمتِ عالم کا ایک اور ارشاد تاباں | ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و سلم کا ایک اور ارشاد تاہاں، جو ظلمت رہائے رسوم جاہلیہ ہے بیان کرتے ہیں۔ جگر تقام کر ملاحظہ فرمائیں۔

ایک جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ کئی شخصوں نے اپنی چادریں اتار کر پھینک دیں اور (بغیر چادرنے کے) کرتوں میں چلتے تھے۔ اس پر حضور انورؐ نے فرمایا۔

اَيُّفَعِلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُونَ اَوْ يَصْنِعُ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُونَ۔  
 کیا جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو۔ یا جاہلیت کے کام کیسے مشابہت کرتے ہو۔ (سنو)۔ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوْا عَلَيْكُمْ دَعْوَةَ تَرْجِعُوْنَ فِيْ غَيْرِ صُوْرِكُمْ۔ بے شک قصد کیا میں نے کہ دعا کروں تم پر ایسی دعا کہ پھرو تم اپنے گھروں کو غیر صورتوں اپنی میں (یعنی بند یا سورا ہو کر گھروں کو لوٹو)۔ (یہ سن کر صحابہ لرز گئے) فَآخُذُوا اَرْضِيَّتَهُمْ۔ پھر انہوں نے اپنی چادریں لے لیں۔ وَ كَلِمَةٌ يُّعُوْدُوْا۔ اور دوبارہ انہوں نے ایسا کام نہ کیا۔ (ابن ماجہ)

ملاحظہ ہو۔ دورِ جاہلیت (PRE ISLAMIC PERIOD) میں یہ رسم تھی۔ کہ لوگ جب جنازہ میں جاتے۔ تو اپنی چادریں (جو عموماً اپنے اوپر رکھا کرتے تھے) اتار دیتے۔ اور صرف کرتوں میں جاتے تھے۔ حضور انورؐ کے ساتھ جب صحابہ جنازے میں گئے۔ تو پرانے رواج کے مطابق بعض نے چادریں اتار ڈالیں۔ جو ایک طرح کا ماتم کا نشان تھا۔ اس پر رحمتِ عالمؐ خفا ہوئے۔ اور فرمایا۔ کیا تم جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو۔ اور جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو۔ سخت غصے کی حالت میں مزید ارشاد ہوا۔ کہ میں نے

قصہ کیا۔ کہ تم پر ایسی دعا کروں، کہ تمہاری صورتیں تبدیل ہو جائیں،  
یعنی تم بندر یا سور بن کر گھروں کو لوٹو۔

غور کریں۔ کتنی معمولی بات ہے کہ صحابہؓ  
مسحِ صورت کی تحویل نے صرف چادریں اتاریں۔ اتنی سی بات

پر جو کفار سے مشابہت رکھتی تھی۔ حضورؐ کس قدر ناراض ہوئے۔  
اور ان کی صورتوں کے مسح ہو جانے کے لئے بد دعا کرنے کو تیار  
ہو گئے۔ اتنے میں صحابہؓ کانپ گئے۔ اور فوراً چادریں اوپر لے لیں  
اور پھر تا زلیست کبھی کفار کی اس رسم کا اعادہ نہ کیا۔

مسلمان بھائیوں کو ڈرتے ہوئے کبھی ہندوؤں، کافروں کی  
رسموں کو نہیں اپنانا چاہیے۔ کافروں کی رسموں پر عمل کرتے وقت  
صورتوں کے مسح ہو جانے کے خوف سے لرز جانا چاہیے۔ اللہ اور  
اس کے رسول کا غضب آتا ہے۔ ان لوگوں پر جو کفار ناہنجار کی  
رسموں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

یہ کتاب جہان فردا سے متعلق ہے۔ اس میں امروز کا ذکر  
بھی آ رہا ہے۔ کیونکہ امروز ہی فردا کی تعمیر کرتا ہے۔ جس کا امروز  
ناکام رہا۔ اس کا فردا کیسے کامیاب ہوگا۔ کہ

جس گھڑی تیرے آستان سے گئے

ہم نے جانا دو جہاں سے گئے

نیک بخت لوگ فتنوں سے بچیں گے

حضرت مقداد بن اسود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ إِنَّ السَّعِيدَ لِمَنْ جُتِبَ الْفِتْنُ۔ تحقیق نیک بخت وہ ہے کہ دور کیا گیا فتنوں سے۔ حضور نے تین بار فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا۔ وَ لِمَنْ ابْتَلَىٰ قَصَبًا فَوَاحَا۔ اور نیک بخت وہ ہے کہ فتنہ میں مبتلا کیا گیا۔ پس صبر کیا۔ اور حسرت ہے اس کے لئے۔ کہ دور نہ ہوا فتنہ سے۔ یعنی مبتلا کیا گیا فتنہ میں پھر صبر نہ کیا۔ (ابوداؤد) ملاحظہ ہو۔ دنیا میں بے شمار فتنے ہیں۔ یہ کرو اظہر امتحانوں سے اٹا پڑا ہے۔ پھر جو مبتلائے فتنہ ہوا۔ اور صبر و ضبط کا دامن چھوڑ کر رخصیات الہی کی راہ سے ہٹک گیا۔ تو افسوس اور حسرت ہے اس کی حیات مستعار پر کہ اس نے بصیرت سے کام نہ لیا۔ کتاب و سنت کی پیشوائی سے جی چڑایا۔ اور ہوائے نفس کے فریب میں آ کر اپنی مکرستہ اور شرافت کو داغدار کر لیا، دیکھئے قرآن کہتا ہے۔

إِنَّمَا أَهْوَاؤُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَ أَجْرٍ عَظِيمٍ (نساء ۱۴)

”تہاہہ والی اور تہلہ لی اولاد فتنہ ہے۔ اور اللہ کے

پہن ڈاس فتنہ پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے“

بڑا اجر ہے“

یہ حقیقت ہے۔ کہ مالداروں کی اکثریت اوامر سے بچنے اور نواہی کی دلدادہ ہے۔ یہ زور و زنجی کا فتنہ ہے۔ جس سے عالم کون و فساد میں لڑائی پھگڑا اور ہنگامہ برپا ہے۔ اور ناخلف اولاد کا عذاب ہوتا تو بظہر من الشمس ہے۔ صرف مال و اولاد اور زن ہی فتنہ نہیں۔ بلکہ یہ ساری دنیا ہی فتنہ۔ فساد اور جھجکاں ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے :-

إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ -

”بہنی دنیا و ما فیہا سب ملعون ہے سوا ذکر الہی کے“ (مشکوٰۃ)

یعنی اگر دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں، لذتوں اور نعمتوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کریں گے۔ تو یہ دنیا دین بن جائے گی۔ اور اگر دنیا کو اپنی خواہش کی لونڈی بنالیں گے۔ تو یہی دنیا افعی بن کر ہلاک کر دے گی۔ فتنے کے وہ جادو جگائے گی۔ کہ زیاد کا تقویٰ، اور پرہیزگاری رخصت ہو جائیں گے۔ اور عابد سادہ کو انجام کے لالے پڑھائیں گے۔ غرض دنیا وہ ملعونہ اور فتنوں کی آماجگاہ ہے۔ جو احکام خداوندی سے غافل کرتی ہے۔ الحاصل دنیا کے فتنوں سے بچنا چاہیے۔ اور اگر مبتلائے فتنہ ہو جائیں۔ تو عیب و ثبات سے ایمان سلامت لے جائیں۔ فتنوں میں مبتلا ہونے سے پہلے نیکیوں میں جلدی کرو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَا دَرْمَدُ وَالْأَعْمَالُ فَتَنًا كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمَظْلَمِ

يُضِيحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ يُمَسِّي كَافِرًا وَ يُمَسِّي مُؤْمِنًا وَ

يُضِيحُ كَافِرًا يَبِينُ دِينَهُ يَعْزِضُ مِنَ الدُّنْيَا (مسلم شریف)

”حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیک اعمال کرنے میں

جلدی کرو۔ ان فتنوں پر کہ مانند اندھیری رات کے مکھڑوں

کے ہوں گے۔ صبح کرے گا آدمی مومن اور شام کرے گا کافر

اور شام کرے گا وہ مومن اور صبح کرے گا کافر۔ بیچے گا  
دین اپنا بدے متاعِ قلیل دنیا کے۔“

مُلاَظَمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَيْفَ ارشادِ پاكِ كَا  
مطلب یہ ہے۔ کہ لوگو! فتنوں کے پیش آنے سے پہلے نیک اعمال  
خوب خوب کر لو۔ جب فتنوں کا ظہور ہو۔ تو اس وقت تم کو اعمال  
خیر کا موقع نہ مل سکے گا۔ اور نیکیاں کمائی سخت مشکل ہو جائیں گی  
لہذا ظہورِ فتن سے قبل جو امن و سکون کی گنگا بہ رہی ہے۔ اس  
فرصت کو غنیمت جان کر کھیتوں کو پانی دے لو۔ جب وقتِ نافقہ  
سے نکلی گیا۔ اور فتنہ و فساد، اور ظلمیان و کفران، اور الحاد و تندقہ  
کی آندھیاں چلنا شروع ہو گئیں۔ تو پھر کھت افسوس طو گے۔ کسبِ خیر  
جوئے شیر لانے سے مشکل ہو جائے گا۔

ارشاد فرمایا۔ ”وہ آنے والے فتنے، اندھیری  
فتنوں کی شبِ بلبلا“ رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ یعنی جس

طرح تاریک رات میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ راستہ نظر نہیں آتا۔ اسی  
طرح فتنوں کی شبِ بلبلا میں نیکیوں کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیگی۔  
فتنوں کی مصیبتوں، پریشانیوں، اور بلاؤں میں نیکی کرنے کا وقت  
ہی نہیں ملے گا۔ ہر کوئی گرفتارِ بلا ہوگا۔ نیکی کبریٰ تاجر ہو جائے  
گی۔ خیر اور بھلائی کے نام کو ترسو گے۔

پھر وہ وقت اتنا خطرناک ہوگا۔ کہ فتنوں کے تاریک ماحول  
میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا۔ اور شام کے وقت کافر۔ اور  
شام کے وقت مومن ہے۔ تو صبح کو کافر ہوگا۔

**صبح و شام فتنہ کفر کا خوف** | یعنی اگر صبح کو کوئی شخص ایک چیز کو بروئے شرع حرام جانتا ہوگا۔ تو

ماحول کے مجبور کرنے پر شام کو وہی چیز حلال سمجھ کر استعمال کرنا شروع کر دے گا۔ اور اگر شام کو اس کا ایمان ایک چیز کو حرام قرار دیتا ہوگا۔ تو صبح زمانے کی رو میں بہ کر اس چیز کو حلال مان لے گا۔ اس طرح کوئی صبح کو مومن ہے۔ تو شام کو کافر۔ اور اگر شام کو مومن ہے تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ زمانے کے حالات اتنے بگڑ جائیں گے کہ کچھ پتہ نہ ہوگا۔ کہ آنے والے دن میں کوئی کس طرح کا کفر کرنے لگ جائے گا۔ کس قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے گا۔ ایک نیک آدمی اگلے روز زانی ہو جائے گا۔ یا شرابی یا جوئے باز، یا چور یا خائن، یا قاتل، یا ڈکیت، یا حرام کو حلال، یا حلال کو حرام کرنے والا بن جائے گا۔

ایسا لرزہ خیز دور ہوگا۔ کہ بعض علماء شور حکام کے تابع ہو کر ناجائز اور حرام چیزوں کے متعلق جواز کے فتوے دیں گے۔ اس طرح ان کو خوش کریں گے۔ اور ان کے مقرب بن کر دنیا کے فائدے حاصل کریں گے۔

دور نہ جائیے۔ آج کے حالات پر

**دور حاضر میں فتنوں کا آغاز** | غور کیجیے۔ ایک مشہور عالم نے،  
 خدا سے ہدایت دے، فلم بینی کے متعلق فتویٰ داغ دیا ہے۔ جو  
 اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ "کہ فلم سازی خلافت اسلام نہیں ہے۔"  
 بیہ زندگی جس میں یقیناً سود موجود ہے، کے متعلق بھی چند علماء

کے جواز کے فتوے آگئے ہیں۔ تصویر جو قطعاً حرام ہے۔ بڑی بڑی لمبی دائیوں والے علماء دھڑلے سے اخباروں میں اپنے فوٹو چھپوا رہے ہیں۔ ایک سطر کا بیان دینا ہوتا ہے۔ تو حضرت مولانا خاص پوز سے فوٹو بھی ساتھ ہی دیتے ہیں۔ بعض علماء کو تو کھانا ہضم نہیں ہوتا جب تک چار پانچ اخباروں میں ان کے فوٹو نہ آئیں۔ یعنی فوٹو کا حرام ہونا اب مولویوں کے نزدیک عین حلال ہو گیا ہے۔ بیع و شراء کے بہت سے حرام معاملات حدت کا جامہ پہن چکے ہیں۔ شراب کی نفرت بھی رفتہ رفتہ رغبت میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ مصر اور ایران وغیرہ میں تو اسے کوکا کولا، اور سیون آپ کی طرح ہر کہہ و مہرہ ہی رہا ہے۔ کوئی حجاب نہیں۔ گویا شراب بھی حلال ہی ہو گئی۔ چنانچہ مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الانذار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يَسْمُونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّونَهَا۔

”نام رکھیں گے خمر (شراب) کا سوائے شراب کے

پس حلال جائیں گے اس کو“

یعنی شراب کا نام بدل لیں گے۔ خمر نہ کہیں گے۔ نبیز کہہ لیں گے۔ آب سرخ - دارو - دختررز - ہنت العنب ناموں سے پکاریں گے۔ اور حلال جان کر پیئیں گے۔ بھائیو! غور کرو۔ کیا فتوں کا دور شروع نہیں ہو چکا ہے؟ آپ اپنے دین و ایمان کو بچائیے۔ اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کو غنیمت جانتے۔ آنے والا دور اس قدر بھیانک ہوگا۔ کہ آپ کو امتثالِ اوامر کا وقت تک نہ مل

سکے گا۔ حالات کے تقاضے کچھ اور ہی ہوں گے۔ شیطانی ماحول کی تاریک رات میں نیکی کی شعاع تک دکھائی نہ دے گی۔

حدیث محولہ بالا کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ **يَبِينُكُمْ دِينَكُمْ بَعْرَضِ بَيْنِ الدُّنْيَا**۔ بیچے گا آدمی دین اپنا بدلے متاعِ قلیل دنیا کے؛ یعنی ادوارِ فتن میں آدمی دین کو دنیا کے متاعِ قلیل کے عوض بیچ دے گا۔ دین کے بدلے دنیا کا مال سمیٹے گا۔ دین کی حیثیت دنیا کے مقابلہ میں بہت کم رہ جائے گی۔ دین جاتا ہے تو جائے۔ پر دنیا نہ جائے۔ اس ماحول میں حلال حرام کی تیز بھی جاتی ہے گی۔

ذرا اس دورِ فتنہ زا پر نظر ڈالئے۔ یہ حدود فراموش اراضی مربعے، کوٹھیاں، لاکھوں روپے کے ہنگلے، محلات، سرفینک عمارتیں، سینما، میٹیں (MILLS) اربوں کے کارخانے۔ ناجائز کاروبار، دھوکے کی تجارت سے لاکھوں روپے کی آمدن، ناجائز ذرائع سے کتاب زر، رشوت ستانی سے لاکھوں روپے کا بینک بیلنس وغیرہ۔ سب کچھ دین بیچ کر ہی دنیا کے عزیزوں نے اکٹھا کیا ہے یہی دنیا نمود ہے۔ جو دین گنوا کر ملی ہے۔ یہی فتنے ہیں۔ جن سے۔۔۔ سن عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان سلامت لے جانے کی تاکید فرمائی ہے پس آنکھیں کھولو۔ دیکھو۔ سفر درپیش ہے۔ سہ

ادبار کا کھٹکا حتم و جاہ میں ہے

جاگو جاگو کہ خوف اس راہ میں ہے

اٹھو اٹھو یہ خوابِ غفلت کب تک

دیکھو دیکھو اجل کمیں گاہ میں ہے (میر انیس)

## عنقریب فتنے پیدا ہوں گے

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب فتنے پیدا ہوں گے۔ (بہت، بے درپے) ان فتنوں میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے سے۔ اور کھڑا بہتر ہوگا چلنے والے سے۔ اور چلنے والا اس فتنے کی طرف بہتر ہوگا دوڑنے والے سے۔ اور جو شخص کہ جھانکے گا طرف اس (فتنہ) کے، کھینچ لے گا وہ فتنہ اس کو اپنی طرف۔ پس جو شخص کہ پاوے جگہ خلاصی اور پناہ لینے کی (فتنوں سے) پس چاہیے۔ کہ پناہ پکڑے ساتھ اس کے۔  
(مشکوٰۃ شریف)

ملاحظہ فرمائیے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے خطرات سے خبردار کیا ہے۔ کہ ان فتنوں کے دوران بیٹھنے والا بہتر ہوگا۔ کھڑے آدمی سے۔ کیونکہ کھڑا آدمی دیکھتا بھی ہے، اور سنتا بھی ہے۔ اس لئے وہ فتنوں کے عذاب سے زیادہ قریب ہے بنسبت بیٹھنے والے کے، اور کھڑا آدمی بہتر ہے چلنے والے سے۔ کیونکہ چلنے والا عذابِ فتن کے بہت ہی قریب ہے۔ اور چلنے والا بہتر ہے دوڑنے والے سے۔ کیونکہ دوڑنے والا اچانک فتنوں میں گرنے والا ہے۔ جب کہ معمولی چال سے چلنے والے کی رسائی فتنوں تک ذرا تاخیر سے ہوگی۔ پھر جو شخص فتنے کی طرف جھانکے گا۔ فتنہ اسے اپنی جانب کھینچ لے گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پھر جو شخص (ایسے فتنوں میں) پائے جگہ بھاگنے کی یا پناہ لینے کی، وہ وہاں پناہ لے لے۔

حاصل کلام یہ کہ جب فتنوں - شرک، کفر، بدعات، رسوم جاہلیہ - فحاشی، عیاشی، بدمعاشی، زنا کاری، شراب خوری، افلام، چوری، اغوا، خیانت، دھوکا، فریب، راہزنی، عریانی - بے پردگی، نمود حسن و آرائش، عورتوں کے ننگے سر، کھلے منہ، سینہ تان کر بازاروں میں گھومنا، شاپنگ کرنا، رقص و سرود کی محظوظی میں جانا، فلم بینی کی کثرت، گندی اور فحش فلموں کی نمائش - ننگی اور فحش تصاویر کا دیواروں پر چسپاں ہونا - بازاروں میں لڑائی جھگڑے، مار پیٹ اور قتل و نہب کا بکثرت ہونا - دین اور شریعت کے احکام و امور سے استغنا برتا جانا وغیرہ - جب ملک میں ایسی مسموم فضا اور تاریک ماحول پیدا ہو جائے - تو وہاں نہ کھڑے ہوں - نہ وہاں بیٹھیں نہ ایسی مجالس میں چل کر جائیں - اگر آپ کسی طرح بھی ایسی زہریلی فضا میں نمائشی بن کر گئے - تو فتنے آپ کو کھینچ لیں گے - آپ کے زہر و ورع، اور تقویٰ، اور ایمان کی تذلیل ہوگی - دین داری و اقدار ہو جائے گی - بلکہ جب ملک میں، شہر میں، محلہ میں، گلی کوچہ میں - فتنوں کے ناگ پھنکار رہے ہوں - تو آپ پناہ گاہوں میں چلے جائیں - اور سب سے بہتر پناہ گاہ گھر کی چار دیواری ہے - مسجد گئے نماز پڑھی - اور گھر میں آکر پناہ لے لی - سوائے مسجد اور گھر کے کہیں نہ جائیں - سخت ضروری کام ہو - تو بازار جائیں - کام کر کے فوراً واپس آجائیں - حضور انورؐ کی بتائی ہوئی یہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلیں -

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ - (مشکوٰۃ)

”اللہ کے نام سے (گھر سے نکلتا ہوں)، پھر وہاں کیا میں نے  
اللہ پر، اور نہیں ہے پچھا (گناہ سے)، اور نہیں ہے طاقت  
دنیا کی، مگر ساقی (توفیق)، اللہ کے :  
جب بازار میں داخل ہوں۔ تو رحمتِ عالم کی فرمائی ہوئی یہ  
دعا پڑھ لیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ  
وَالْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ  
بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (مشکوٰۃ)  
”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔  
اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہے بادشاہی، اور  
اس کے لئے ہے تعریف۔ وہ زندہ کرتا ہے۔ اور مارتا ہے اور  
وہ سدا زندہ ہے۔ نہیں مرے گا۔ اس کے ہاتھ میں ہے بھلائی  
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے :

(نوٹ)۔ حضرت انورؑ نے فرمایا ہے۔ جو شخص بازار میں داخل  
ہو کر یہ دعا پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں  
لکھتا ہے۔ اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹاتا ہے۔ اور اس کے  
لئے دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے، اور اس کا گھر بہشت میں  
بناتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

طغیان و عصیان کی آندھی | کراچی - لاہور - راولپنڈی - اور تمام  
بڑے اور چھوٹے شہروں بلکہ قصبوں  
اور دیہات تک کے اندر فحاشی، عیاشی، بے حیائی، عربانی اور لادینی

کی تاریک رات چھائی ہوئی ہے۔ اور طغیان و عصیان اور فسق و فجور کی آندھی چل رہی ہے۔ ایک شریف آدمی کا گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو گیا ہے۔ کسی کی بہو بیٹی کی عصمت خطرے سے خالی نہیں ہے، جان مال اور آبرو ہر گھڑی معرض خطر میں ہے۔ اور وائے بر حال ما کہ ہر آنے والا روز گزشتہ دن سے بدتر آ رہا ہے۔ مفاسد ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ اور مسلمان کا دین و ایمان ہر وقت کھٹالی میں ہے۔ اور ابھی وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ مسلمان دین دار برائیاں دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر ایسا گھلے گا۔ جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس کا کچھ بس نہ چل سکے گا۔ چاہے گا کہ میں آبادی چھوڑ کر کسی جنگل، یا پہاڑ کی چوٹی پر زندگی کے دن جاگزاؤں۔ اسی لئے حضور نے فرمایا۔ **بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتْنًا**۔ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو ان دنوں والے، فتنوں پر۔

**شب بھجور سے بڑھ کر** | انگریز کے عہد میں ایک جوان لڑکی، زیور سے بھرپور سیانکوٹ سے بمبئی تک چلی جاتی تھی۔ اور اسی طرح ٹوٹ آتی تھی۔ اس کی جان و مال، اور عزت و آبرو، بال بال محفوظ ہوتی تھی۔ اسی طرح سب ہی کی جان و مال کو امن و امان حاصل تھا۔ اس کے برعکس یہ حالت بھی مشاہدہ فرمائیں۔ کہ ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے والے ایک نیک صالح آدمی بازار سے گزرے۔ انہوں نے منہ اور ناک رومال سے خوب ڈھانپا ہوا تھا۔ ہم نے دوسرے روز ان سے پوچھا۔ کہ آپ اس طرح کیوں جا رہے تھے؟ کہنے لگے کہ میں اپنی بہو کا زیور بنوا کر لا رہا تھا۔ میں نے سنا ہوا

ہے۔ کہ بعض لیٹیرے کلوروفارم سے بھگویا ہوا رومال منہ پر مار کر آدمی کو بیہوش کر کے مال لوٹ لیتے ہیں۔ میں ڈرا۔ کہ کہیں میں بھی اس طرح زیور سے ہاتھ نہ دھو لوں۔ کلوروفارم کی زد سے بچنے کے لئے میں نے منہ اور ناک کو دھانپ رکھا تھا۔ اور شاپ گھر آ رہا تھا۔ ہاتھ لئے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ کافروں کی حکومت میں جوان لڑکیوں کی جان، مال، زیور اور آبرو مامون و مصعون بنتی۔

لیکن مسلمانوں کی آزاد حکومت کے اندر بڑے نیک، سخیدہ، دانا، آدمی اپنے شہر کے اندر، سار کی دکان سے زیور گھر لانے کے لئے دن دلاڑے مامون نہیں۔ فتنوں سے فضا کس قدر مسموم ہے۔

شبِ دیبجور سے بڑھ کر ہے تاریکی گناہوں کی اندھیرا گھپ ہے، دم گھٹنا ہے، ہم فریاد کرتے ہیں

صحیح بخاری میں حضرت ابی سعید رضی عنہ سے روایت ہے

پہاڑ کی چوٹی پر

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے۔ کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی۔ جنہیں وہ لے کر پہاڑ کی چوٹیوں اور بادش کے برسنے کی جگہ پر چلا جائے گا۔ تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔

یعنی فتنوں کا اس قدر زور ہوگا۔ کہ ایک مسلمان اپنی بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا۔ یا جہاں بوندا باندی ہوتی ہو، وہاں رہائش پذیر ہو جائے گا۔ محض اس لئے آبادی چھوڑ کر جائے گا۔ کہ فتنوں سے اپنا دین بچالے۔ اور عوام سے میل جول نہ رکھے۔

منفعل ہو کے گناہوں پہ ذرا رو تو سہی نہ نارِ دوزخ کو بھادے گا یہ آنسو تیرا

سلمہ بن اکوع فتنوں کے | جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ  
 ڈر سے جنگل میں چلے گئے | شہید کر دیئے گئے۔ تو سلمہ بن اکوع  
 دقتنہ کے خوف سے جنگل میں، ربذہ کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں ایک  
 عورت سے نکاح کر لیا۔ جس سے ان کے چند بچے ہوئے۔ اور وہ برابر  
 وہیں رہے۔ یہاں تک کہ موت سے چند راتیں قبل مدینہ میں چلے  
 آئے۔ (بخاری شریف کتاب الفتن)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ناحق ایک بہت بڑا فتنہ تھا۔  
 جو مسلمانوں کے درمیان انتشار کا نتیجہ تھا۔ بعض صحابہ اس انتشاری  
 فتنہ سے کنارہ کش ہو کر جنگل میں رہنے لگ گئے۔ معلوم ہوا۔ مسلمانوں  
 کے درمیان خانہ جنگی، پھوٹ، لڑائی، جھگڑا، اور ایک دوسرے کو  
 قتل کرنا بھی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ہے۔ آج کل پاکستان میں  
 لوٹ مار۔ اغوا۔ چوری۔ رشوت ستانی۔ خود کشی۔ اور ایک دوسرے  
 کو قتل کرنا عام ہو چکا ہے۔ جس اخبار کو اٹھا کر دیکھو ہر روز بیس  
 تیس قتلوں کی وارداتیں چھپی ہوتی ہیں۔ بیٹا باپ کو، باپ بیٹے کو،  
 بھائی بھائی کو، بیوی خاوند کو، خاوند بیوی کو، نوکر مالک کو۔ قتل  
 کر رہے ہیں۔ ایک آنہ کے بین دین کے متعلق بات بڑھنی بڑھتی نوبت  
 قتل تک آجاتی ہے۔ یہ لاہور ہی کا واقعہ اخباروں میں آچکا ہے۔  
 ایسے ہی مختلف نوعیت کے سینکڑوں قتل روز ہورہے ہیں۔ کتنا بڑا  
 فتنہ ہے ملک کے اندر۔ آج بالکل الگ فتنہ گ رہنے کا وقت آ گیا ہے  
 گوشہ تنہائی کے سوا کہیں عافیت نظر نہیں آتی۔ مسلمانو! اس دور  
 میں اللہ سے لو لگاؤ۔ اللہ والے بن جاؤ۔ اس کے احکام کی پیروی

کرو۔ اور فتنوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم | بدعات بھی دین میں فتنہ ہے | قیامت کے روز حوض کوثر پر اپنی

امت کو پانی پلائیں گے۔ کچھ لوگ آئیں گے۔ لیکن وہ لوگ روک دیئے  
جائیں گے۔ حضورؐ کہیں گے۔ اے میرے رب یہ لوگ مجھ سے ہیں۔  
یعنی امتی ہیں، اللہ فرمائے گا۔ لَا تَشْدِي مَا أَخَذْتُوَابَعْدَكَ۔ تم  
نہیں جانتے۔ ان لوگوں نے تمہارے بعد دین کے اندر، نئی نئی باتیں  
پیدا کیں۔ پھر حضورؐ فرمائیں گے۔ سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي۔  
لعنت ہو۔ لعنت ہو۔ اس پر جس نے میرے بعد دین کو بدعات  
کے اجراء سے، بدل دیا۔ یہ روایت بھی بخاری شریف کتاب الفتن  
میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دین کے اندر جتنے خود پیدا کردہ مسائل  
اور ثواب کے کام مولویوں، اور پیروں نے جاری کر رکھے ہیں۔  
جن کا وجود نہ حضورؐ کے زمانے میں تھا۔ نہ صحابہؓ کے دور میں، یہ سب  
کام بدعات ہیں۔ اور فتنے ہیں۔ ان سے الگ رہنا چاہیے۔ اور  
ویسے بدعت پر عمل کرنے والے کا اللہ کوئی عمل قبول ہی نہیں کرتا۔  
کیونکہ رسول اللہ کے مقابلہ میں امتیوں کے تیار کردہ مسائل و احکام  
پر اس نے عمل کیا ہے۔ بدعتی رسول اللہ کا مقابلہ کرتا ہے، شریعت  
سازی کرتا ہے۔ ابن ماجہ میں صحیح حدیث ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔  
اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ حج۔ عمرہ قبول نہیں  
کرتا۔

تو تمام شرک، اور بدعت کے عقیدے، اور عمل، امت کے اندر بدترین فتنہ ہے۔ فساد فی الدین ہے۔ اگر آخرت کی نجات چاہتے ہیں تو ان سے کوسوں دور رہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے

ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ

**کثرت قتل علما مآ قیامت ہے**

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يَنْقَارِبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشَّحُّ وَتَظْهَرُ  
الْفِتْنُ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّهُمْ هُوَ  
قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ (بخاری شریف)

”قیامت کا زمانہ قریب ہوگا۔ تو عمل کم ہو جائے گا۔ اور بخل پیدا ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے۔ اور ہرج کی کثرت ہوگی، صحابہ نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ قتل ہے۔ قتل!“

(نوٹ:-) مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی وحی سے بولتے تھے۔ آپ کی زبان سے ہمیشہ حق نکلتا تھا۔ جتنی خبریں حضورؐ نے دی ہیں۔ اللہ کے بتانے جتانے سے دی ہیں۔ قیامت تک آپ کے ارشادات سچ اور حق ثابت ہوں گے۔ کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

06965

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

مذکورہ حدیث میں آپ نے جو خبریں دی ہیں، بالکل سچ ثابت ہو

رہی ہیں۔ کہ قرب قیامت کے زمانہ میں عمل کم ہو جائے گا۔

دیکھ لیجئے! — آج کل بے عملی کا رونا ہے۔ پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں میں نمازی کتنے ہیں۔ روزہ دار کتنے ہیں، زکوٰۃ دینے والے، اور دیگر اوامر الہی پر چلنے والے کتنے ہیں۔؟ جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ مسلمانوں پر نقصانِ عمل کے بجائے فقدانِ عمل کی رات چھا گئی ہے۔ دن بدن عمل گھٹ رہا ہے۔

دوسری بات حضورؐ نے یہ فرمائی۔ کہ بخل پیدا ہوگا۔

لوگ واقعی زکوٰۃ سے جی چرا گئے ہیں۔ اللہ کی راہ میں صرف اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنا، تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

تیسری بات — کہ فتنے ظاہر ہوں گے۔

فتنوں کا ظہور تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ سارا معاشرہ ہی فتنہ ہو کر رہ گیا ہے۔ وہ کونسا شتر ہے جو موجود نہیں ہے۔

چوتھی بات — ہرج یعنی قتل کی کثرت ہوگی۔

قتل کی واقعی کثرت ہو گئی ہے۔ اپنے ملک کے اخباروں پر نظر ڈالئے۔ روز سینکڑوں قتل ہو رہے ہیں۔

محمد بن یوسف سفیان، ہر آنے والا زمانہ گزرے ہوئے سے بدتر ہوگا | زبیر بن عدی سے روایت

کرتے ہیں۔ کہ ہم انس بن مالک کے پاس آئے۔ اور حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت کی۔ جو اس نے ہم پر توڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ صبر کرو۔ اس لئے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا۔ مگر اس کے بعد کا زمانہ اس سے زیادہ بُرا ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملو، میں نے یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (بخاری شریف)

مُلاحَظہ۔ مسلمانوں! سوچو اور غور کرو۔ کہ ہر آنے والا وقت گزرنے  
 ہوئے وقت سے بدتر ہوگا۔ اس لئے جو وقت گزر رہا ہے، اس کو غنیمت  
 جانو۔ جو کام اچھے ہیں۔ وہ کر لو۔ نیک اعمال کا ذخیرہ بنا لو۔ یہ  
 گذشتہ خواب و آئینہ خیال است  
 غنیمت داں ہمیں دم لاکہ حال است

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دو مسلمانوں کا تلواریں لے کر لڑنا  
 نے فرمایا:-

إِذَا تَوَاجَعَا الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكَلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ  
 النَّارِ قِيلَ قَهْذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ  
 قَتْلَ صَاحِبِهِ ۝ (بخاری شریف کتاب الفتن)

”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل ہوں،  
 تو دونوں دوزخی ہیں۔ کسی نے پوچھا۔ قاتل تو ہو سکتا ہے  
 لیکن مقتول کیوں؟ — آپ نے فرمایا۔ کہ اس نے، اپنے  
 ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔“

مُلاحَظہ:- آج کل اس فتنے کا بڑا زور ہے مسلمان آپس میں  
 بندو قوں، پستولوں، چھروں، اور لاشبیوں سے لڑتے ہیں، پھر مارتے  
 اور مرتے ہیں۔ حدیث مذکور کی رو سے دوزخی ہوتے ہیں۔ جب خانہ  
 جنگی ہوتی ہے۔ تو آپس میں مار دھاڑ۔ اور قتل و نہب کا بازار گرم  
 ہوتا ہے۔ ایکشن کے زمانے میں پارٹیاں آپس میں نہرود آنا ہوتی ہیں  
 اور کئی ناحق خون ہوتے ہیں، یہ فتنہ سراسر دوزخ میں لیجانے والا ہے۔  
 مسلمانو!۔ غور کرو۔ کیوں آپس میں خونریزی کر کے دوزخ کی

آگ بھڑکاتے ہو۔ توبہ کرو۔ مسلمان کا احترام کرنا چاہیے۔ نہ کہ اسے قتل کرنا چاہیے۔ آپس کے اختلافات اور جھگڑے احسن طریقوں سے طے کرنے چاہئیں۔ نہ کہ ایسی روش سے جس کا انجام بہنم ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ۔  
**کاش میں اس قبر میں ہوتا** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ

فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ - (بخاری شریف)

”قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا، اور کہے گا۔ کاش! میں اس جگہ ہوتا۔“

ملاحظہ!۔ یعنی ایک ایسا وقت آئے گا۔ کہ بدی، بدکاری، فحاشی، عیاشی، بد معاشی، اور منکرات و زذائل اتنے زیادہ ہوں گے، ساری فضا اتنی مسموم ہوگی، کہ کوئی شخص اگر کسی قبر کے پاس سے گزرے گا۔ تو کہے گا کاش میں مر گیا ہوتا، قبر میں ہوتا، اور یہ روز بد نہ دیکھتا، یہ زمانہ نہ پاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے۔  
**فتنوں کے زمانہ میں در توبہ واہے** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو سنان ہلاکت خیز بیابان میں اپنی اونٹنی کھانے اور پانی سے لدی ہوئی چھوڑ کر سو گیا ہو۔ اور بیدار ہو کر دیکھے۔ کہ وہ اونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ پھر یہ اس کی تلاش کرے۔ اور (اسی دوڑ دھوپ میں) اس کو پیاس لگے۔ تو کہے کہ اب میں اسی جگہ جا کر سو رہتا ہوں۔ تاکہ وہ پیاس سے سوتے ہیں، مرجاؤں۔ یہ سوچ کر آ کر اپنے بازو پر سر رکھ کر

مرنے کے ارادے سے بیٹ جائے۔ اور (اچانک) بیدار ہو کر دیکھے، کہ اس کی اونٹنی توشہ، اور کھانے پینے سے لدی ہوئی موجود ہے۔ جہنمی اس شخص کو اپنی اونٹنی، اور توشہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (مسلم، ملاحظہ)۔ معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی توبہ سے بڑا خوش ہوتا ہے۔ یہ دار فناء دنیا سے دنی فتنوں اور ہنگاموں کی جگہ ہے۔ اور اپنی زندگی حباب بر آب ہے۔ بہتر ہے کہ وقت کو کبریت احمر جان کر اللہ کے حضور گڑ گڑا کر توبہ کر لیں۔ اپنے گناہوں کو بخشوائیں۔ وہ رب غفور بڑا خوش ہوگا۔ اور اپنے فضل سے معاف کر دے گا۔ کہ فتنوں کے زمانہ میں ابھی در توبہ واسے!

گمراہ کرنے والے ائمہ کا فتنہ | حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا،۔

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي الْأَيْمَةَ الْمُضَلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُزَفَّمْ عَنْهُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابوداؤد)

”سوا اس کے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اوپر اپنی امت کے گمراہ کرنے والے سرداروں سے۔ اور جب رکھی جائیگی تلوار میری امت میں نہیں اٹھائی جائیگی ان سے قیامت تک۔“

ملاحظہ!۔ اس حدیث میں حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے گمراہ کرنے والے اماموں کی خبر دی ہے۔ یعنی میری امت کو امام گمراہ کریں گے۔ حضور ان سے ڈرے۔ کیونکہ اماموں کی گمراہی کا خطرہ اور ضرر سب گمراہ کنندوں سے بڑھ کر ہوتا ہے یہود کے

اماموں، مولویوں اور پیروں نے لاکھوں جاہلوں اور اُن پرصوں کو اپنے پیچھے لگایا ہوا تھا۔ اپنے من گھڑت عقاید و اعمال پر ان کو چلا کر سیٹ کا ایندھن جمع کرتے تھے۔ پیری مریدی کا پیشہ اختیار کر کے ان کو لوٹ لوٹ کر کھاتے تھے، قرآن کہتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُونَ  
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ (دینار ۱۱)

”اے ایمان والو! دسنا، تحقیق بہت سے علماء اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔ اور ان کو راہِ خدا سے روکتے ہیں۔“

یعنی دین میں خود مسائل بنا کر لوگوں کو ان پر چلا کر ناجائز طور پر اُن کا مال کھاتے ہیں۔ اور شرک اور بدعات پر عمل کرا کر ان کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ جب تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طریقے کے خلاف راستے پر لوگوں کو چلایا۔ تو راہِ خدا سے ان کو روکا۔ یہ ہیں گمراہ کرنے والے ائمہ۔

یعنی حضورِ ڈر سے کہ میری امت کو گمراہ کرنے والے امام بھی ہوں گے۔ میری امت کو راہِ خدا۔ یعنی کتاب و سنت کے خلاف شرک اور بدعت پر چلانے والے مولوی اور پیر بھی ہوں گے، امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو من گھڑت مسائل پر چلا کر ان کا مال ڈکوسنے والے پیرانِ عظام بھی ہوں گے۔ پیری مریدی کو پیشہ بنا کر لیا کھوں اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کی سیہوئی راہ کو روشن کرنے والے صاحبزادے بھی ہوں گے۔ قبوری مال کھانے والے صوفی، درویش

مجاور۔ گدی نشین۔ سجادہ نشین بھی ہوں گے۔ اس طرح یہ پیشوا لوگ عامۃ المسلمین کے اموال و اذواق بھی ہتھیائیں گے۔ اور انہیں اشراک و اعداٹ کی تاریک راہوں پر لے جا کر کیسے بری کریں گے۔ ایسے گمراہ کرنے والے ائمہ کا ذکر حضورؐ نے حدیثِ بلا میں فرمایا ہے گویا فتنۃ ائمہ المضلین کی خبر دی ہے۔

آگے فرمایا۔ جب میری امت میں تلوار رکھی جائے گی۔ تو قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائے گی۔

یعنی قتل مشروع ہوگا۔ تو قیامت تک لڑائی ہوتی رہے گی۔ اس خیر کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہوا ہے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی باہم لڑائی ہزاروں صحابہ کا اس لڑائی میں مارا جانا۔ پھر یہ تلوار رکی نہیں واقعہ کر بلا پیش آگیا۔ اس کے بعد آج تک مسلمانوں میں تلوار کہیں نہ کہیں چل رہی ہے۔ خبریں آتی رہتی ہیں۔ کہ فلاں ملک کا بادشاہ مارا گیا۔ کسی وزیر کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ کسی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ انخوان المسلمون کے درجنوں علماء کو پھانسی دے دی گئی۔ بیاقت علیٰ خاں پستوں سے مارے گئے۔ ختم نبوت کی تحریک میں بہت بڑا اتلاف جان ہوا۔ بعض ملکوں میں خانہ جنگی سے ہزاروں نہیں، لاکھوں مسلمان آخرت کو سد مارے۔ غرض حضورؐ نے اس فتنے کی خبر دی۔ کہ اذا وضع السیف فی امتی۔ جب میری امت میں (ایک بار) تلوار رکھی گئی۔ یعنی قتل مشروع ہوا۔ بعد میں وضع عنہم

الی یوم القیامۃ دہر، قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائے گی۔  
یعنی قیامت تک قتل کا فتنہ جاری رہے گا۔

ان فتنوں کی خبر دینے سے حضورؐ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایسے فتنوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ الگ ٹھکانا رہنا چاہیے۔  
فانی دُنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دو  
حساب کا دن سر پر ہے

یاد رہے۔ کہ یہ دنیا فانی ہے۔ زود یا بدیر اسے چھوڑنا ہی ہے۔  
ہر شخص کے حساب کا دن سر پر ہے۔ آخرت پر یقین رکھو کہ وہ دن ضرور ضرور آنے والا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللَّهُ نِيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَ مَالٌ مَنْ لَا مَالَ لَهُ لَهَا  
يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ هـ (شعب الایمان)

”دنیا گھر اس کا ہے کہ نہیں گھر واسطے اس کے، اور مال ہے  
واسطے اس کے کہ نہیں مال واسطے اس کے اور جمع کرتا ہے  
اس کو کہ نہیں عقل واسطے اس کے“

ملاحظہ ہو۔ ارشاد نبویؐ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس شخص نے دنیا  
کو عیش و عشرت، زینت و آرائش کا گھر بنا لیا۔ اور آخرت کو بھول  
گیا۔ تو ایسے شخص کے لئے یہی دنیا کا گھر ہی گھر ہوگا۔ آخرت اس  
کا آرام و چین کا گھر نہیں ہوگا۔ یعنی آخرت کی خوبی اور بھلائی اس  
کو حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اس فانی اور دنی دنیا کا شیدا اور متوالا  
رہا۔ اور ہر قیمت پر دنیا ہی پر فریفتہ رہا۔ دانائی تو یہ تھی۔ کہ دنیا  
کو ایک سرائے سمجھتا۔ کیونکہ مسافر ہے۔ لیکن اس نے اسے پائیدار

دارالعیش بنا لیا۔ اب مرنے کے بعد اسے عیشِ آخرت کہاں نصیب۔  
 کیا اعتبارِ دہر کا عبرت کی جا ہے یہ  
 عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ

اویسا دنیا کے مال پر فدا ہونے والا۔ اسے جمع ہی جمع کرنے کے لئے  
 زندگی وقف کرنے والا جان لے۔ کہ نہیں ہے مال اس کے لئے آخرت میں  
 یعنی جس شخص نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ وہ دنیا میں مال جمع کرنے کے لئے  
 آیا ہے۔ اور پھر مال جمع کرنے میں شب و روز گزار رہا ہے۔ آخرت کا  
 خیال تک نہیں۔ کہ مال اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ زکوٰۃ و صدقات  
 سے یکسر غافل ہے۔ بخیل ہے۔ اس کے لئے آخرت کی دولت سے  
 کوئی حصہ نہیں۔ اور ایسا شخص یقیناً بے عقل ہے۔ فنا ہو جانے والی  
 چیزوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور آخرت جو بہتر اور باقی رہنے والی  
 ہے۔ اس کا کوئی خیال نہیں۔ دنیا پر مرثیے والو!۔ دنیا کیا ہے،

ڈھیر دیکھے گل رنجوں کی خاک کے  
 واہ کیا نیزنگ ہیں افلاک کے

## آخرت یقیناً سچا وعدہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرْضٌ حَاضِرٌ يَأْكُلُ مِنْهَا  
 السَّيْرُ وَالْفَاجِرُ وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ  
 فِيهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُحِقُّ فِيهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ  
 كُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا

فَاتَّخَذَ لَهَا مَلَائِكَةً مِّنْ سِمْيَاتٍ ذَاتِ أَعْيُنٍ يَّصِفُونَ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

”لوگو! (سنو) دنیا اسباب حاضر ہے، کھانا ہے اس دنیا سے نیک و بد۔ اور بیشک آخرت وعدہ کی گئی ہے سچا حکم کریگا اس میں بادشاہ عادل قادر۔ ثابت رکھے گا اس میں حق کو اور نابود کرے گا باطل کو۔ (پھر) ہوو تم آخرت کے بیٹوں سے اور نہ ہوو تم دنیا کے بیٹوں سے۔ تحقیق ہر بیٹا اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے“

ملاحظہ ہو:- رحمت عالم کے ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا بے ثبات اور ناپائیدار سراسر ہے۔ عرض حاضر۔ یعنی حاضر مال ہے موجود ہے۔ ہر نیک و بد اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں اور نعمتیں ہر فاسق و فاجر کے لئے موجود ہیں۔ جن سے سب منتفع ہو رہے ہیں۔ پھر ایک دن آنے والا ہے۔ یہ حاضر مال نہ رہے گا۔ دنیا اور اس کی سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ جب یہ سب کچھ فنا اور برباد ہونے والا ہے۔ تو پھر اس سے دل نہیں لگانا چاہیے۔ حضور فرماتے ہیں۔ ان الاخرة وعد صادق۔ یقیناً آخرت ہی ایک سچا وعدہ ہے۔ ایک غیر کاذب واقع ہے۔ حق ہے ہمیشہ اور باقی رہنے والی ہے۔ اس میں بادشاہ عادل۔ قادر حکم کرے گا۔ اللہ قدرت والا۔ غیر عاجز انصاف سے فیصلے کریگا۔ وہاں حق کو ثابت رکھے گا۔ اور باطل کو نابود۔ سچ اور جھوٹ کو جدا کر دے گا۔ دودھ کا دودھ، اور پانی کا پانی، کر دکھائے گا۔ سچوں کو ان کے اعمال کے لحاظ سے جزا دے گا۔ اور کلاب دنیا کے جیفہ کو

ان کے اعمال بد کی سزا دے گا۔ حضور انورؐ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! تم آخرت کے بیٹے بنو۔ دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ اہم آخرت بڑی ہمدرد بہرہاں شفیق اور آخرت میں راحت و آرام پہنچانے والی ہے۔ دنیا جو ماں بناؤ گے۔ اس کی گود میں چلے جاؤ گے۔ تو تمہیں جہنم میں پھینک دیں گی۔ اے طے منزل وحشت و محن ہونی ہے فرقہ مابین روح و تن ہونی ہے کیوں نام کفن سن کے لرزتا ہے بدن اک دن یہ قیام زبیر تن ہونی ہے (میر انیس)

دنیا کے بیٹو!۔ ہوش کرو۔ سے  
دنیا سے برباد رنگ الٹا جاتا ہوں! میں خاک تھا خاک میں ملا جاتا ہوں  
اے دم مرگ ابھی، ابھی جاتے ہو بیٹھو کہ میں دنیا سے اٹھا جاتا ہوں  
(شاہ میرٹھی)

مرنے سے پہلے ہی اس دنیا میں مرجاؤ۔ سے  
وقت چلنے کے علاقوں کی غلش تانہ ہے اسلئے جی کو ہر اک شے سے اٹھایا ہم نے  
خواہشیں جمع تھیں دل میں سو کیا انکو وداع کوچ سے آگے ہی اسباب لٹایا ہم نے  
(شوکت میرٹھی)

**کیا پیچھے چھوڑا**، حضرت ابی ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب آدمی مرتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ مَا قَدَّمَ۔ کیا آگے بھیجا اس نے (اعمال خیر سے)۔ اور لوگ کہتے ہیں مَا خَلَّفَ۔ کیا پیچھے چھوڑا اس نے؟ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق) ملاحظہ ہو: آدمیوں کی نظرمال پر ہوتی ہے۔ کہتے ہیں۔ مرنے والے نے کیا پیچھے چھوڑا ہے۔ اور فرشتوں کی نظر اس کے اعمال پر

ہوتی ہے۔ کہ مرنے والے نے کیا آگے بھیجا ہے۔ اس کے نیک اعمال کا ذخیرہ کتنا ہے۔

ہمیں چاہیے۔ کہ ہم اعمال خیر کی کثرت کریں۔ کتاب و سنت کے مطابق زندگی گزاریں۔ نیکیاں بکثرت کما لیں۔ تاکہ یہ اعمال آگے جائیں اور ہمدی عاقبت اور چین کا سامان بنیں۔ آخرت کی تعمیر ہو۔

**مال حلال کمانا** | حلال ذرائع سے مال کمانا بُرا نہیں ہے، مال خوب کمانا چاہیے۔ اپنی ذات پر، اور اہل و عیال پر، خویش و اقارب پر، اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنا چاہیے۔ اس طرح مال بھی ذخیرہ آخرت بن جاتا ہے۔ اعمال خیر میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور کسب مال کے ساتھ ساتھ صوم و صلوة کی پابندی، اور احکام خداوندی کا اتباع بھی ضرور ہونا چاہیے۔ تاکہ دنیا اور دین دونوں جہان حسنہ بن جائیں۔ رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ اِذَا ب النَّارِ كَے مطابق۔

**آخرت میں کام آنے والا دل** | حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ۔ کونسا آدمی بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مَكْلٌ مَّخْمُومٌ اَلْقَلْبُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ۔ ہر مخموم دل کا۔ سچا زبان کا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ سچا زبان کا تو ہم جانتے ہیں۔ (جو جھوٹ نہیں بولتا) پس مخموم دل کا کون ہے؟ آپ نے فرمایا:-

هُوَ النَّفِيُّ النَّفِيُّ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَنِي وَلَا عِيَالٌ وَلَا مَحْسَدَةٌ (ابن ماجہ)

”وہ پاک دل کا پرہیزگار۔ نہیں ہے گناہ اس پر اور نہ ظلم کرنا۔ اور نہ کینہ اور نہ حسد“

مخوم خم سے مشتق ہے۔ خم کے معنی ہیں جھاڑو دینا۔ صاف کرنا، تو مخوم کے معنی ہوتے جھاڑو دیا گیا۔ صاف کیا گیا۔ مخوم دل وہ ہوا۔ جسے جھاڑو دے کر کوڑے کرکٹ، غبار، اور خاک سے صاف کر دیا ہو یعنی وہ دل جو برے اخلاق، حسد، بغض، کینہ، کدورت، ظلم، حق تلفی کے عیوب سے مبرا ہو۔ اور دل کا جھاڑو۔ خوفِ خدا ہے۔ اب حضور مخوم دل والے کی تشریح فرماتے ہیں۔

النقی :- پاک۔ صاف۔ یعنی بہتر آدمی وہ ہے۔ جن کا دل صاف اور باطن پاک ہو۔ کسی قسم کی آلائش، اور گندگی اس میں نہ ہو۔ کھرا، نرمل، خالص۔ اجلا۔ مصفا۔ اور نظرا ہوا ہو۔

التقی :- بچنے والا نرک و بدعت اور بُرے عقائد و ردائیل سے۔ ولا اثم علیہ۔ اور نہیں ہے گناہ اس پر، یعنی منافی سے مجتنب معصیت سے کنارہ کش۔

قرآن مجید میں آتا ہے :-

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۗ اُولَٰئِكَ مِمَّنْ اَتَى الْاِلٰهَ بِقَلْبٍ  
سَلِيْمٍ ۗ (دُپلے ۷۹)۔ اس دن نہ مال کام آئے گا۔ اور  
نہ بیٹے۔ مگر جو پاک دل لے کر اللہ کے حضور میں حاضر ہوگا!

قلبِ سلیم :- سلامتی والا دل۔ بچا ہوا محبتِ غیر اللہ سے، اور گناہوں سے۔ سلامت ہر آفت سے۔ یہی وہ قلبِ سلیم ہے۔ جسے حضور نے حدیث میں مخوم قلب فرمایا ہے۔ اور مخوم کی وضاحت،

الْبَقِيَّةُ الْبَقِيَّةُ سَے کی ہے۔

ہاں تو صحابہ نے حضور سے پوچھا تھا۔ کونسا آدمی بہتر ہے ؟  
ان کے جواب میں متذکرۃ الصدر صفات کے آدمی کو حضور نے بہتر  
آدمی بتایا۔ تو ہمیں چاہیے۔ کہ ہم سلیم القلب ہو کر اللہ کے پاس  
جائیں۔ نفی نفی بن کر اُسے منہ دکھائیں۔ پاک دل والوں کے کیا  
ہی کہنے ہیں۔ نہ

شہیم عطر بہیز آتی نسیم خوشگوار آتی

تم آئے سامنے یا سو بہاروں کی بہار آتی

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں

**دُنْيَا دَمِيمٌ جَارِيَةٌ هِيَ** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ دو چیزوں کا مجھے اپنی امت پر بہت ڈر ہے۔

الْهُوَى وَ طُلُوْهُ الْاَمَلِ۔ خواہش نفس اور درازی آرزو جینے  
کی۔ فَاَمَّا الْهُوَى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَ اَمَّا طُلُوْهُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي  
الْاٰخِرَةَ۔ پس خواہش نفس (جو کتاب و سنت کے خلاف ہو) باز  
رکھتی ہے قبول حق سے۔ لیکن درازی آرزو جینے کی بھلا دیتی ہے  
آخرت کو۔

وَ هٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَجِلَةٌ ذٰهِبَةٌ وَ هٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَجِلَةٌ

قَادِمَةٌ۔ اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے۔ اور یہ آخرت  
کوچ کرنے والی آنے والی ہے۔

یعنی دنیا دمیم جا رہی ہے۔ اور آخرت دمیم آ رہی ہے۔

وَلِكُلِّ وَاٰجِدَةٌ مِنْهُمَا يَوْمًا فَاِنْ اسْتَعْظَمُوْا لَا تَكُوْنُوْا

مَنْ بَنَى الدُّنْيَا - اور واسطے ہر ایک کے دنیا اور آخرت سے بیٹے ہیں۔

یعنی دنیا کے بھی بیٹے ہیں۔ اور آخرت کے بھی بیٹے ہیں، پھر اگر تم کر سکتے ہو تو یہ کرو کہ، دنیا کے بیٹے نہ ہوؤ۔

فَاعْمَلُوا فَاثَكُمْ الْيَوْمَ فِي دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ - پس کرو۔ یعنی ایسے نیک کام کرو۔ قرآن اور حدیث پر تیر کی طرح سیدھے

چلو۔ کہ تم دنیا کے بیٹے بننے سے بچ جاؤ۔ دنیا کے طابع اور محکوم نہ رہو۔ کیونکہ آج کے دن تم دنیا میں ہو۔ جو عمل کا گھر ہے۔ پھر عمل

کے گھر میں خوب نیک عمل کرو۔ اور نہیں ہے حساب دنیا میں عمل کا یعنی دنیا صرف عمل کرنے کی جگہ ہے۔ یہاں عمل کا حساب نہیں ہے۔

وَأَنْتُمْ غَدًا فِي دَارِ الْآخِرَةِ فَلَا عَمَلَ - اور تم کل کے دن۔ آخرت کے گھر میں ہو گے۔ جہاں عمل نہیں ہے۔ حساب ہے۔ یعنی

دنیا عمل کی جگہ ہے۔ حساب کی نہیں، اور آخرت حساب کی جگہ ہے عمل کی نہیں۔ تو دنیا میں عمل کرو۔ آخرت میں عمل نہیں ہوگا۔

وہاں حساب ہوگا۔

مذکورہ حدیث شریفہ آخرت کی طرف راغب | دو خوفناک چیزیں کرنے، اور دنیا میں عمل زندگی گزارنے کے متعلق

ہے۔ جن دو چیزوں کا خوف ہے۔ وہ ہیں۔ اَلْهَوَى - طُولُ الْأَمَلِ -

اَلْهَوَى - خواہش نفس۔ یعنی نفس کی وہ خواہش جو خدا اور اس

کے رسول کے احکام کے خلاف ہو۔ نفس عموماً بڑیوں اور بدیوں کی

طرف ہی لے جاتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے۔ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ۔

»پناہ«۔ تحقیق نفس (انسانی) تو د آدمی کو ہمیشہ بدی کے لئے ابھارتا ہے؛ حدیث شریف میں حضور فرماتے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا۔ ہم اپنے نفسوں کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں» (مشکوٰۃ)

معلوم ہوا۔ نفس کے شر اور برائی سے بچنا اپنے بس کی بات نہیں ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ کوئی نفس کے شر سے بچ نہیں سکتا۔ بلکہ جب تک بندے کو اللہ کی پناہ نہ ملے۔ شر نفس سے تحصن محال ہے، اوپر قرآنی آیت، اور حضور کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نفس بدیوں، اور برائیوں کا حکم کرتا ہے۔ اور اللہ ہی اس کے شر سے پناہ دے۔ تو ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے معنی بھی یہی ہیں۔ کہ نہیں طاقت گناہوں سے پھرنے کی، اور نہ قوت نیکی کرنے کی۔ مگر ساتھ اللہ کی مدد کے»

نفس انسان کو بے شمار فریب اور دھوکے دیتا۔ سبز باغ دکھانا۔ غلط راستے پر چلانا۔ اور شہوانیات کی دنیا میں لاسا لہے۔ یہ ہر وقت آدمی کو زیر کئے رکھتا۔ اور خود اس پر سوار رہنا ہے۔ اس کے داؤ۔ مکر۔ فریب۔ ترغیب۔ تخریب۔ اور حملوں سے بچنا اتنا مشکل ہے۔ جتنا جوئے شیر لانا دشوار ہے۔ جب رحمت عالم نے فرما دیا۔ ہم اس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں» بتائیے جب اللہ کی پناہ ہی ہم کو اس کی برائی سے بچا سکتی ہے۔ تو پھر اور کوئی صورت اس کے شر سے بچنے کی ہو نہیں سکتی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہنگ و اژدہ و شیر نر مارا تو کیا مارا!  
بڑے موذی کو مارا نفس اتارہ کو گر مارا

یعنی اگر کسی نے ہننگ، یعنی مگرچھ مارا۔ تو کیا مارا۔ یعنی کوئی بہادری کا کام نہیں کیا۔

اور اگر کسی نے اژدہا۔ بہت بڑا لمبا سانپ مار ڈالا۔ تو کیا مارا۔ کوئی دلیری کا کام نہیں کیا۔

یا اگر کسی نے شیر بہر مار لیا۔ تو کیا ہوا۔ یہ بھی کوئی بڑا ہمت کا کام نہ کیا۔ ہاں ہرے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا۔ یعنی بہادری

اور دلیری، اور ہمت کا کام یہ تھا۔ کہ نفس امارہ کو مارتا۔ بیشک نفس امارہ کو مارتا۔ اسے زیر اور مطیع کرنا، اور احکام خداوندی کا تابع بنانا۔

ہننگ اور اژدہا، اور شیر نر مارنے سے بدرجہا ہمت، اور بہادری کا کام ہے۔ یاد رکھیں۔ اگر آپ نے نفس امارہ کو مار لیا۔ اسے مطیع کر لیا۔

اس کی شہ پر کوئی خلاف سنت کام نہ کیا۔ تو آپ یقیناً ولی اللہ ہو گئے۔ اللہ والے بن گئے۔ اللہ کو اپنا بنا لیا۔ یہ ہے ہمت مروانہ۔

اقبالؑ نے اس مضمون کو ایک دوسری صورت میں بیان کر کے کمال کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے

یزوان بکشد آور، اسے ہمت مروانہ

طول الاصل :- درازی آرزو جینے کی۔ یعنی عمر لمبی ہو جائے۔ لمبی

عمر کی آرزو کون نہیں کرتا۔ ہر سب ہی کرتے ہیں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ موت کا ایک دن معین ہے۔ اس سے ایک لمحہ بھر بھی تقدیم

یا تاخیر نہیں ہو سکتی۔ بعض پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں۔ کئی جوانی میں چل بٹے ہیں۔ بڑھاپے میں مرنے والے بھی بہتیرے ہیں۔ پھر بھی لمبی عمر

کی آرزو جاری ہے۔ مرنے کو کسی کا جی نہیں چاہتا۔  
 درازی عمر کی آرزو کے ساتھ اگر زندگی احکام الہی کے تابع گزے، کتاب  
 سنت کی روشنی میں بسر ہو۔ تو پھر لمبی عمر مبارک ہے۔ برائی تو یہ ہے۔ کہ  
 درازی عمر کے ساتھ نامہ اعمال کی سیاہی بھی حدود فراموش ہوتی جاتی ہے۔  
 دین فراموش۔ قرآن نا آشنا، اسلام کی حدود کو پھاندنے والا طغیان و  
 عصیان کی ظلمت میں لمبی عمر پا کر کیا کرے گا۔ سوائے اس کے کہ نار دوزخ  
 کو زیادہ بھڑکائے۔ اسے درازی حیات سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جو لوگ جوان  
 ہیں۔ یا عمر رسیدہ ہیں۔ ان کو اعمال خیر کے لئے ضرور عاقبت بدوش زندگی  
 مانگنی چاہیے۔ لمبی سے لمبی عمر والا صالح الاعمال خدا کے نزدیک بہت پیارا  
 ہے۔ کیونکہ اس کی نیکیاں بہ لحاظ عمر کے بہت زیادہ ہیں۔ اور آخرت فراموش  
 بے عمل دنیا کے ہنگاموں میں ڈوبا ہوا۔ لمبی عمر پانے والا۔ انسانی شرافت  
 کی سفید چادر پر سیاہ داغ ہے۔ بدکردار و بد اعمال شخص کا گریبان حیات  
 جتنی جلدی چاک ہو جائے، بہتر ہے۔ جس کم جہاں پاک۔ ع  
 زندگی کیا لذت عصیاں کی ناداں غور کر  
 دونوں باتوں کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔ کہ خواہش نفس باز رکھتی  
 ہے قبول حق سے۔ اور درازی آرزو جینے کی بھلا دیتی ہے آخرت کو۔  
 نفس کی خواہش ہر آن درپے خلاف حق ہے۔ یہ ظلمت قرآن و  
 حدیث سے دست گریبان ہے۔ تو نفس کو رام کرنا بہ توفیق الہی ہی ہو  
 سکتا ہے۔ اس لئے نفس کے شرور سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔  
 تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔

اور لمبی عمر کی آرزو۔ آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ ایسے آدمی کے دنیا

کے پروگرام کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ شخص آخرت کا اندھا، اور دنیا کا انکھیا رہا ہے۔

پھر حضورؐ نے فرمایا: وَهَذِهِ الدُّنْيَا مَرْجَلَةٌ ذَاهِبَةٌ۔ اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے۔

یعنی دنیا جانے کی طرف کوچ کر رہی ہے۔ دمدم چلی جا رہی ہے۔ وَهَذِهِ الدُّخْرَةُ مَرْجَلَةٌ قَلَامَةٌ۔ اور یہ آخرت کوچ کرنے والی۔ مانے والی ہے۔

یعنی آخرت آنے کی طرف کوچ کر رہی ہے۔ دمدم چلی آرہی ہے۔ گویا دنیا جا رہی ہے۔ اور آخرت آرہی ہے۔ پھر اے دنیا والو! تم ہی دنیا کے ساتھ جا رہے ہو۔ اور آخرت آرہی ہے۔ تمہارے سامنے ہے۔ دنیا سے جا کر آخرت میں پہنچے سمجھو! تو پھر آخرت کا سامان کر لو۔ سولے زاد راہ کے کوئی پھیز کام نہ آئے گی۔ قرآن کہتا ہے:

وَالْفَوَائِدُ مَا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤَخَّرُ مِنْهَا عَذَابٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔ (پہ ۷۷)

اور ڈرو اس دن سے کہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ اس کی طرف سے سفارش قبول ہوگی۔ اور نہ اس سے معاوضہ لیا جائیگا۔ اور نہ (لوگ، مدد دینے جائیں گے)۔

قیامت کے روز نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ نہ کوئی کسی کی کچھ مدد کر سکے گا۔ نہ کسی سے معاوضہ لے کر اسے چھوڑا جلتے گا۔ نہ کسی کی سفارش کام دے گی۔ نہ زر کام آئے گا۔ نہ خون کے رشتے تنہا اپنی جان ہوگی۔ جو صرف اپنے اعمال سے متعلق پوچھی جائے گی۔

بناؤ تم نے زندگی کیسے گزاری۔ اللہ کی مرضی کے مطابق۔ یا نفس اور شیطان کا تابع ہو کر؟

پھر حضورؐ نے فرمایا۔ ”دنیا اور آخرت دونوں کے بیٹے ہیں۔ پھر تم دنیا کے بیٹے نہ بننا۔ بلکہ آخرت کے بیٹے ہونا“ دنیا کے بیٹے وہ ہیں، جو دنیا کی گود میں آخرت سے آنکھ موڑ کر مزے کی نیند سو رہے ہیں۔ دنیا کے عیش و تنعم میں مگن ہیں۔ حلال حرام۔ جائز ناجائز ذرائع سے مال اکٹھا کر رہے ہیں۔ زر، زن، زمین، کی گردان میں مصروف ہیں۔ باغ۔ باغیچے۔ بنکے، کوشیاں۔ زمینیں۔ مریچے۔ ٹوکر۔ چاکر۔ خانسامے۔ بیرے۔ کاریں۔ سکوتر کارخانے۔ ملبے۔ تجارت کے شعبے۔ اور دنیا کے دھندے، اور ہنگامے، ان سے اسے سرکھلانے کی فرصت نہیں۔ اور اس نشا میں اسے آخرت کا کچھ ہوش نہیں۔ یہ ہے دنیا کا بیٹا۔ اپنی ماں کی آغوش میں ”دودھ“ پی رہا ہے۔

آخرت کے بیٹے وہ ہیں۔ جو دنیا کی چند روزہ زندگی کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ فانی دنیا کی فانی زندگی کے راز کو جانتے ہیں۔ اپنے ماضی سے واقف، حال سے خبردار، اور مستقبل و آخرت کو دیکھ رہے ہیں اس آخرت کی کھیتی میں، آخرت کے لئے بیج بوری رہے ہیں۔ اور ان کی کشت عمل خوب لہلہا رہی ہے۔ یہاں جو کچھ کر رہے ہیں، آخرت کے آرام اور چین کے لئے کر رہے ہیں۔ احکام خداوندی کی پیروی میں آخرت ہی تعمیر کر رہے ہیں۔ ان کا ہر کام دار فنا میں دار بقا کی خوش حالی کے لئے ہے، یہ ہیں آخرت کے بیٹے!۔ یہ بیٹے کوچ کرنے والی، جانے والی دنیا کے ساتھ۔ جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ سہ

خود آگہاں کہ ازیں جہاں بروں رفتند  
 طلسم مہر و سپہر و ستارہ بشکستند (اقبال)  
 یہ بیٹے دنیا ہی میں اپنے مقام کی طرف گامزن ہیں۔ سہ  
 پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلمان کی  
 ستارے جس کی گمراہ ہیں وہ کاروں تو ہے (اقبال)

دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے

سَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ الْخَمْرُ مَجْمَاعُ الْإِثْمِ وَالنِّسَاءُ مَبَائِلُ  
 الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهُ  
 يَقُولُ أَخْرَجُوا النِّسَاءَ حَيْثُ أَخْرَجْتُمُ اللَّهُ ه (شعب الايمان)

حضرت حذیفہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے اپنے خطبہ میں شراب  
 پینی گناہوں کا مجمع ہے۔ یعنی سب گناہ اس میں جمع ہیں، اور  
 عورتیں شیطان کے جاں ہیں۔ اور محبت دنیا سر ہے ہر گناہ کا۔  
 حضرت حذیفہ کہتے ہیں۔ میں نے سنا۔ حضور فرماتے تھے، پیچھے  
 ڈالو عورتوں کو۔ کیونکہ پیچھے ڈالا ان کو اللہ تعالیٰ نے  
 ملاحظہ :- حدیث شریف کی مختصر تشریح یہ ہے :-

شراب خانہ خراب

الْخَمْرُ مَجْمَاعُ الْإِثْمِ۔ شراب نوشی گناہوں کا مجمع  
 ہے۔ مجمع کے معنی ہیں۔ جمع ہونے کی جگہ۔ انہم طرف  
 ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص شراب پیتا ہے۔ وہ سب گناہ کر گزرتا ہے۔  
 ایک حدیث میں شراب کو ام الخبائث بھی کہا گیا ہے۔ یعنی پلیدیوں کی

ماں۔ کہ تمام گناہ اس کے بطن سے جنم لیتے ہیں۔ اس کی مثال ایک نیک آدمی کے حال سے سمجھیں۔ کہ وہ ایک دفعہ ایسی آزمائش سے دوچار ہوا کہ اسے بت کو سجدہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس نے کہا۔ خدا کی پناہ۔ میں غیر اللہ کو سجدہ کروں، یہ شرک ہے۔ پھر اسے کہا گیا کہ فلاں شخص کو اتنا مال لے کر قتل کر دو۔ اس نے انکار کیا۔ کہ یہ جرم عظیم ہے۔ پھر اس کو زنا کی طرف بلایا گیا۔ وہ خوفِ خدا سے لرز گیا۔ اور نہ مانا۔ پھر اس کے آگے شراب پیش کی گئی۔ کہ پی لو۔ بڑا سرور آئیگا۔ اس نے شراب پی لی۔ جب نشا میں چور ہو گیا۔ تو ایک اشارے پر بت کو سجدہ بھی کر دیا۔ قاتل بھی بن گیا۔ اور زنا کا مرتکب بھی ہو گیا۔ گویا سب اکبر کباثر کی مے پی گیا۔

الحاصل شراب تمام گناہوں کی ماں ہے۔ جڑ ہے۔ اصل ہے، آخرت کے بیٹے اس سے نافر اور دنیا کے بیٹے اس کے رسیا ہیں۔ حضور الوڑ نے اس سے نفرت دلانے، اور بچنے کے لئے فرمایا۔ کہ یہ گناہوں کا بھج۔ (COLLECTION) ہے۔ مظاہر حق میں ہے۔ کہ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ الخمر امر الفواحش و اکبر الکبائر من شربها و تم علی امہ و خالته و عمتہ۔ شراب اصل ہے بے حیاتیوں کی اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جو اسے پیتا ہے۔ وہ گرتا ہے اپنی ماں پر، اور اپنی خالہ پر، اور اپنی پھوپھی پر، یعنی جب نشا میں چور ہوگا۔ تو کچھ تمیز نہ رہے گی۔ ماں۔ خالہ۔ پھوپھی۔ بہن کی۔

آگے فرمایا۔ وَ النِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ۔ اور عورتیں شیطان کے جال (SNARE) ہیں۔

شیطان کے جال کی تشریح | جال، پھندے کو کہتے ہیں۔ اس سے

جانور اور پھلیاں وغیرہ پکرتے ہیں۔ شکار کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ شیطان نے آدمیوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹانے۔ انہیں مشرک۔ کافر۔ فاسق۔ فاجر، بدکار۔ گنہگار بنانے کے لئے بے شمار قسم کے حربے، حیلے، داؤں۔ فریب و طبع کر رکھے ہیں۔ اور وہ بڑا تجربہ کار ہے۔ خوب جانتا ہے کہ فلاں قسم کا نیک آدمی کس ہتھیار سے مارا جاسکتا ہے۔ فلاں طرزِ طبیعت، عادت۔ فطرت۔ خصلت کے پرہیزگار کے لئے کیسا دام درکار ہے۔ اور فلاں نمازی یا روزہ دار، یا حاجی، یا زکوٰتی، یا تہجد گزار۔ یا عابد۔ یا زاہد، یا پرہیزگار کس طرح کی جست۔ قلائح، پھاند، پھلانگ، چوکرشی، زقند، فریب، مکر، بازی، چال سے گمراہ ہو سکتا ہے۔ شیطان کی تلبیسات، کے جال لا تعداد، اور جالوں کی اقسام بے شمار ہیں۔ بنی نوع انسان کو پھانسنے کے لئے وہ ان سب جالوں سے کام لیتا ہے۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ جال جس سے کوئی شکار بچ کر نکل نہیں سکتا۔ جس کے آگے بڑے بڑے عابد و زاہد۔ متقی اور پرہیزگار علماء اور اولیاء۔ صید زبوں ہیں۔ کہ خود بخود اس جال میں کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور جال کی آغوش میں پہنچ کر دینداری، پرہیزگاری، اور عبادت کے لباس سے عاری ہو جاتے ہیں۔ اس جال کا نام ہے عورت۔ اسے ہی حضورؐ نے شیطان کا جال بتایا ہے۔

یہ جال مقناطیسی تاروں سے بنا ہوا ہے۔ جو اپنی زبردست کشش سے فولادی مردوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور پھر گرفتار ان دام کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ کہ

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا پڑھتاڑوں پر سحرے صیاد کے اقبال کا

عورت خدا تعالیٰ کی ساری مخلوقات  
**عورت کس طرح شیطان کا جال ہے** میں سے حسین ترین مخلوق ہے

اس سے بڑھ کر حسین و جمیل شے اللہ نے پیدا ہی نہیں کی۔ دنیا و مافیہا کی بہار عورت کے حسن و جمال، خوب صورتی اور دلربائی کو جھک کر سلام کرتی ہے۔ صنفِ نازک گے حسن کا آفتاب ہر حسین شے سے خارجِ تخمین وصول کرنا ہے اور اپنی تابانی سے جمالیات کی دنیا کو روشنی بخشتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے پیالے شرابِ ارغوانی سے پھلکتے، اور ابرو کے نیچے پہرہ دیتے ہیں۔ پیشانی کا چاند نور برسانا، اور عارضِ غضبان کی سرخی ملاحظت کی دنیا کو جگاتی ہے۔ اس کے بالوں کی سیاہی رات کی ظلمت بڑھاتی اور چہرے کی درخشانی سورج کی آنکھ کو خیرہ کرتی ہے سہ

رات زلفوں سے کرے شوخ اندھیروں کا سوال  
 روشنی لوحِ جبیں سے مہر تاباں مانگے

اس کے گیسوؤں کے سنورنے سے سنبلِ چمن میں بیچ و تاب کھاتا، اور مشکِ تمار نافِ آہو میں مغل و منفعل ہے۔ اس کا جسم سحر طراز، ہر عضو نور بار، ہر ادا دلربا، گفتار عشق ریز، رفتار قیامت خیز ہے۔ جو مرد اس رستخیز سے دو چار ہوتا ہے۔ اس کی جان و ایمان کا تانا بانا تار تار جو کر رہ جاتا ہے کہئے۔ جو شخص اس حور کے مشہد کو۔ ایک نظر دیکھ لے، اس کے دل پر کتنی قیامتیں برپا ہونگی۔ اور وہ ہر قیامت سے کس طرح جان سلامت لے جائے گا؟ اور اگر اس غیرتِ سرو چمن سے خلوت میسر آگئی تو فرشتوں سے اونچے پرہیزگار کے ایمان کا لاشہ بے گور و کفن نہ رہے گا؟ جس کے سر کے ایک ایک بال سے سو سو حُسنِ رقص کر رہے ہوں۔ اور جس کی ایک نظر

سے مقتل میں ہزاروں لاشے ترپنے لگیں۔ اس قتالہ عالم کے وار سے کون  
 ماں کا لال جانبر ہو سکتا ہے۔ خدا کی قسم! یہ حسن کا شہکار ہے۔ اس نے  
 شیطان اس جال سے مرد کو شکار کرتا ہے۔ اور ہر مرد اس جال کا صید  
 زبوں ہے۔ نبیوں کی عصمت کا اللہ تعالیٰ ضامن ہوتا ہے۔ اس نے صرف  
 وہ اس جال کے قریب آ کر بھی پھنستے نہیں۔ کیونکہ اللہ ان کی حفاظت کرتا  
 ہے۔ اگر نبی بھی اس جال کا شکار ہو جائیں۔ تو اللہ کے علم پر حرف آتا ہے  
 کہ اس نے عالم الغیب ہو کر کیوں ایسے شخص کو اپنا پیغمبر چنا۔ جس نے  
 اس جرم کا ارتکاب کیا۔ یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو  
 اس جال سے، اور دوسرے گناہوں سے بھی مافقہ دے کر بچاتا ہے۔  
 پیغمبروں کی کوئی بہادری نہیں۔ کہ وہ بچتے ہیں۔ بچتے نہیں۔ وہ بچائے  
 جاتے ہیں۔

## حضرت یوسف علیہ السلام کو

### شیطان کے جال سے اللہ نے بچایا

حضرت یوسف علیہ السلام کا حال آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ انہیں  
 زلیخانے اپنے جال میں پھنسانا چاہا۔ از حد کوشش کی، کہ دام میں  
 آجائیں۔ لیکن صرف اللہ نے ان کو بچا لیا۔ دیکھئے قرآن کہتا ہے:

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهَا قَوْمًا وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّا بَرُّهَانَ رَبِّهِ كَذَلِكَ  
 لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ط (دپ ۱۳ ع ۱۳)

”اور البتہ تحقیق اس عورت (زلیخا) نے ارادہ بد کیا یوسف  
 کے ساتھ۔ اور یوسف کو اگر اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل

نہ سوچ گئی ہوتی۔ تو وہ بھی اس عورت کے ساتھ ارادہ بد  
کر بیٹھتے۔ اس طرح ہم نے یوسف سے بدکاری — اور  
بے حیائی کو پھیر دیا۔“

صاف ظاہر ہے کہ عورت کے جال سے یوسف علیہ السلام کو  
اللہ نے بچایا۔ لِنَصْرِوتْ عَنهُ الشُّوْءَ۔ اللہ نے اس بدکاری کو پھیر دیا  
ہٹا دیا۔ دور کیا۔ ورنہ اس جال سے حضرت یوسف علیہ السلام ہرگز  
نہ بچتے۔ چونکہ اللہ نبیوں کی عصمت کا ضامن ہوتا ہے۔ اس لئے  
حضرت یوسف علیہ السلام کو اس بے حیائی سے بچا کر ارشاد فرمایا:—  
اِنَّكَ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ۔ کچھ شک نہیں کہ یوسف  
ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

سبحان اللہ! خود ہی بچایا۔ اور پھر عبد مخلص کی سند بھی  
دے دی۔ ذرا آنچ نہیں آنے دی۔

تو مضمون یہ چلا آ رہا تھا۔ کہ عورت — شیطان کے جال سے  
کوئی ذالاً ما شاعر اللہ، بچ نہیں سکتا۔ اور بچ اس لئے نہیں سکتا۔  
جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ کہ جال حُسن کے مقناطیس کی  
رنگین تاروں کا ہے۔ اور مرد ہوتے ہیں آہنی۔ تو جب آہنی مرد  
مقناطیسی جال کے سامنے ہوتا ہے تو جال آن واحد میں اسے  
کھینچ لیتا ہے۔ جب مرد جال میں پھنس گیا۔ تو پھر جان گئی۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بلوغ المرام  
میں فرمایا ہے۔ کہ غیر محرم مرد اور عورت تنہائی میں نہ بیٹھیں، کیونکہ  
تیسرا ان میں شیطان موجود ہوتا ہے۔“

جب تنہائی میں مردِ جاہل کے قریب ہوگا۔ تو شیطان چند لمحوں میں اسے شکار کر لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کروڑوں درود و سلام ہوں۔ انہوں نے کتنے پتے کی بات بتائی ہے۔ کہ عورت (شہکارِ حسن ہونے کے باعث) شیطان کا جاہل ہے۔ ادیبوں۔ سخن سنجوں، اور شاعروں نے ان مرمریں بدلوں کو خوب خوب خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ہم شعراء کا کچھ کلام اس بات کی تصدیق کے لئے، کہ یہ شہکارِ حسن شیطان کا جاہل ہے۔ یہاں بیان کرتے ہیں :-

## اتمامِ حُسن کا مظہر اتم !

آنکھیں وہ فتنہٴِ دوراں کہ گنہگار کریں  
گال وہ صبحِ درخشاں کہ ملکِ پیار کریں

(اکبر الہ آبادی)

فرمائیے۔ جس پری پیکر کی آنکھیں فتنہٴِ دوراں ہوں۔ دیکھ دیکھ کر آدمی گنہگار ہوتا جائے۔ اور جس کے گال ایسی صبحِ درخشاں ہوں کہ فرشتوں کو بھی دیکھ کر پیار آنے لگے۔ وہ بندگانِ نفسِ امارہ کے لٹے کتنا پر خطر جاہل ہوگا۔

اس شعر میں جہاں قتالہٴِ عالم کے حسن کی کمال تعریف کی گئی ہے۔ "ملکِ پیار کریں" وہاں آنکھیں وہ فتنہٴِ دوراں۔ کہ گنہگار کریں۔ کہہ کر اسے صاف صاف شیطان کا جاہل بھی مان لیا گیا ہے۔

بے شک عورت اتمامِ حسن کا مظہرِ اتم ہے۔ اسی لئے  
فتنہٴِ دوراں ہے۔

نہ پھوڑے گی جیتا مجھے چشمِ قاتل  
یقین ہے یقین بلکہ عین یقین ہے (ذوق)  
”ذوق“ کو عین یقین ہے۔ کہ تنالہ عالم کی نظر کا تیرا نہیں  
ہلاک کر دے گا۔ کتنا جان لیوا ہے یہ فتنہ۔

اسی لئے قرآن نے مرد و عورت کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا  
ہے۔ تاکہ تیر نہ چلیں۔ اور نہ کوئی زخمی ہو۔ نہ مرے۔۔۔۔۔  
ارشادِ خداوندی ہے:-

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ (پطاح ۱۰)

”اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔“

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ۔ (پطاح ۱۰)

”اور اے پیغمبر! مسلمان عورتوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔“

فتنہٴِ دوراں کی حقیقت کو پانے والے ایک صاحب کہتے ہیں۔

آنکھیں دکھائیو نہ تمہارے دلربا مجھے

ان کھڑکیوں سے جھانکے ہی ہے قضا مجھے

معلوم ہوا۔ یہیں بدنوں کی نظر موت کا پیغام ہے۔

مصطفیٰ امروہی کہتے ہیں۔

انگڑائی لے کے اپنا مجھ پر نثار ڈالا

کافر کی اس ادا نے بس مجھ کو مار ڈالا

کہتے ہیں۔ اونٹ رہے اونٹ تیری کون سی کل سیدی۔

اس پیکرِ رعنا سے پوچھئے۔ تیری کون سی حرکت ”جان لیوا“ نہیں۔  
 شفقِ رضوی شیطان کے جاں کی تشریح کرتے ہیں سے  
 نکھرنے ہی سنورنے سے وہاں فرصت نہیں ان کو  
 یہاں غسل و کفن سے مرنے والے نے فراغت کی

دیکھا۔ اس قیامت بدوش نفنے کے نکھار و سنوار پر ایک نظر ڈالنے والا  
 غسل و کفن کا محتاج ہو جاتا ہے۔ کون تاب لائے اس مرمی پیکر کی۔

جب زلیخا کو روسا کی بیگمات  
 حُسن کا حملہ اوسان گنوا دیتا ہے | نے طعنہ دیا۔ کہ وہ اپنے غلام

دیوسف علیہ السلام، کے عشق میں بُری طرح مبتلا ہے۔ یہ کیسی

عورت ہے؟۔ اس پر زلیخا نے ان عورتوں کی دعوت کی۔ جب

وزراء کی بیگمات کھانا کھا چکیں۔ تو پھران کے آگے فروٹ (فواکہ)

پیش کیا گیا۔ اور چھریاں بھی۔ کہ ان سے سیب وغیرہ کاٹ کر

نوش جان کریں۔ عین اس وقت کہ جب وہ چھریوں سے پھل

کاٹنے لگیں۔ زلیخا نے یوسف کو (جو پاس ہی کرے میں کھڑے تھے)

کہا۔ قرآن فرماتا ہے:-

وَقَالَتْ أَخْرِجْ عَلَيَّ جَ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْتَهُ

وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ - (پک ۱۴)

”اور (زلیخا نے) کہا۔ (یوسف، ان کے سامنے باہر آؤ اور ذرا

اپنی صورت انہیں دکھاؤ، پھر جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا

تو ان پر یوسف (کے حسن و جمال) کی ایسی دھاک بیٹھی۔ کہ

انہوں نے (بیخود ہو کر پھلوں کو کاٹتے کاٹتے) اپنے ہاتھ کاٹ لئے“

دیکھا۔ حسن کا حملہ کتنا زبردست ہوتا ہے۔ کہ یوسف کو دیکھتے ہی ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور بجائے اس کے کہ سیب کا شہین، اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ انگلیاں زخمی کر لیں۔ اللہ اکبر!۔ حسن کا جادو بڑی بلا ہے۔ یہ تو مرد۔ پیغمبر۔ کے حسن کا معجزہ ہے۔ جب عورت کے حسن کے ڈانڈے اکمال کی سرحدوں سے ملتے ہیں۔ تو انسان دیر کتنا۔ ملائکہ تک کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ س

وہ سروِ نازِ حسن کی لہروں میں غرق ہے  
آنکھوں میں رس ہے اور نگاہوں میں برق ہے (جوش)  
اب کون تاب لائے اس سروِ ناز کے حسن کی۔؟  
دہی جو گھر سے بخش بخشا کر آئے!!  
سووا کہتے ہیں۔ س

دکھاؤں گا تجھے زاہد اس آفتِ دین کو  
خللِ دماغ میں تیرے ہے پارسائی کا  
یعنی جب زاہد نے ایک نظر اس آفتِ دین کو دیکھ لیا۔ تو پارسائی  
کا فود ہو جلمے گی۔ یہی آفتِ دین ہے۔ جس کا دوسرا نام جباتہ الشیطان ہے

## برقِ کلیسا، یا شیطان کا جال

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی نے برقِ کلیسا کے عنوان سے ایک  
زہرہ و ش قتالہ کا ذکر کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے کس طرح شیطان  
کا جال بنتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

س

رات اس مس سے کلیسا میں ہوا میں دوچار  
 ہائے وہ حسن ، وہ شوخی ، وہ ابھار  
 زلفِ پچاں میں وہ صبحِ صبح ، کہ ہلاتیں بھی مرید  
 قدرِ عناب میں وہ چم خم ، کہ قیامت بھی شہید  
 آنکھیں وہ رفتہ دوراں ، کہ گنہگار کریں !  
 گال وہ صبحِ درخشاں ، کہ ملکِ پیار کریں  
 گرمِ تقسیرِ جسے سننے کو شعلہ لپکے  
 دلکش آواز کہ سن کر جسے بسل چپکے  
 دلکشی چال میں ایسی کہ ستارے رک جائیں  
 سرکشی ناز میں ایسی کہ گورنر جھک جائیں  
 آتشِ حسن سے تقوئے کو جلانے والی  
 بجلیاں لطفِ تبسم سے گرانے والی  
 پہلئے حسن بکیاں شوخیِ تقریر میں غرق  
 ترکی و مہر و فلسطین کے حالات میں برق  
 پس گیا۔ ٹوٹ گیا۔ دل میں سکت نہ رہی  
 بڑھتے تمکین کے جس گت میں وہ گت نہ رہی  
 ضبط کے عزم کا اس وقت اثر کچھ نہ ہوا  
 "یا حَفِیْظُ" کیا ورد ، مگر کچھ نہ ہوا  
 عرض کیا میں نے کہ اے گلشنِ فطرت کی بہار  
 دولت و عزت و ایمان ترے قدموں پہ نثار  
 تو اگر عہدِ وفا باندھ کے میری ہو جائے

ساری دنیا سے مرے قلب کو سیری ہو جائے  
 سوق کے جوش میں، میں نے جو زباں یوں کھولی  
 ناز و انداز سے تیوڑی وہ چڑھا کر بولی  
 غیر ممکن ہے مجھے انس مسلمانوں سے  
 بوٹے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے  
 لن ترانی کی یہ لیتے ہیں نسازی بن کر  
 حملے سرحد پہ کیا کرتے ہیں غازی بن کر  
 کوئی بنتا ہے جو مہدی تو بگڑ جاتے ہیں  
 آگے میں کودتے ہیں توپ سے لڑ جاتے ہیں  
 گل کھلائے کوئی میدان میں تو اترا جایش  
 پائیں سامانِ اقامت تو قیامت ڈھائیں  
 مطمئن ہو کوئی کیونکر کہ میں یہ نیک نہاد!  
 ہے ہنوران کی رگوں میں اثر حکمِ جہاد!  
 دشمن صبر کی آنکھوں میں لگاوٹ پائی  
 کامیابی کی دل زار نے آہٹ پائی  
 عرض کی میں نے کہ اے لذتِ جاںِ راحتِ روح  
 اب زمانے پہ نہیں ہے اثرِ آدم و نوح  
 شجرِ طور کا اس باغ میں پودا ہی نہیں  
 گیسوئے حور کا اس دور میں سودا ہی نہیں  
 اب کہاں ذہن میں باقی ہے براق و رفرت!  
 تنکلی بندھ گئی ہے قوم کی انجن کی طرف!

ہم میں باقی نہیں اب خالدِ جانہاد کا رنگ  
 دل پہ غالب ہے فقط حافظِ شیراز کا رنگ  
 یاں نہ وہ نعرہ تکبیر، نہ وہ جوش سپاہ  
 سب کے سب آپ ہی پڑھتے ہیں سبحان اللہ  
 جو ہر بیخِ مجاہد تھے ابرو پہ نثار  
 نورِ ایمان کا، تھے آئینہ رو پہ نثار  
 اٹھ گئی صفحہ خاطر سے وہ بحث بد و نیک  
 دو دلے ہو رہے ہیں کہتے ہیں اللہ ایک  
 موج کو ترکی کہاں اب ہے مرے باغ کے گرد  
 میں تو تہذیب میں ہوں پیرِ مغان کا شاگرد  
 مجھ پہ کچھ وجہ عتاب آپ کو، اے جان نہیں  
 نام ہی نام ہے ورنہ میں مسلمان نہیں  
 جب کہا صاف یہ میں نے کہ جو ہو صاحبِ فہم  
 تو نکالو دلِ نازک سے یہ شبہ یہ وہم  
 مرے اسلام کو ایک قصہ ماضی سمجھو  
 ہنس کے بولی کہ تو پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو  
 (دالبر الہ آبادی)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق واقعی  
 یہ زہر و شانِ دائمِ عزائیل ہیں۔ کس طرح ان کی ایک ایک ادا  
 پر ایمانیات کے موتی نذر ہوتے ہیں۔

مولانا ظفر علی خاں مدیر اخبار "زمیندار" نے بھی ایک غارت گرا ایمان کا ذکر کیا ہے، جو ایک "متنبی" کے خاندان پر برق بن کر گری تھی۔

## ایک غارت گرا ایمان

پہنمبر جمال تری دل رہا ادا  
پروردگار عشق تیرا چلبلا بدن

الجے ہوئے ہیں دل تری زلف سیاہ میں  
ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سوختن  
پروردہ فسون ہے تری آنکھ کا خسار  
آوردہ جنوں ہے تری بوتے پیرہن  
ہمیانہ نشاط تری سابق حسدلی  
ہمیانہ سرور تیرا مرمی بدن  
پروردہ فسون کی الوداع

اس کے جلو میں جاں گئی ایماں کے ساتھ ساتھ  
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جاں جہاں گئی  
بن کے خروشِ حلقہ رندان لم یزل  
لے کر گئی وہ حشر کا سماں جہاں گئی  
روم سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی  
اب کس حرمِ ناز میں وہ جاں جہاں گئی  
مولانا ظفر علی خاں،

فرمائیے!۔ اگر گلزارِ خلوت میں ایسی زہرہ و شاں، مرمی بدن،

سہیں تنان، جلوہ ریز ہوں۔ تو کروبی خصال زاہدوں کے دل پر کیا  
 پیتے گی۔ اور ان کی عبادت، اور تقویٰ کا گھر اس زلزلہ سے  
 کیسے محفوظ رہے گا۔

## شیطان کے جاں کا تانا بانا !

جناب میاں نظیر اکبر آبادی نے ایک حور و ش کا مسلحہ حالت  
 میں یوں نقشہ کھینچا ہے۔ اپنے دین و ایمان کو اللہ کی پناہ میں سے  
 کر ملاحظہ فرمائیں:-

کل نظر آیا چمن میں ایک عجب رشک چمن  
 گل رخ و گل گوں قبا و گلخزار و گلبدن  
 مہر طلعت، زہرہ پیکر، مشتری و ماہ جبین  
 سیم بر، سیماب طبع، سیم ساق و سیم تن  
 نازنین، ناز آفرین، نازک بدن، نازک مزاج  
 غنچہ لب، رنگین ادا، شکر دہاں۔ شیریں سخن  
 تیرقد، نشتر نگاہ، مرگاں سناں، ابرو کماں  
 برق ناز و رزم ساز و نیزہ باز و تیغ زن  
 بے مروت، بے وفا، بے درد، بے پروا خرام  
 جنگجو، قتال وضع و سرفراز و سرفگن  
 زلف و کا کل خال و خطا، چاروں کے یہ چاروں غلام  
 مشک تبت، مشک چین، مشک خطا، مشک سخن

دوش و بر، دندان و لب چاروں سے یہ چاروں نخل  
 نستر، برگ، سمن، درّ عدن، لعل بین  
 بنتلا ایسے ہی خوش وضعوں کے ہوتے ہیں نظیر  
 بے قرار و دل فگار و خستہ حال و بے وطن

جو زہرہ و ش مذکورہ غزل میں تجلی ریز ہے۔ یہ ترین ۵۳۳ خوفناک  
 ہتھیاروں سے مکر بستہ ہے۔ اب اس قتالہ کے مقابلہ میں پیغمبروں  
 کی جماعت ہی آئے۔ تو اس کے وار سے بچے۔ اور وہ بھی ایزد  
 متعال کا غیر مرئی ہاتھ ان کو بچائے۔ تو بچیں۔ در حالیکہ مہدیان  
 امتحان کولڈ ان شأ بُوْهَانَ رَبِّہِمْ — اور لِتَصْرِفَ عَنْہُ السُّؤْءَ  
 وَالْفُحْشَاءَ کے فوس سے جگمگا اٹھے۔

دام عزرا زیل کا ایک صید زبوں | ایک نوجوان۔ کسی ماہ جبین  
 کے رخسار و کاکل کا گرفتار

تھا۔ اس کی ہر ادا پر جان دیتا، اور گرفتار کے پھولوں کی ہبک سے  
 مست رہتا تھا۔ ایک نیک آدمی نے اسے نصیحت کی۔ کہ اے  
 نوجوان! — دنیا چند روزہ ہے، اور دنیا کی زیب و زینت، اور  
 آرائش، حسن زناں، — غمزہ حور و شان، اور ادائے دلبران سب  
 فریب و دہلیزے دوں ہیں۔ تم آخرت کی فکر کرو۔ صوم و صلوة کے  
 پابند بنو۔ اور علماء کرام کے مواعظِ حسنہ سنا کرو۔ اس نے کہا۔ حضور!  
 میں جوان ہوں۔ اور جوانی نام ہی عیش و عشرت۔ اور لہو و لعب  
 کا ہے۔ — آپ نے امیر مینائی کا یہ شعر نہیں سنا ہوا ہے۔

راک ادا متانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی  
 اُن تری کافر جوانی جوشش پر آئی ہوئی  
 اوسے ریاض خیر آبادی نے کہا ہے۔ سہ  
 گلے ملنے کے ان کافر حسینوں سے یہی دن ہیں  
 جوانی جب گلے ملتی ہو آ آ کر لڑکپن سے  
 اس نیک آدمی نے جواب دیا۔ سنو! سہ  
 صبح پیری منہ دکھائے گی جب اے مسرتِ شباب  
 یہ جوانی کا نشہ سارا ہرن ہو جائے گا!  
 (قیصرِ دہلوی)

نوجوان بولا۔ حضور! صبح پیری تو ابھی بہت دور ہے۔ میں مجسم  
 صبح جوانی ہوں۔ سہ

یہ پھلکتا ہوا کیا جامِ شراب آتا ہے  
 اے میں قربان مرا عہدِ شباب آتا ہے (ریاض)  
 وہ بزرگ بولے۔ برخوردار۔ سنو! سہ  
 بچ جاتے جو دنیا میں جوانی کی ہوا سے  
 ہوتا ہے فرشتہ کوئی انسان نہیں ہوتا

اس نوجوان نے سوچا۔ کہ یہ پرہیزگار بزرگ نصیحتوں پر اتر آئے ہیں، اور  
 میرا بیچا نہیں چھوڑتے۔ ایسی منطق چلائی۔ کہ ان کا ناطقہ بند کر دیا۔  
 نوجوان نے کہا۔ جناب! سنئے۔ سہ

چھائی ہوئی گھٹا ہو پھلکتے ہوں آبِ جو  
 تائیں لگا رہے ہوں کسی سمت خوش گلو

آتی ہو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا۔ بھینی بھینی ہو!!  
 اور ہو شراب و خلوت و معشوقِ خوبرو  
 زاہد تجھے قسم ہے، جو تو ہو تو کیا کرے!

پہلو میں ہو اگر کوئی محبوبِ دل نواز!!  
 الفت کا ہو چھڑا ہوا آپس میں سوز و ساز  
 الفت کی چھیڑ چھاڑ کرے گروہ مستِ ناز  
 اٹھ جائے غیرت کا جو خلوت میں امتیاز  
 سچ کہنا پھر بھی کیا یونہی یاد خدا کرے

ٹھنڈی ہوا ہو، ابر ہو، کالی گھٹا بھی ہو  
 فصل بہار بھی ہو، چمن بھی، فضا بھی ہو  
 مے بھی ہو، اور جام بھی ہو، دلریا بھی ہو  
 ہو چنگ بھی، رہاب بھی، نغمہ سرا بھی ہو

ان نعمتوں کا شکر نہ کیا تو ادا کرے

وہ بزرگ کانوں پر ہاتھ رکھ کر توبہ توبہ کرتے چلے گئے۔

الحاصل عورت سراپا فسوں، اور اس کی ہر ہر حرکت سحر  
 ہے۔ اس لئے ابلیس نے آدمیوں کو اغوا کرنے کے لئے عورت کو  
 اپنا دام اور پھانسا بنایا ہے۔ حضور النور نے سچ فرمایا ہے کہ عورت  
 شیطان کا دام ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے

مردوں کیلئے مضر ترین فتنہ | روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :-

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةٌ أَضْرُّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔ (بخاری مسلم)  
 ”نہیں چھوڑا میں نے اپنے پیچھے کوئی فتنہ کہ زیادہ ضرر کرتا  
 ہو مردوں کو عورتوں سے۔“

(نوٹ) :- عورتیں مردوں کے لئے مضر ترین فتنہ ہے۔ یعنی  
 عورتوں سے زیادہ ضرر پہنچانے والا فتنہ مردوں کے لئے کوئی نہیں۔  
 وجہ یہ ہے۔ کہ مردوں کی طبائع عورتوں کی طرف بہت راغب ہوتی  
 ہیں۔ پھر ناجائز تعلقات استوار کر کے حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔  
 اور بعض اوقات رقابت کی وجہ سے آپس میں عداوت، دشمنی  
 اور قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور ادنیٰ درجے کا فتنہ تو اظہر  
 من الشمس ہے۔ کہ عورت کی مقناطیسی کشش مردوں کو بے چین  
 کر کے انہیں رات بھر تائے گننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پھر عورت  
 مرد کو دنیا کی طرف راغب کر کے فنا فی الدنیا کر دیتی ہے۔ الحاصل  
 عورت کے جادو سے پچھا مرد کے لئے بہت مشکل ہے۔ اور یہی جادو  
 مرد کے لئے فتنہ عظیمہ ہے۔ جو أَضْرُّ عَلَى الرَّجَالِ ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ | **دُنْيَا شَيْرٍ سَبْرٌ هِيَ**

سَلَّمَ الدُّنْيَا حُلُوهٌ حَضْرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مَسَّخَلْفَكُمْ فِيهَا  
 فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النَّسَاءَ فَإِنَّ  
 أَوَّلَ فِتْنَةٍ بَيْنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ (صحیح مسلم)

”اور حضرت ابی سعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا شیریں سبز ہے۔“

اور تحقیق اللہ تم کو خلیفہ کرنے والا ہے۔ دنیا میں۔ پس دیکھتا ہے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔ (بباد رکھو، بچو دنیا ملعونہ سے، اور بچو عورتوں کے فتنہ سے، پس اول فتنہ بنی اسرائیل کا بہ سبب عورتوں کے تھا۔)

ملاحظہ!۔ ”دنیا شیریں سبز ہے“ جس طرح شیرینی یعنی مٹھائی، برنی، گلاب جامن، قلا قند، جلیبی، شکر پارے، لڈو، وغیرہ وغیرہ مرغوب الطبع ہے، ایسے ہی دنیا بھی بڑی میٹھی اور شیریں ہے، اور جس طرح سبز چیز آنکھوں کو بھلی اور اچھی لگتی ہے۔ اسی طرح دنیا بھی آنکھوں میں بڑی پیاری لگتی ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس دشیریں اور سبز، دنیا میں خلیفہ بناتا ہے۔ اور دیکھتا ہے، کہ تم عمل کیسے کرتے ہو؟۔ یعنی دنیا کی چمک دمک، زیب و زینت، زیبائش و آرائش، مال و دولت، زر، زن، زمین، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، عمارات، باغات، انہار، مرتبے، عہدے، فاخرہ لباس، اعلیٰ اعلیٰ کھانے، اور اس کی صدی اقسام، اثار و فواکہ، درجنوں اقسام کی مشروبات وغیرہ کے مزے لوٹنے والے ہوتے ہو؟ یا دنیا کو سڑے فانی سمجھ کر چند روزہ زندگی گزارتے ہو؟

یاد رہے۔ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آدمی کو دنیا میں آنے کا مقصد | عمل صالح کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔

قرآن کہتا ہے:-

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پطع ۱۶)

”پیدا کیا اللہ نے موت اور زندگی کو تاکہ آزمائے تم کو

کون اچھے عمل کرتا ہے“

تو خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نیابت کے فرائض انجام دے، اس کی زمین میں۔ اس کے بندوں میں اللہ کا قانون نافذ کرے اور بالمعروف اور نہی عن المنکر کا محکمہ قائم کر کے ملک میں نیکی پھیلائے اور بدی کو مٹائے۔ چوری، اغوا، ڈاکہ، راہزنی، شراب نوشی، زنا کاری، فلم بینی، محافل رقص و سرود، فحاشی، بے حیائی، بے پردگی وغیرہ کا ملک سے استیصال کرے، شرک اور بدعت کی ظلمت کو توحید اور سنت کے نور سے ناپید کرے۔ اللہ کی نازل کردہ حدوں کو جاری کرے عدل و انصاف سے ملک کو بھر دے، راعی اور رعایا قرآنی معنوں میں مسلمان بن کر زندگی گزاریں۔ ایسے اعمال اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے۔

**فرعون سے حکومت چھین لی گئی** | فرعون نے بنی اسرائیل کو بڑا ذلیل کر رکھا تھا۔ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا۔

تو اسے ذبح کرا دیتا۔ لڑکی ہوتی۔ تو اسے جیتا چھوڑ دیتا۔ تمام دن بنی اسرائیل سے سخت مشقت کے کام لیتا۔ ان پر پرے درجے کے ظلم ڈھاتا۔ اور ان کو اپنی طاقت سے مرعوب کئے رکھتا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ فرعون ہی کے گھر میں اسے رکھا۔ ان ہی سے ان کی پرورش کرائی۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے۔ ان کو پیغمبری ملی۔ خدا نے حکم دیا۔ کہ فرعون کو اللہ کا حکم سناؤ۔ اور اللہ کی طاقت اور اس کے عذابوں سے ڈراؤ۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے مقابلے کئے۔ نبوت کو جاوہ کے زور سے دبانا چاہا۔ لیکن حق ہمیشہ غالب آتا ہے۔ آخر حق کو فتح ہوئی، اور فرعون مع اپنے لاؤ لشکر کے نیل میں غرق کر دیا گیا۔

فرعون اور آل فرعون کے ڈوب جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

فَاخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ . وَكُنُوزًا وَمَقَامِرَ كَرِيمَةٍ كَذَلِكَ  
وَادْرَأْنَاهَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ (دپان ۸۷)

”پس ہم نے فرعون کے لوگوں کو باغوں سے اور چشمیوں سے اور خزانوں سے اور عزت کی جگہ سے نکال باہر کیا، اسی طرح وہی چاہیے تھا۔

اور بنی اسرائیل کو ہم نے ان چیزوں کا وارث بنا دیا“

یعنی فرعون کے تخت و تاج، ملک، حکومت، اس کے خزانوں، بہروں

چشمیوں، دریاؤں، مملوں، باغوں، باغیچوں، سب چیزوں پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ ان کو پورا پورا اقتدار حاصل ہو گیا۔ پھر ارشاد فرمایا :-

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ  
فَرَعُونَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۝ (دپان ۸۷)۔

”پھر ان کے ہلاک ہونے کے بعد، ہم نے زمین میں تم کو ان کا

جانشین بنا دیا۔ تاکہ دیکھیں ہم کہ تم کیسے عمل کرتے ہو“

جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے بچہ استبداد سے نجات

دے کر ان کو فرعون کی ہرجیز کا قابض اور متصرف بنا دیا۔ ان کو ملک مصر کی

حکومت دے دی۔ اور فرمایا۔ اب ہم دیکھیں گے۔ کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

بنی اسرائیل نے کیا کیا؟ موسیٰ علیہ السلام

کی ناشکری | اس قوم کے لئے تورات لینے کوہ طور پر

گئے۔ جب واپس آئے۔ تو یہ قوم بچھڑا پونج رہی تھی۔ چاندی کے خوب

صورت بچھڑے پر میلہ لگا کر اس پر نذریں چرٹھا کر۔ اس کے آگے سجدہ

کر رہے تھے۔ گویا بچھڑے کا عرس رچا رکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر جلا دیا۔ اور اس کا نام و نشان مٹا دیا اور بنی اسرائیل کو سخت ملامت کی۔ فرمایا!۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو فرعون کی حکومت اور ظلم و ستم سے نجات دی تھی۔ اور تمہارے دشمن کو غرق کر دیا تھا۔ تم نے اس نعمتِ خداوندی کا یہ شکر ادا کیا ہے؟ کہ مشرک ہو گئے؟ بچھڑا بوجھنے لگ گئے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے سامنے اللہ کے عذابوں کا ذکر کیا۔ جہنم کی آگ سے ڈرایا۔ اور لرزایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ يُقْوِمِرَاتِكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِتَعَاذِكُمْ  
الْبَيْعَلِ فَمُتُّوْا إِلَىٰ بَارِسِكُمْ فَأَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ  
لَّكُمْ عِنْدَ بَارِسِكُمْ قَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶﴾

”اور یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم! تم نے بچھڑے کی پرستش کر کے اپنے اوپر دہڑا ہی، ظلم کیا ہے، تو اب، خالق کی جناب میں توبہ کرو (اس طرح) کہ اپنی جانوں کو قتل کرو۔ یہی تمہارے خالق کے نزدیک بہتر ہے۔ پھر جب تعمیل حکم ہو گئی، تو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

قوم موسیٰ نے بچھڑا بوجھا | بنی اسرائیل نے بچھڑا بوجھ کر شرک کیا تھا۔ شرک کی توبہ اللہ نے ان کی جانوں کے قتل سے قبول کی۔ جن لوگوں نے بچھڑے کے نام کی نذریں نیازیں دی تھیں۔ اور ان کے آگے سجدے کئے تھے۔ انہوں نے گردنیں جھکا دیں۔ اور جن چند

نفوس نے بچھڑا نہیں پوجا تھا۔ انہوں نے بحکم الہی تلواروں سے مشرکوں کی گردنیں مار دیں۔ اس طرح شرک کی توبہ قبول ہوئی۔

فرعون کے تخت و تاج کا وارث بن کر ان ناشکروں نے بچھڑا پوجنا شروع کر دیا۔ یہ عمل اللہ کو دکھایا۔ پہلے بدکردار ظالم لوگوں کو خدا تعالیٰ ہلاک کر کے جس قوم کو ان کا جانشین اور وارث بناتا ہے۔ اس کو دیکھتا ہے۔ کہ یہ لوگ کیسے عمل کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ بھی پہلوں کی طرح ظالم فاسق اور بدکردار ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر اللہ ان کو بھی پہلوں کی طرح ذلیل کر کے مٹا دیتا ہے۔

**پاکستانیوں کو انگریزوں کی جانشینی ملی** | قرآن مجید کی ان آیات اور سنت اللہ کے اس آئینہ میں ہم پاکستانیوں

کو بھی اپنا کردار دیکھنا چاہیے۔

دیکھئے!۔ اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو ہمارے ملک سے نکال باہر کیا۔ اور ہم بارہ کروڑ مسلمانوں کو ان کے تخت و تاج، ملک، حکومت، ان کے خزانوں، نہروں، چشموں، دریاؤں، محلوں، باغوں، باغیچوں، حکمہ ڈاک، تار، ٹیلیفون، ریلوے، چھاؤنیوں، اور بے شمار محکموں کا جانشین، اور وارث بنا دیا۔ ہم کو انگریزوں سے وہ وہ چیزیں ورثہ میں ملیں۔ کہ فرعون نے وہ خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت کے حکم سے ہم کو بھی فرماتا ہے:-

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

تَعْمَلُونَ (پک ۷)۔ پھر انگریزوں کے نکال دینے کے بعد

ہم نے پاکستان کی، زمین میں تم کو (ان کا) جانشین بنا دیا۔ تاکہ

دیکھیں ہم پاکستانیوں! کہ تم کیسے عمل کرتے ہو :-

اقتدار لینے کے بعد | شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ انگریزوں اور مسلمانوں کی حالت زار | وارث بن کر ہم نے کیسے عمل اللہ کو دکھائے ؟

بنی اسرائیل نے تو صرف بچھڑا ہی بیس بیس تیس روز پوچھا تھا۔ ہم نے حضرت مولانا علی، جویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو کر میلے لگا کر، عرس رچا کر، نذروں نیازوں کے انبار اور نقدی کے ڈھیر لگا کر، قبر پر سجے، اور طواف کر کر، وہاں رو رو کر، چیخ چیخ کر، عاجزی سے گڑگڑا کر حاجت روائیاں، اور مشکل کشائیاں چاہی ہیں۔ ہر روز اس مزار پر، گریہ و زاری کرنے والوں کا ہجوم تو ہوتا ہی ہے۔ جمعرات کے دن مقبول اچھا خاصہ میلہ لگ جاتا ہے، اور خوب توالی ہوتی ہے۔ ایک جمعرات کو ہم نے اپنے کانوں سے سنا۔ قوال تین چار صد آدمیوں کے مجمع میں گارہے تھے، وہ تیرا در چھوڑ کے جائیں کہاں — تیرا در چھوڑ کے جائیں کہاں داتا۔ جائیں کہاں — جائیں کہاں — تیرا در چھوڑ کے

قرآن نے تو دکھوں، بدوں، غموں، لاپارہوں، مرضوں، کربوں، حاجت روائیوں — اور مشکل کشائیوں کے لئے ایک ہی دس بتایا ہے :-

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا وَ يُكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُ الْكُرْهَ حَلْفَاءَ

الْأَرْحَضِ طَعْرًا لِلَّهِ مَعَ اللَّهِ ط قَلِيلًا مَّا سَأَلْتَهُمْ كَرُونَ ؕ (پتھان)

» بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص بے قرار ہو کر اس سے فریاد کرے۔

اور وہ اس کی فریاد کو پہنچے۔ اور اس کی مصیبت کو مال دے۔  
 اور کون ہے جو زمین میں تم کو داہنا، نائپ بنانا ہے۔ کیا اللہ کے  
 ساتھ کوئی اور معبود دینی حاجت روا اور مشکل کشا بھی ہے؟  
 (ہرگز نہیں)۔ پھر بھڑے ہو جو نصیحت پکڑتے ہو!

جب اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ لاچاروں، بے بسوں،  
 مصیبت زدوں، اور بے قراروں کی فریاد کو پہنچنے والا۔ اور پھر ان کی  
 مصیبت کو مٹانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے؟ پھر سوال کیا۔ کیا  
 اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود، یعنی حاجت روا، اور مشکل کشا بھی ہے؟  
 مشرکین نے بھی جواب میں یہی کہا تھا۔ کہ ہاں ہے؟ لیکن رقبے کے لحاظ  
 دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے وارثوں، بارہ کروڑ مسلمانوں،  
 (الامامہ اللہ) نے اس کے جواب میں کہہ دیا۔

واتا! — تیرا در چھوڑ کے جاؤ کہاں — جاؤ کہاں — جاؤ کہاں!  
 — تیرا در چھوڑ کے — جاؤ کہاں —  
 اللہ نے پوچھا — **عَالِمٌ مَعَ اللَّهِ** — کیا اللہ کے ساتھ کوئی  
 حاجت روا مشکل کشا (اللہ) ہے۔

یہ بولے — ہاں ہے! — وانا کا در! — خوب قدر کی ہم  
 نے — اللہ کی نعمت کی! — جو انگریزوں کو نکال کر ہم کو اس کا وارث  
 بنایا — اور اقتدار بخشا۔

**عَالِمٌ مَعَ اللَّهِ** — کے سوال کا جواب یوں بھی دیا گیا۔  
 یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی قبر پر لاکھوں کے ہجوم  
 نے بیک زبان کہا۔

عبادت جانتے ہیں ہم درگاہِ اقدس کے سجدوں کو  
کہ ارض ہند میں یہ کسلبہ مشکل کشائی ہے

پھر بارہ کروڑ مسلمانوں نے پاکستان میں کوئی بڑی چھوٹی قبر - شہروں ،  
قصبوں ، دیہاتوں ، محلوں ، میں نہیں چھوڑی - جہاں عرس ، بھنڈارے ، میلے  
لگا کر سجدوں ، نیازوں ، اور نذروں سے اللہ کی بخشی ہوئی سلطنت کا  
"شکر" نہیں کیا۔ اور اہل قبور سے استعانت اور استمداد نہیں کی ؟

مسلمانوں کے اعمال | ہاں تو ارشادِ خداوندی ہے - رِپَاکْتَانِیُوْا، لِنَنْظُرُوْ  
کَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ہ - تاکہ دیکھیں ہم - تم کو  
پاکستان کا اقتدار دے کر تم کیسے عمل کرتے ہو۔

ہمارے عملوں کا حال یہ ہے - کہ پاکستان میں قبر پرستی ملک گیر صورت  
اختیار کر چکی ہے - اس کے علاوہ ہم غیر اللہ کی نداءؤں اور پکاروں سے بزرگوں  
کو پکار پکار کر توحید کا منہ چڑھا رہے ہیں - پھر عمارے کردار ، اور اخلاق کا یہ  
حال ہے - کہ ملک کے اندر قتل - چوری - لاپرواہی - اغوا - مار دھاڑ - خونریزی  
زنا کاری - شراب نوشی - اغلام - رشوت ستانی - جنبہ داری - خویش پروری  
اقربا نوازی - پھروں - خجروں - پستولوں ، بندوقوں کا آزادانہ استعمال  
کم تولنا - کم ناپنا - کم ماپنا - دھوکہ - فریب - جھوٹ - مکر - وعدہ خلافی  
لین دین میں دغا فریب ، غرض وہ کون سے اکبر کباٹریں ، جو یہاں نہیں

لے کیا ہے ثبوت ہے ارض ہند میں کسلبہ مشکل کشائی کا - کہ ہندستان کے مسلمانوں کا ہندوؤں  
کے ہاتھوں قتل عام ہو رہا ہے محلوں کے محلے آگ سے پھونکے جا رہے ہیں - مسلمان زندہ  
جلاتے جا رہے ہیں ، ان کی ماؤں ، بہنوں ، بیٹیوں کی عزت و ناموس لوٹی جا رہی ہے خواجہ امیر علی  
خوب مشکل کشائی کر رہے ہیں ؟ قَلِيْلًا مَّا تَدْرِكُوْنَ -

ہیں۔ اور کون سے جرائم ہیں۔ جن کا یہاں ارتکاب نہیں ہو رہا ہے۔ نماز بار ہے۔ زکوٰۃ تاوان ہے، روزہ بوجھ ہے۔ اونٹ کی کوئی کل سیدھی نہیں۔ حدیث مذکور میں آگے ارشاد ہوئی ہے۔ **فَاتَّقُوا الدُّنْيَا۔** پس بچو دنیا سے۔

یعنی یہ جو شیریں۔ سبز۔ پیاری۔ بھلی۔ خوب صورت دنیا ہے، اس سے بچو، اس کا ناجائز استعمال نہ کرو۔ دنیا کی ہر چیز کو اللہ کے حکم کے مطابق حاصل کرو، دنیا اور اس کی نعمتوں سے جائز طور پر فائدہ اٹھاؤ۔ اور خوبی دنیا۔ شریک دنیا۔ خدا کے ذکر سے غافل کرنے والی دنیا۔ اللہ سے دور ہٹانے والی دنیا سے بال بچو۔

چھیت دنیا از خدا غافل شدن  
نه قماش و فقره و فرزند و زن

خدا سے غافل ہوتے کا نام دنیا ہے۔ عورت، فرزند، سونا چاندی اور اسباب کا نام دنیا نہیں۔ یعنی ان سب چیزوں کو مرضی مولا کے مطابق استعمال میں لاؤ۔ دین بن جائے گا۔ اور خدا کی نافرمانی میں جو وقت گزرے گا وہ دنیا ملعونہ ہے۔ جن چیزوں سے ناجائز طور پر ہم فائدہ اٹھائیں گے، وہ دنیا ہے۔ جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دنیا کے مال و جاہ پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ کہ وہ فنا ہونے والا ہے۔ اس کے حلال پر حساب ہوگا۔ اور حرام پر عذاب۔ پھر ارشاد ہوا۔ **وَاتَّقُوا النِّسَاءَ۔** اور بچو عورتوں سے۔ یعنی عورتوں سے ناجائز تعلقات قائم کرنے سے بچو، ان کے حسن و جمال اور ناز و نزاکت کے جادو سے بچو۔ مبادا ان کے سحر کے شکار ہو کر ایمان گنوا لو۔

بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ | آگے ارشاد ہوا۔ پس اول فتنہ بنی اسرائیل

کا بہ سبب عورتوں کے تھا۔

نبی اسرائیل میں اول فتنہ یہ تھا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت ایک بڑا مستجاب الدعوات۔ ولی اللہ تھا۔ اس کا نام بلعم بن باعور تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام قوم جبارین کی سرکوبی کے لئے زمین کنعان میں اترے، تو جبارین بلعم باعور کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ موسیٰ بہت بڑا لشکر لے کر ہمارے قتل کرنے کے لئے آیا ہے۔ ہمارے لئے دعا کرو۔ کہ موسیٰ یہاں سے لوٹ جائے۔ یا اسے شکست ہو۔ بلعم نے کہا۔ معاذ اللہ!۔ میں حضرت موسیٰ خدا کے پیغمبر، اور ان کے ساتھیوں مومنوں پر بددعا کروں۔ نہ میری دنیا رہے گی۔ نہ دین۔ قوم نے بڑی عاجزی سے منت سماجت کی۔ اور بار بار دعا کرنے کو کہا۔ پھر اس نے کہا۔ کہ اچھا میں استخارہ کرتا ہوں۔ دیکھوں! کیا حکم ہوتا ہے۔ جب اس نے استخارہ کیا۔ تو خواب میں دیکھا۔ کہ پیغمبر اور مومنوں پر بددعا نہ کرنے کا اشارہ تھا۔ یہ خواب قوم کو سنا یا۔ قوم نہ مانی۔ اس نے بار بار موسیٰ کے خلافت دعا کرنے کو کہا۔ بہت سے تحائف دیئے۔ اور نعتے میں ڈالا۔

آخر بلعم بددعا کے ارادے سے اپنے گدھے پر سوار ہوا۔ اور جبل جسان کی طرف چلا۔ جس کے پاس موسیٰ کا لشکر فروکش تھا۔ راستے میں گدھا بار بار زمین پر گرنا۔ اور بلعم اس کو اٹھاتا۔ اور چلتا۔ پھر گدھا گر پڑتا۔ اور وہ اٹھاتا اور چلنے لگتا۔ اس نے گدھے کو بہت مالا۔ آخر اللہ کے حکم سے گدھا بولا۔ اے بلعم! تو نہیں دیکھتا۔ کہ کدھر جا رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرنے کو جاتا ہے۔ ہوش کر!۔ ملائکہ سامنے آ کر مجھے پھیرنے میں۔ اور میں زمین پر گر کر پڑتا ہوں۔

پھر بلعم نے گدھے کو چھوڑ دیا۔ اور پیادہ پا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بد دعا کی۔ جو کلمہ بُرا بنی اسرائیل کے لئے منہ سے نکالنے کا ارادہ کرتا، خدا کی قدرت سے بجائے بنی اسرائیل کے نام کے قوم بلعم کا نام زبان سے نکلتا وہ بار بار قوم موسیٰ زبان سے نکالنے کی کوشش کرتا۔ لیکن نام قوم بلعم ہی نکلتا تھا۔ قوم نے کہا۔ الٰہی ہمارے لئے ہی بد دعا کرتے ہو۔ اس نے کہا، ہر چند میں قوم موسیٰ کا نام لینا چاہتا ہوں۔ لیکن خدا تعالیٰ میرے منہ سے قوم بلعم کا نام ہی نکلاتا ہے۔ اتنے میں بلعم کی زبان منہ سے نکل کر سینہ پر آ پڑی۔ دکتے کی طرح زبان منہ سے باہر نکل آئی۔ پھر بلعم نے کہا۔ اب دنیا اور آخرت دونوں میری برباد ہو گئیں۔

اے میری قوم!۔ موسیٰ کی قوم کی تباہی کے لئے میں تم کو ایک جیلہ بتاتا ہوں۔ وہ کرو۔ کہ اپنی عورتوں کو خوب آراستہ کر کے۔ انہیں بنا سنوار کر کچھ چیزیں بیچنے کے لئے ان کو دے کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیجو۔ اور انہیں کہہ دو۔ کہ اگر کوئی شخص بنی اسرائیل میں سے تمہیں بلائے۔ تو انکار نہ کرنا۔ اگر ایک شخص بھی اس قوم سے مبتلائے زنا ہو گیا۔ تو وہ تباہ ہو جائیگا اور تمہاری جیت ہو جائے گی۔

قوم بلعم نے اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر قوم موسیٰ میں بھیج دیا۔ ان میں سے ایک عورت جس کا نام کستی بنت صور تھا۔ بڑی خوب صورت تھی جب وہ بنی اسرائیل کے ایک سردار کے پاس سے گزری۔ جس کا نام زمزم بن ثمالوم تھا۔ جو بنی اس کی نظر اس عورت پر پڑی۔ وہ اس کے حسن و جمال پر ایسا فریفتہ ہوا۔ کہ اس کو پکڑ کر خیمہ میں لے گیا۔ اور زنا کا مرتکب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زنا کی شامت سے اس قوم میں وبا بھیجی۔ کہ چند گھنٹوں

میں ستر ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔

دھڑا دھڑا موتیں ہو رہی تھیں۔ کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا پوتہ جس کا نام فخاص تھا۔ نیزہ لے کر اس خیمہ میں پہنچا۔ جہاں زانی زانیہ موجود تھے۔ یہ بڑا بہادر تھا۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے دونوں کو مار ڈالا۔ اور اللہ سے دعا کی۔ اے اللہ! اس ایک شخص کے گناہ کرنے سے توہم کو ہلاک کرتا ہے۔ ہم پر رحم کر۔ اسی وقت دباؤ رک گئی۔

یہ تھا اول فتنہ بنی اسرائیل کا جو عورت کے باعث ظاہر ہوا۔ جس

کا ذکر حدیث مذکور میں ہے۔

آفتیں ڈھاتا ہے یہ خاک کا پتلا کیا کیا

اسی فتنہ کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

وَأَنْفَقُوا الْيَسَاءَ۔ اور ڈرو یا بچو عورتوں کے فتنہ سے۔

اللہ تعالیٰ عورت حلالاً طیباً عطا کرے۔ تو مبارک ہے۔ اس طرح

پہری پیکر، ماہ جبین، حور و ش، مہر طلعت، سیمین تن، مرمیں بدن،

خورشید خد، اللہ نصیب کرے، تو خوش بختی اور مقام شکر ہے۔

لیکن معصیت الہی کی فضا میں ان بتان شعلہ رو کا چلنا پھرنا۔ اٹھنا

بیٹھنا، دیکھنا، بولنا، ہنسنا، مسکرانا، انگریزی اور جمائی لینا، ان کی

زلفوں کی سیاہی، کانوں کی آرائش، پیشانی کا نور، گالوں کی درخشانی،

ہونٹوں کی سرخی، چہرے کی ملاحت، حنائی ہاتھ، سیمیں کلائی، شیریں

گفتار، خون ریز غمزدے۔ یہ سب ایمان ربا فتنے ہیں۔ ان سے بال

بال بچیں!۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ کیا کہنے ہیں

فتنہ نسا کے۔

خلوت سے انجن میں وہ تشریف لاتے ہیں  
دنیا و دین کے ساتھ بکھیرے لئے ہوئے  
(دیباچہ خیر آبادی)

یہ کتاب عالم عقبیٰ آخرت کے بارے میں ہے، اور عالم عقبیٰ کے  
معنی بھی جہانِ فردا کے ہیں۔ اگلا جہان - شروع کتاب میں قرآنی آیات  
سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قیامت آئے گی۔ آخرت برحق ہے۔ ہر مسلمان  
کو آخرت اور معاد پر ایمان لانا چاہیے۔ سر کرچی اٹھنے پر یقین کرنا  
چاہیے۔ ہر شخص اللہ واحد القہار کے رو برو پیش ہو کر اپنی زندگی کے  
لمحہ لمحہ کا حساب دے گا۔ اور پھر اپنے اعمال کے لحاظ سے جزا اور  
سزا پائے گا۔

پھر فانی زندگی کی بے ثباتی، اور دنیائے دنی کی بے وفائی کے حالات  
اور واقعات زینت قرطاس ہوئے ہیں۔ عیروں، نصیحتوں، فہمائشوں، تنبیہوں  
اور ہدایتوں کے انوار سے صفحات جگمگائے ہیں۔ اب علامات قیامت بیان  
کئے جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ہر مسلمان کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے،  
اور چند روزہ حیات مستعار میں اعمال صالح کی کوشش کر کے دوسرے  
جہان کو آباد کرنا چاہیے۔



## علم اٹھ جائے گا اور جاہل زیادہ ہوگا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ  
مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزَّانَا  
وَيَكْثُرَ شُرَبُ الْخَمْرِ وَيَقِلُّ الرِّجَالُ وَتَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ  
لِغَيْسِيْنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْفَقِيْمَةِ الْوَاحِدِ - (بخاری مسلم،

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ تحقیق قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے، کہ علم اٹھایا جائے گا اور بہت ہوگا جاہل، اور بہت ہوگا زنا۔ اور بہت ہوگا پینا شراب کا، اور کم ہونگے مرد، اور بہت ہونگی عورتیں۔ یہاں تک، کہ چپاس عورتوں کے لئے ایک مرد خبر گیری کرنے والا ہوگا۔“

ملاحظہ فرمائیے۔۔۔ علامات قیامت سے ہے۔ کہ علم اٹھایا جائیگا۔ یعنی قرآن

اور حدیث کا علم کم ہوگا۔ جنہی کہ رفتہ رفتہ اٹھ جائے گا۔ اس طرح کہ لوگ دنیا کے علوم و فنون کے سچھے پڑ جائیں گے۔ تاکہ دنیا کمائیں، اور آخرت کی تعمیر کے علم۔ قرآن اور حدیث سے غافل ہو جائیں گے، اس علم کی قدر کم ہوتی جائے گی۔ اور جو دین کے علماء ہوں گے، وہ فوت ہوتے جائیں گے۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ يَرْفَعُ الْعِلْمُ۔ دین کا علم اٹھایا جائیگا۔

ارشاد پاک کی مہمدا | حضور کے اس ارشاد پاک کی صداقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے۔ کہ ہزاروں لوکیاں اور لاکھوں مرد سے

اور کالج ملک کے اندر موجود ہیں۔ جن میں کروڑوں لوکیاں اور لاکھوں لوگوں کے تعلیم

حاصل کر رہے ہیں۔ اور دنیا کے علوم و فنون اس کثرت سے پڑھائے جا رہے ہیں۔ کہ آپ ان علوم کو شمار نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں سے فارغ ہو کر طلبہ یورپ کے ممالک میں مزید علم حاصل کرنے جا رہے ہیں، اب نو لڑکیوں نے ان علوم کے حاصل کرنے میں لڑکوں کو مات کر دیا ہے۔ بی۔ اے تو رہا ایک طرف، لڑکیوں نے ایم۔ اے کی ڈگریوں کو پامال کر ڈالا ہے۔ یہ علوم و فنون دنیا کمانے، اور دنیا کی ترقی اور عروج پانے کے لئے ہیں، چنانچہ ان علوم کے اکتساب کے بعد یہ لڑکیاں اور لڑکے کبکشاں گیر ترقیاں کر رہے ہیں۔

**علومِ عصریہ ناجائز نہیں** | ان علوم کے حاصل کرنے کے ہم خلافت نہیں ہیں۔ دنیا میں باعزت طور پر رہنے، اور

اقوامِ عالم کے مقابلہ میں آنے کے لئے علومِ عصریہ کا حاصل کرنا ناگزیر ہے، لیکن رونے کے قابل تو یہ بات ہے۔ کہ جدید علوم کے حاصل کرنے والے دین سے ایسے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ وہ مسلمانوں کے گھرانوں کے فرزند ہی نہیں ہیں۔ آج کل دنیا میں پنپنے، اور چمکنے کا دار و مدار ہی مغربی علوم کے حاصل کرنے پر ہے۔ کہتے ہیں سہ

حامدہ چکی نہ تھی مغرب سے جب بے گانہ تھی

اب ہے شمعِ انجمن، پہلے چراغِ خانہ تھی

کیا ہی بہتر ہو۔ کہ سکولوں، اور کالجوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ، قرآن اور مشکوٰۃ بھی طلبہ کو پڑھا دیئے جائیں۔ انہیں صوم و صلوة کا پابند بنایا جائے۔ اور اخلاقِ حسنہ کے زیور سے بھی آراستہ کیا جائے۔ اس طرح دین بھی زندہ رہے، اور دین کی زندگی سے آخرت بھی زندہ ہو جائے۔ اور دنیا کی ترقی، اور فلاح کے اسباب بھی مہیا رہیں۔

دین کا غلط برائے نام ہے | ماں تو ہم یہ بیان کر رہے تھے۔ کہ یہ علامات

دنیوی علوم کے بے شمار مدارس، اور کالج ہیں۔ اور مقابلہ دینی مدارس

صفر کے برابر ہیں۔ تو دین کا علم بھی برائے نام ہی ہوا۔ پھر ملک میں جو

چند گنتی کے مدارس ہیں۔ ان میں صرف وہی طالب علم پڑھ رہے ہیں۔

جن کو سکولوں اور کالجوں کے اخراجات میسر نہیں آتے۔ یا وہ جو درخور

افتخانی علوم عصریہ نہ ہوئے۔ پھر یہ دینی مدرسے بھی اس وقت تک ہیں

جب تک مقروضے بہت دین کے علماء کا دم باقی ہے۔ جب یہ شمعیں گل

ہو گئیں۔ داور ہوتی جا رہی ہیں، تو دینی مدارس کی نژاد نو (جو آکسیجن کے

ساتھ زمانے کی کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی ان ہیل (INHALE) کر رہی ہے)

تقویٰ فراموش بن کر دنیا کو دین پر ترجیح دینے والی نکلے گی۔ اور اس

طرح روز بروز علم رُوبہ زوال ہوتے ہوتے اٹھ جائے گا۔ یہ جہاں، علم

دین کے نور سے بے نور ہو جائے گا۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے۔ **يُرْوَمُ الْعِلْمُ۔** "علم اٹھایا جائے گا۔"

آگے فرمایا **يَخْتَرُ الْجَهْلُ۔** "جہل بہت ہوگا۔" جہل

جہل (IGNORANCE) ہی لے گا۔ یعنی علامات قیامت سے یہ بھی ہے

کہ علم اٹھ جائے گا۔ اور جہل یعنی بے علمی زیادہ ہو جائے گی۔ دینی واقفیت

ناپید ہوتی جائے گی۔

آج دیکھ لیجئے۔ کہ علوم عصریہ (MODERN ARTS) کا بہت زور ہے

لیکن ان علوم کے ماہروں کا یہ حال ہے۔ کہ دین سے پورے پورے کورے

لے سائتر کے ساتھ اندر لے جاتا۔

ہیں۔ ناواقف ہیں۔ انجان ہیں۔ ڈبل ایم۔ اے پاس۔ بڑے بڑے حاکموں اور افسروں کو دیکھا ہے کہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر سجدے کرتے، روتے اور ان سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ بعض افسر اہل قبر بزرگ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہماری ملازمت کی طرف دھیان رکھنا۔ ہم اپنے عہدے پر عزت سے رہیں۔ کوئی ذلت، پریشانی اور عتاب نہ آجائے۔

ان کو اتنا پتہ نہیں کہ عزت ذلت اور نفع نقصان اللہ کی طرف سے

پہنچتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ان باتوں پر مختار نہیں ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:-

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذَلِّقُ مَنْ تَشَاءُ ۗ وَسَيُجْرِبُهُ أَيْدِي الْعَوَامِ عَلَى أَيْدِي الْغَوَامِ ۗ بَلَّغْ أَمْرًا لِيُنذِرَ الْوَكُوفَ الْغَافِلِينَ ۗ وَإِنَّ إِلَهَكُمْ لَشَدِيدٌ (پتہ ۱۱)

”دے پیغمبر! کہو۔ اے اللہ! سارے ملک کے مالک۔ تو ہی جس کو چاہے بادشاہی دے۔ اور تو ہی جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔ اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور تو ہی جس کو چاہے ذلت دے۔ (دہر طرح کی، خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے“

اس آیت میں صاف ارشاد ہے۔ کہ اللہ مالک الملک ہے، جسے

چاہے سلطنت دے، جس سے چاہے سلطنت چھین لے، وہی عزت دیتا ہے۔ اور وہی ذلیل کرتا ہے، یہ سب کچھ اس کے ہاتھ، اختیار، اور بس میں ہے۔

پھر اگر کوئی عزت کسی صاحبِ قبر کے پاس سمجھتا ہے، اور ذلت سے بچانا بھی اس کے بس میں جانتا ہے۔ تو اس سے بڑا جاہل اور خدا نا آشنا اور کون ہو سکتا ہے۔ ایسا عقیدہ اور فعل سراسر قرآن کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کابل کی بادشاہی امان اللہ خاں سے پھین کر بچہ سقہ کو وے دی۔ امان اللہ جان بچا کر ملک سے نکل گیا۔ اور اٹنی میں جا کر ایک ہوش کھول لیا۔ پھر علی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرِ ذَاتِ لَیْلِ بچہ سقہ سے بادشاہی پھین کر ظاہر شاہ کو بخش دی۔ اور بچہ سقہ کو ذلت سے دوچار کر دیا۔ ایسے ہزاروں واقعات موجود ہیں۔ جو عَزَّوَجَلَّ وَ شَدِیدُ مَنْ نَشَاءُ۔ کی ابدی حقیقت، اور صداقت پر گواہی دیتے ہیں۔ ہرزائے میں بلکہ آج کل ہمارے سامنے روزمرہ ایسے واقعات، اور حالات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ کہ آج تخت ہے تو کل پوریا۔ آج کوئی عزت سے ہمسار ہے تو کل ذلت سے دوچار۔ ایک لاکھ بقی ہے۔ اور چند ماہ کے بعد نانِ شینہ کا محتاج ہے۔ تین سو تین (۳-۳) بڑے بڑے افسروں کی رسوائی اور ذلت کا واقعہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ جو پاکستان کے تمام اخباروں میں آتا رہا ہے۔ متذکرۃ الصدقہ آیت کی رو سے یقین کریں۔ کہ سب تصرفات اللہ واحد القہار ہی کے دستِ قدرت کے مظاہر ہیں۔ کسی بشر کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ نہ کوئی تصرفاتِ خداوندی میں شریک ہے

سے دلوں کا مالک، نظر کا حاکم، سمجھ کا صانع، خرد کا بانی

جمال اس کا جلال اس کا، اسی کو زیبا ہے لن تزیانی

(اکبر الہ آبادی)

پھر یہ جہل ہی کا کرشمہ ہے۔ کہ علومِ عصریہ کے حامل عقاید

و اعمال میں انجان دین ہیں۔ سہ

باہر ذوق آگہی لئے رے پستی بشر

سائے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

جہل نے زور پکڑ لیا ہے | جہالت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کی ظلمت سے

سارا ملک تاریک ہے۔ کتاب و سنت، جو وحی کا علم ہے۔ اس کے رفع کے بعد من گھڑت قصص و روایات نے زور پکڑ لیا ہے۔ توحید و سنت کی جگہ شرک، اور بدعات کا دور دورہ ہے۔

زلزال دین ناپید۔ تارکول اور راب اس کا نعم البدل قرار پا گیا ہے۔ علمائے سوء کے تاجرانہ و عظوں نے تاریکی کو اور شوخ کر دیا ہے۔ آہ! علم اٹھ گیا، اور جہل نے زور پکڑ لیا ہے۔

آگے ارشاد ہوتا ہے۔ - وَيَكْفُرُوا بِالزَّانَا - اور زنا

زنا کی کثرت ہوگی | بہت ہوگا۔ آج روئے زمین پر اس جہنم رسا فعل کی بڑی کثرت ہے۔ اپنے ملک میں نظر دوڑائیے۔ کہ اس فعل بد نے۔

سارے ملک کو اپنی پیٹ میں لے رکھا ہے۔ ٹائٹ کلبیں ہیں۔ رقص کی مغلیں ہیں۔ زن و مرد کے اختلاط کے بہت سے اڈے ہیں۔ شوڈیوز کا اندر اور باہر ظلمت بدوش ہے۔ ناچنے اور گانے کی محافل، فحاشی کی

عکاس ہیں۔ سینماؤں کے ہل مقدمات زنا کے مرکز ہیں۔ ریستورانوں، ہوٹلوں کی فضا تاریکی کو شرما رہی ہے۔ سارے ملک میں یہ مسموم ہوا چل رہی ہے۔ کیا اس بے حیاتی کی کثرت نہیں ہے؟

وَيَكْفُرُوا شَرِبَ الْخَمْرِ - اور شراب کا پینا

شراب نوشی کی کثرت زیادہ ہوگا۔

بیشک دنیا میں شراب نوشی کی بہت کثرت ہے، ہر ملک شراب کے نشے میں محسوس ہے۔ اسلامی ممالک کی حالت بھی بڑی ناگفتہ بہ ہے، اپنے ملک میں بنت العنقب کا ہر کوئی رسیا ہے۔ شراب خانے، شراب کی بھٹیاں، گاؤں گاؤں۔ محلے محلے۔ گلی گلی۔ عام ہیں۔ نوجوان طبقہ دھمت رز کے پیچھے دیوانہ ہو گیا ہے۔ عرض بڑی کثرت ہو گئی ہے شراب نوشی کی، وقت قریب ہے۔ کہ عام مشروبوں۔ مثل کوکا کولہ۔ سیون آپ۔ کی طرح یہ مشروب بھی عام ہو جائے گا۔ اور سربازار اس کے پینے میں کوئی حجاب تک نہ ہوگا۔ ارشاد نبویؐ ہے: "اور مرد کم ہوں گے اور عورتیں بہت ہوں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک قیصرِ دُخبرگیری کرنے والا مرد ہوگا۔" مطلب یہ ہے۔ کہ مرد کم ہو جائیں گے۔ اور عورتیں بہت ہوں گی۔ اور پچاس عورتوں کے لئے ایک قیصر کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ایک مرد کی پچاس عورتیں ہوں گی۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ ماٹیں۔ بہنیں۔ داویاں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں۔ بھانجیاں۔ بیویاں وغیرہ ایک مرد کے متعلق ہوں گی۔ جو ان کی خبرگیری کرے گا۔ یعنی ایک مرد کی نگرانی اور خبرگیری میں پچاس عورتیں ہوں گی۔ مردوں کی قلت کے باعث ان کے سرپرست کم ملیں گے۔ حضورؐ نے قیصر فرمایا ہے۔ اور قیصر کے معنی ہیں خبرگیری کرنے والا۔ نہ کہ خاوند۔



## کذابوں کا ظہور

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ فَأَحْذَرُواهُمْ. (مشکوٰۃ)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے: تحقیق قیامت سے پہلے پیدا ہوں گے جھوٹے۔ پس بچنا ان کے شر سے۔“

ملاحظہ ہو۔ اس حدیث میں جھوٹوں سے مراد ہیں۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے نبی۔ جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے ظالم، دین میں مسئلے بنانے والے اہل بدعت، اعتقاداتِ باطلہ پھیلانے والے، اور انہیں صحابہؓ، اور سلف صالحینؓ کی طرف نسبت کرنے والے۔ جھوٹے امامِ ہدیٰ۔ مدعیانِ امارتِ باطلہ۔

جھوٹی حدیثیں | مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہو گزرے ہیں۔ اور خود حدیثیں گھڑ کر بیان کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ دیکھتے یہ جھوٹی حدیثیں ہیں۔

ابو حنیفہ سراجِ امتیؒ۔ ابو حنیفہ میری امت کے پرچار ہیں۔

انا من نور اللہ۔ میں (رسولِ خدا) اللہ کے نور سے ہوں۔

الفقر فخری۔ فقر میرا فخر ہے۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعينوا من اهل القبور۔ جب حیران ہو

جاؤ بیچ امور کے۔ پس مدد مانگو قبروں والوں سے!

علماء امتی کا بتیاریہ بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل

کے نبیوں کی مانند ہیں۔

ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار۔ تحقیق

اولیاء اللہ نہیں مرتے ہیں۔ بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

اہل بدعت نے بہت مسائل خود گھڑ کر داخل بدعتیوں کا پیدا ہونا

دین کر رکھے ہیں، جو بدعت ہیں۔ حدیث شریف میں حضورؐ نے بدعت کی یہ تعریف کی ہے۔

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہو رد۔

”جس نے ہمارے امر (شریعت) میں کوئی نئی بات (مسئلہ وغیرہ)

نکالی جو اس میں نہ ہو۔ پس وہ نئی بات، مردود ہے۔“

ابوداؤد میں حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، زکوٰۃ

حج اور عمرہ قبول نہیں کرتا۔

بدعت اس لئے مردود ہے۔ اور بدعتی کے نیک اعمال اللہ قبول

ہی نہیں کرتا۔ کیونکہ بدعت جاری کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے مقابلہ کرنا ہے۔ جس طرح شرک توحید کے مقابل ہے۔ اسی طرح

بدعت سنت کی ضد ہے۔ پیغمبر بھی دین میں مکے بنائے رہا اور اللہ

اور بدعتی بھی مسائل ڈھلے۔ کتنا سخت جرم ہے۔ قیامت کے روز بدعتی

حوض کوثر کے پانی سے بھی محروم رہے گا۔

صحیح مسلم میں ہے۔ اللہ انہیں حوض کوثر پر آنے ہی نہیں دیگا۔

حضور اللہ سے پوچھیں گے۔ یہ لوگ کیوں حوض کوثر سے روکے گئے

ہیں۔ اللہ فرمائے گا۔ انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ تو نہیں

جانتا۔ تیرے بعد انہوں نے احداث فی الدین کیا تھا۔ یعنی دین میں بدعت

جاری کی تھیں۔ یہ بدعتی ہیں۔ پھر حضور فرمائیں گے۔ سمعنا سمعنا لمن  
غیر۔ دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔ لعنت ہو۔ جس نے دین بدلا۔

جسوں نے قصے کہانیاں سنانے والے | اس کے علاوہ من گھڑت۔ قصے  
کہانیاں بنا کر مذہب کے نام سے

واعظ لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور سلف صالحین کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔  
کہ بزرگوں نے فرمایا ہے۔

ایک واعظ بیان کر رہے تھے، کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ  
کی وفات ہوئی۔ آپ کو قبر میں دفن کر دیا گیا۔ تو منکر نکیر فرشتوں نے  
پوچھا۔ من ربک۔ تیرا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تم نے پہلے  
السلام علیکم کیوں نہیں کی۔ انہوں نے سلام کیا۔ اور پھر کہا۔ من ربک  
تیرا رب کون ہے؟۔ آپ نے فرمایا۔ پہلے یہ بتاؤ۔ کہ جب اللہ نے کہا تھا  
إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ تحقیق میں زمین میں نائب بنانے والا  
ہوں۔ تو تم نے کیوں کہا تھا۔ أَنَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا۔ کیا بنانا  
ہے تو زمین میں جو فساد کرے گا اس میں۔ اسے فرشتوں بتاؤ۔ تم نے  
اللہ کے کام میں کیوں دخل دیا؟ منکر نکیر نے کہا۔ جناب یہ جواب دینے  
والے ہم دو ہی فرشتے توڑ تھے۔ اور بھی تھے۔ آپ ہم کو بھوڑیے،  
آسمان پر جا کر ہم سب فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا جواب ہے۔  
آپ نے فرمایا۔ ہاں جاؤ۔

منکر نکیر آسمان پر گئے۔ اور سب فرشتوں کو اکٹھا کر کے کہا۔ کہ ایک  
اللہ کا بندہ قبر میں آیا ہے۔ ہم نے حسب دستور اس کو کہا۔ من ربک۔  
اس نے کہا۔ کہ پہلے میرے سوال کا جواب دے لو۔ پھر تمہارے سوال کا

جواب دوں گا۔ چنانچہ اس نے پوچھا ہے۔ کہ جب خدا نے کہا تھا۔ کہ میں زمین میں ناثب بنانے والا ہوں۔ تو تم نے کیوں کہا تھا۔ کہ کیا بنانا ہے تو زمین میں جو فساد کرے گا اس میں۔ اور بہائے گا لہو؟

اے سب فرشتو! بتاؤ کہ ہم اس بندہ خدا کو کیا جواب دیں۔ اس نے ہم کو قابو کر لیا ہے۔ سب فرشتے کہنے لگے۔ جواب تو اس کا ہمارے پاس بھی نہیں ہے۔ آؤ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں۔ پھر سب ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کو کہا۔ کہ تیرا ایک بندہ جو قبر میں گیا ہے۔ اس نے منکر نکیر کو قابو کر لیا ہے۔ وہ کہتا ہے، تم نے اللہ کے کام میں کیوں دخل دیا تھا۔ جب اللہ نے کہا۔ میں زمین میں ناثب بنانے والا ہوں۔ تو تم نے کہا، کیا بنانا ہے تو جو زمین میں فساد کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ جا کر اس سے معافی مانگ لو۔ پھر منکر نکیر قبر میں آئے۔ اور کہنے لگے۔۔۔ جناب ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس لئے ہم کو معاف کر دو۔

آپ نے فرمایا۔ اچھا اس شرط پر تم کو معاف کیا جاتا ہے۔ کہ جو میرا مرید گیا رہو میں دینے والا قبر میں آئے۔ اسے تنگ نہ کرنا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا حضور!۔۔

ناظرین دیکھا آپ نے، اس طرح کے قصے کہانیاں بنا کر لوگوں کو سناتے ہیں۔ پھر یہ قیامت کی نشانیاں نہیں ہیں۔ تو اور کیا ہے۔ صرف گیارہویں کے ختم کی روٹی کھانے کے لئے اس پہل صراط پر چڑھے ہیں۔ یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ منذرۃ الصدر حدیث میں جناب رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے۔ تم ان سے بچو۔۔۔ تو مسلمانوں کو ایسے کذابوں سے ضرور بچنا چاہیے۔ جو مذہب اور دین کے

اندر اتنے بڑے بڑے جھوٹ بولتے ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیاں بھی شرماتی ہیں۔

## جب امانتیں ضائع کی جائیں گی اور نااہلوں کو کام سونپے جائیں گے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيَّمًا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحَدِيثُ  
إِذْ سَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَخَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ  
فَأَنْتَظِرُ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وَشِدَّ الْأَمْرُ  
إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَاَنْتَظِرُ السَّاعَةَ هـ (بخاری شریف)

”حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ کے درمیان) باتیں کرتے تھے، اس  
وقت اچانک ایک گنوار آیا۔ اور اس نے پوچھا کب ہوگی  
قیامت؟ حضورؐ نے فرمایا۔ جس وقت ضائع کی جائے گی امانت  
پس منتظرہ قیامت کا، کہا اعرابی نے۔ کس طرح ہوگا ضائع  
کرنا امانت کا بھگا پ نے فرمایا۔ جس وقت سونپا جائے گا۔  
امر سلطنت دیا امارت یا حکومت، کا طرف نااہل کے، پس  
منتظرہ قیامت کا“

ملاحظہ ہو۔ اس حدیث میں امانت کا ضائع کیا جانا۔ قیامت کی  
علامت ہے۔ امانت سے مراد شرع کی تکلیفیں، اور دین کے فرائض و  
احکام ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

امانت کی تشریح | اِنَّا عَوَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَالْجِبَالِ فَابْتِئْنَا أَن تَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَا مِنْهَا وَحَمَلَهَا  
الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ (پا ۶۴)

”تحقیق پیش کیا ہم نے امانت کو آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں  
پر۔ تو انہوں نے اس کے (بوجھ کے، اٹھانے سے انکار کر دیا۔  
اور اس سے ڈر گئے۔ اور آدمی نے (بے تامل، اس کو اٹھا لیا  
بیشک وہ اپنے حق میں، بڑا ظالم اور نادان دہی، تھا۔“

در اصل امانت توحید الہی ہے۔ اور توحید کے ماتحت تمام فرائض اور  
احکام خداوندی ہیں۔ یہی چیز اللہ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی  
اور فرمایا۔ کہ ان احکام و فرائض کو مع ان کی ذمہ داری کے قبول کرو۔  
اللہ کے فرائض و احکام اور ان کی ذمہ داری کا بوجھ اتنا بھاری ہے۔ کہ  
آسمان، اور زمین، اور پہاڑ، اس بوجھ سے لیز گئے۔ اور عرض کیا۔  
اے رب منعال! ہم اس امانت کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے، پھر  
اللہ تعالیٰ نے اس بوجھ کو آدمی پر پیش کیا۔ تو اس نے اٹھا لیا۔  
حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ سہ

آسماں بار امانت تو انست کشید

قرعہ قال بنام من دیوانہ زدند

”کہ امانت کا بوجھ آسمان (زمین اور پہاڑ) نہ اٹھا سکے۔ اس

امانت کے بوجھ کا قرعہ مجھ دیوانے انسان کے نام نکل آیا“

یعنی انسان نے محبت الہی کے جنون میں ساتوں آسمانوں، زمینوں

اور پہاڑوں، کو چکنا چور کر دینے والے بوجھ کو اٹھا لیا۔ کیا خوب

کہا گیا ہے۔ سہ

میں گرچہ ناقواں ہوں لیکن بارِ کائنات  
میرے سوا کسی سے اٹھایا نہ جلٹے گا

الحاصل انسان نے توحید —  
فرائض اور احکام کی ذمہ داری

کو اٹھالیا ہے۔ خوب یاد رکھیں۔ کہ جو شخص قرآن مجید کو کلام اللہ مانتا ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے رسول یقین کرتا ہے۔ اس نے سارے قرآنی احکام کی امانت کو قبول کر لیا ہے۔ اور ذمہ داری کے ساتھ ان کی ادائیگی کا اقرار کر لیا ہے۔ پھر قرآن کو قانونِ الہی ماننے والے پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کے تمام اوامر کو عمل میں لائے۔ جب عمل میں لائے گا۔ تو قرآن کی امانت کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اور جو صرف قرآن کو کلام الہی تو مانتا ہے۔ لیکن اس کے احکام کو عمل میں نہیں لاتا۔ تو وہ امانت کو ضائع کرنے والا ہے۔ نوٹ کر لیں۔

توحید خداوندی :- کہ اللہ واحد انبہار کی ذات ،  
یہ سب امانتیں ہیں | اور صفات میں کسی کو شریک نہ کریں۔ اگر کسی قسم

کا شرک بھی ہو گیا۔ تو توحید کی امانت ضائع ہو جائے گی۔

افسوس! آج کل لوگوں کے عقائد و اعمال میں شرک بہت آگیا ہے  
مسلمان، بزرگوں و ولیوں کو مصائب و حوائج میں پکارتے ہیں۔ رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر، موجود، عالم الغیب، دافع البلاء  
والبوار، القحط و المرض و الالم مانتے ہیں۔ نور من نور اللہ کہتے ہیں،  
یعنی خدا کا جز، قبروں پر لاکھوں کی تعداد میں حاضر ہو کر بزرگوں کا

عرس مناتے ہیں۔ ان کی قبروں پر روتے۔ گرد گراتے۔ سجدے کرتے۔ نذیر،  
 نیازیں چڑھاتے۔ نقدی نچھاور کرتے، اور صاحبِ قبر سے حاجتیں مانگتے  
 ہیں۔ ان شرکیہ افعال سے توحید کی امانت ضائع ہو جاتی ہے۔ سچ فرمایا  
 حضورؐ نے۔ کہ امانت کا ضائع کیا جانا قیامت کی نشانی ہے۔ توحید کی  
 امانت کثرت سے برباد ہو رہی ہے۔ یہ قیامت کی نشانی ہے۔

توحید کے ماتحت نماز پنجگانہ۔ رمضان کے روزے، زکوٰۃ۔ حج، یہ  
 فرائض بھی امانت ہے۔ ان کو سنت کے مطابق ادا کرنا امانت کا ادا  
 کرنا ہے۔ اور ان کا ترک امانت کا ضائع کرنا ہے۔ کروڑوں مسلمان ان  
 احکام سے بے نیاز و لاپرواہ ہو کر امانت کا ضیاع کر رہے ہیں۔ یہ  
 علامتِ قیامت ہے۔

پھر ہاتھ پاؤں، کان، آنکھ، زبان۔ یہ بھی امانت ہے۔ اگر ان  
 اعضاء کو جائز استعمال کریں گے۔ تو امانت کی ادائیگی ہوگی۔ اور ان  
 کا غیر شرع استعمال امانت کی بربادی اور خرابی ہے۔

تمام حقوق اللہ، اور حقوق العباد بھی امانتیں ہیں۔ ان کو پورا  
 کرنا ادائے امانت ہے۔ اور تلف کرنا ضیاع امانت ہے۔ یاد رہے  
 کہ تمام زندگی امانت ہے۔ اسے اللہ کی مرضی کے مطابق گزار کر  
 امانت پوری کریں۔ جو لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں گزرے گا۔ وہ  
 امانت کو تلف کر دے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے، جو دم غافل سو دم  
 کافر۔ یعنی جو دم معصیت الہی میں گزرا۔ وہ اللہ کی ناشکری میں  
 گزرا۔

حضور انورؐ نے حدیث میں درست فرمایا۔ إِذَا ضَلَّتِ الْأَمَانَةُ

فَأَسْتَبْطِرُ الشَّاعَةَ۔ ”جب امانت ضائع کی جائے گی۔ پس منتظر رہ  
قیامت کا۔ دیکھ لیں۔ امانت کا کتنا بڑا ضیاع ہو رہا ہے۔ ایک فی ہزار  
بھی امانت کو پورے کرنے والے نہیں ہیں۔ سہ

جگمگاتے ہوئے اشکوں کے دیوں سے سرشام

آرزوؤں کے مزاروں پہ چراغاں ہوگا

حدیث بالا میں اعرابی نے پھر

سوال کیا۔ کَيْفَ رِضَاعَتُهَا۔

امورِ سلطنت نااہلوں کو سونپنا

اے اللہ کے رسول! کس طرح ہوگا ضائع کرنا امانت کا؟

آپ نے فرمایا۔ إِذَا دُسِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ۔ ”جب سونپا

جائے گا امر سلطنت طرف نااہل کے“

یعنی جن میں شروط استحقاق نہیں پائی جاتیں۔ ان کو امور سلطنت

تفویض کئے جائیں۔ مانند عورتوں، لڑکوں، جاہلوں، بخیلوں، نامردوں،

فاسقوں، فاجروں، زانیوں، شرابیوں، اور بے دینوں کے۔

اپنے ملک کے امور سلطنت جن کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھ لیں

وہ کون ہیں؟ کیسے ہیں؟ کیا ان امور ریاست کے سرانجام دینے کی

اہلیت ہے؟ دور نہ جلیئے۔ ابھی کل کی بات ہے۔ پاکستان کے صدارتی

انتخاب کے لئے سارے ملک کے لیڈروں، اور سیاسی جماعتوں نے مع

جماعت صالحین قائد اعظم مرحوم و مغفور کی بہن مس فاطمہ جناح کو

کھڑا کر دیا۔ اور فرشتوں کی جماعت کے امیر المؤمنین نے فتوے سے دیا

کہ عورت کو سربراہ و مملکت بنانا جائز ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بخاری شریف میں فرمایا:-

”وہ قوم جو عورت کو سربراہ سلطنت بنائے گی  
 لن یفلح - ہرگز فلاح نہ پائے گی“

لیکن امیر المؤمنین اتنے حیا نا آشنا نکلے۔ کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ اور یہی رٹ لگاتے  
 چلے گئے۔ کہ عورت کو سربراہ سلطنت بنانا جائز ہے۔ جائز ہے۔ جائز  
 ہے۔ ملک کے اندر یہ بہت بڑا حادثہ رونما ہوا۔ اور سب سے بڑی قیامت  
 کی نشانی قرار پائی کہ امر سلطنت نا اہل (عورت) کو سپرد کرنے لگے۔  
 بیشک قیامت قریب ہے۔

اس کے علاوہ عام شکایت ہے۔ کہ حکومت کے تمام حکموں میں بے شمار  
 نا اہل بھرتی کر رکھے ہیں۔ کام کی اہمیت، اور نوعیت کو سمجھتے نہیں وقت  
 کا خون کر رہے ہیں۔ اور عوام کو مشکل میں پھنسا رکھا ہے۔ سچ پوچھتے تو  
 نا اہلوں کا راج ہے۔ یہ بھی قیامت کا نشان ہے۔ آہ! سہ  
 اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی!!  
 یاں عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

## زمین عرب میں قیامت کے آثار

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
 تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ كَثُرَ الْمَالُ وَيَبْضُ حَتَّىٰ يُخْرِجَ الرَّجُلُ سُرُكُوَّةَ  
 مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّىٰ تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مَرُوجًا  
 وَالْأَهَارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِينُ أَهَابًا وَبَهَابًا

”حضرت ابی ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں قائم ہوگی قیامت، یہاں تک کہ کثرت سے ہوگا مال۔ اور بچے گا۔ یہاں تک کہ نکالے گا آدمی زکوٰۃ اپنے مال کی، پس نہ پائے گا کسی کو کہ قبول کرے اس کو، اور یہاں تک (مال کی کثرت ہوگی)، کہ ہو جائے گی زمین عرب کی سبز اور بارغ و بہار اور نہروں والی۔ نقل کی یہ حدیث مسلم نے، اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ (بھی) ہے۔ حضور نے فرمایا۔ پہنچے گی عمارت اور آبادی (مدینہ کی)، اہاب یا یہاب تک۔“ (یہ نام ہیں۔ مواضع نوارح مدینہ کے)۔

ملاحظہ ہو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یعنی قیامت سے قبل۔ لوگوں کے پاس مال کثرت سے ہو جائے گا۔ اور اس کثرت سے ہوگا۔ کہ ہے گا۔ یعنی بہت۔ بہت۔ بہت ہو جائے گا۔ مال کی کثرت، اور فراوانی کا یہ عالم ہوگا۔ کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر مستحق کو دینے کے لئے گھر سے نکلے گا۔ تو اس کی زکوٰۃ کو۔ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ یعنی سب کے سب ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں پتی ہو جائیں گے۔ پھر کون لے زکوٰۃ کو؟

دولت کی فراوانی اس حد تک پہنچ جائے گی۔ کہ عرب کی زمین دجہاں سوائے ریت کے، پانی، سبزہ، اور ہریاوں نام کو نہیں، سبزہ زار، مرغزار، اور بارغ و بہار بن جائے گی۔ اور اس کے سینہ پر نہیں بہیں گی۔ اور عمارتیں اور آبادی مدینہ شہر کے علاوہ اس کے گرد و نوارح کے مواضع اہاب اور یہاب تک پہنچ جائے گی۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو ہم حرف بحرف صحیح، اور درست پا رہے ہیں۔ دیکھئے۔ بہ نسبت انگریزی دور کے آج کل واقعی مال کی کثرت ہو گئی ہے۔ جن لوگوں کو آپ مکین، (یعنی کام کرنے والے۔ خدمت گار لوگ) کہا کرتے تھے، ان کے نیچے آج ستر ستر ہزار کی کاریں ہیں۔ اور ان کے مکانات، کوشیاں، جنگلے، زمینیں، مریچے اور ٹیوب ویل شمار سے باہر ہیں۔ اور سونا چاندی، اور مال و دولت، ان کے ہاں بہ ربا ہے۔ اور جو لوگ انگریزی زمانہ کے کھاتے پتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی مالی حالت، کا کسی تواج دریا سے مقابلہ ہو سکتا ہے۔ غربت بھی ضرور ہے۔ لیکن تھوری۔ جو ابھی زکوٰۃ لینے کو تیار ہے، لیکن وہ وقت بھی مطابق حدیث ضرور آنے والا ہے۔ کہ کوئی زکوٰۃ قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔ غالباً حضرت امام جہدی علیہ السلام کا دور ہوگا۔

ذرا ملک عرب کی حالت پر غور کریں۔ ان کی غربت، افلاس، اور تنگ دستی کا یہ عالم تھا۔ کہ حاجی لوگ واپس جاتے، اور چاول پکا کر ان کی بیچ پھوڑتے۔ تو عرب لوگ اپنے برتن لے آتے، اور کہتے کہ اسے زمین پر نہ بہاؤ۔ ہمیں دے دو۔ کوئی حاجی تریوز لے کر کھانا اور چھلکا زمین پر پھینکتا۔ تو عرب بچے آپس میں لڑ بھگڑ کر وہ چھلکے اٹھا کر لے جاتے۔ آج کل جو عرب ریاستوں کے شیخ ہیں۔ ان کے آبار بڑی مشکل سے وقت گزارتے تھے۔ نہ اچھی خوراک تھی کھانے کو۔ اور نہ سفر سے مکان بچنے رہنے کو۔

اب دیکھئے۔ دبئی۔ ابو ذبی۔ شارجہ۔ قطر۔ کویت۔ بحرین۔ الخبر۔ اہلیق۔ دہران۔ ریاض وغیرہ وغیرہ۔ اور مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ۔ غرض

تمام عرب ریاستیں۔ اور سعودی مملکت۔ یہاں ہن برس رہا ہے۔  
 زمین سونا اگل رہی۔ سونے کے دریا بہ رہے ہیں۔ حضور کا فرمان  
 کتنا سچ ثابت ہو رہا ہے۔ كَثُرَ الْمَالُ وَ يَفِيضُ۔ مال کثرت سے ہو  
 جائے گا۔ اور پھے گا۔ لفظ پھنے پر غور کریں۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَا  
 مُحَمَّدٍ وَ عَلَا اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

پھر یورپ کی مشینری، اور دیگر آلات سے سر زمین عرب میں پانی  
 کی بہتات بھی ہو گئی ہے۔ اور اسے سبزہ زار اور مرغزار بھی بنا دیا گیا  
 ہے۔ اور والیان مملکت، اور شیوخ کے محلات اور باغات دیکھ کر  
 بہشت کا گمان ہونے لگتا ہے۔ کتنی صداقت ہے مجر صادق نبی معظم  
 کے ارشاد میں۔ حتی تعود ارض العرب مروجا و انهارا۔ یہاں تک کہ  
 ہو جائے گی زمین عرب کی گل و گلزار، بارغ و بہار اور انہار بدوش۔  
 عرب کے شہروں کی عمارتیں بڑی صاف ستھری۔ خوب صورت اور  
 آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے چاروں  
 طرف معلموں کے فلک بوس محلات، تاجروں کے جاذب نظر مکانات،  
 اور دس دس منزلہ ہوٹلوں کی عمارتوں کو دیکھ کر بے ساختہ منہ سے  
 صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتا ہے۔ حرم کے قریب ہی  
 ایک شہرا ہوٹل ہے۔ جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اتنا بلند  
 ہے۔ کہ اوپر نظر کریں۔ تو پگڑھی گر پڑے۔ لاکھوں روپے سے تیار  
 ہوا ہے۔ یورپ کی عمارتیں اس کو سلام کہتی ہیں۔ فندق (ہوٹل) تیسیر  
 بھی عظیم الشان عمارت ہے۔ فندق الحرام بھی ماشاء اللہ اپنی مثال  
 آپ ہے۔ تمام سڑکیں لاہور کی مال روڈ سے خراج وصول کرتی ہیں۔

یہی حال مدینہ منورہ کے شہر کا ہے۔ جہرہ دیکھو، خوبصورت عمارتیں کھڑی ہیں۔ ہر عمارت پر نظر، چشم زرگس بن کر رہ جاتی ہے۔ مسجد نبویؐ کے ارد گرد خوبصورت، پر رونق بازار، اور خوشنما مکانات نظر نواز ہیں حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ تبلیخ المساکن اھاب او یھاب۔ یعنی پہنچیں گی عمارتیں اور آبادی مدینہ منورہ کے نواحی گاؤں اھاب یا یھاب تک۔ واقعی مدینہ منورہ کے نواح تک آبادی، اور عمارت اپنی شان و شوکت کے ساتھ جا پہنچی ہیں۔

قیامت سے پہلے اموال و ارزاق کی فراوانی، سر بنگل عمارتوں کا قیام، عرب کا باغ و بہار ہونا۔ پانی کی کثرت، دنیا کے مال و منال کی چاہت اور اسبابِ تعیش کی بہتات۔ یہ علاماتِ قیامت سے ہیں۔ دراصل جب لوگ دنیا کے زر و جواہر، اور مال و دولت کے بندے بن جاتے ہیں۔ تعیش ان کا اور ٹھننا بھوننا ہو جاتا ہے۔ تو دین میں ضرور سستی اور غفلت آجاتی ہے۔ یہی سستی غفلت اور بے اعتنائی دینِ قیامت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

نہر کوفہ سے سونے کا خزانہ نکلے گا

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْرَعَنَّ كَنْزَ مَنْ ذَهَبٍ فَمَنْ سَنَّوْ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْءٌ (بخاری - مسلم)

”حضرت ابی ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ فرات کھل جائے گا سونے کے خزانے سے، پس جو کوئی حاضر ہو وہاں اسے چاہیے

کہ نہ لے اس سے ۵

فرات سے سونے کا خزانہ نیکلے گا۔ یعنی فرات کا پانی خشک ہو جائے گا۔ اور اس کے نیچے سے سونے کا گنج نیکلے گا۔

ملاحظہ ہو:۔ یہ بھی قرب قیامت کے وقت ہوگا۔ کہ نہر فرات سے سونے کا خزانہ نیکلے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بہت سی خبریں۔ وحی بدوش خبریں۔ سو فیصد درست، اور صحیح نکل چکی ہوئی ہیں۔ جب آپ غار حرا سے نیکلے۔ تو دیکھا۔ کہ لوگ بکریاں، اور اونٹ، چرانے کے لئے بیجا رہے ہیں۔ آپ نے ان کو آواز دی۔ کہ میری بات سن جاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بہت دنوں سے غار حرا میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے نکلا ہے۔ اُو اس کی بات سن لیں۔ کہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ وہ گڑیے آپ کے پاس آگئے۔ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بھائیو! — تَوَلُّوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَمْلِكُوْا الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ —

بولو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ کوئی حاجت روا۔ مشکل کشا نہیں ہے۔ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے۔ اگر تم نے صدق و دل سے یہ بول ادا کر دیا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — تو تم عرب اور عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے۔

یہ سن کر وہ لوگ حیران رہ گئے۔ کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے، ہم اونٹ بکریاں چرانے والے ان پڑھ۔ جاہل۔ گنوار۔ عرب و عجم کے بادشاہ بن جائیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ناظرین! - غور کریں۔ کہ وقت آگیا۔ جب کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا ہر نیمروز صداقت کے آسمان پر پوری تابانی سے ضرور پڑ ہو گیا۔ کہ یہی اونٹ، اور بکریاں چرانے والے، روم، شام اور ایران کے تختوں پر بیٹھ کر جہاں بانی کرنے لگ گئے۔ مولانا حالیؒ نے اس واقع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا

ایسی ہی اور بہت سی باتیں جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی درست ثابت ہوئی ہیں۔ آپ کے فرمان پر تعجب نہیں کرتا چاہئے کہ یہ کیسے ہوگا۔ یا کیسے ہو سکتا ہے؟

نہر فزات سے سونے کا خزانہ ضرور نکلے گا۔ اب یہ اللہ کو معلوم ہے۔ کہ کتنی صدیاں اس فرمان کے ظہور میں باقی ہیں۔

پھر حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کوئی اس خزانے کے پاس حاضر ہو۔ وہ اس خزانے سے کچھ نہ لے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مال مسلمانوں کے لئے فتنہ اور آزمائش ہو۔ مغضوب مال ہو۔ مثل خزانہ قارونی کے، اور اس سے لینا باعث تنازع، اور تقابل ہو۔ جنگ و جدال اور خون خرابہ کا موجب ہو۔



زمین اپنے جگر کے ٹکڑے باہر نکال دے گی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَقُّوا  
الْأَرْضَ أَقْلًا ذَكَبِدَهَا أَمْثَالُ الْأَسْطُورِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

فِيحِي الْقَائِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا أَقْتَلْتُ فَيَحِي الْقَائِلُ فَيَقُولُ فِي  
هَذَا أَقَطَعْتُ رَهْمِي فَيَحِي السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هَذَا أَقَطَعْتُ يَدِي  
ثُمَّ يَدْعُوكَ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا (سبحم)

”حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باہر نکال دے گی زمین مکرٹے اپنے جگر کے  
(یعنی خزانے مدفون) مانند سونے اور چاندی کے سنتوں کے پس  
آئے گا قاتل (جس نے قتل کیا ہوگا لوگوں کو واسطے مال کے،  
پس کہے گا، اس مال کے لئے میں نے لوگوں کو (ناحق) قتل کیا تھا۔  
(بری چیز ہے یہ، نہ لے گا اس مال سے) پھر آئے گا کاٹنے والا  
ناٹے کا۔ پس کہے گا اس مال کے لئے کاٹا میں نے ناٹے کو۔ (بری  
چیز ہے یہ، نہ لے گا اس مال سے) پھر آئے گا چور، پس کہے گا۔  
اس مال کے لئے کاٹا گیا ہاتھ میرا۔ (بری چیز ہے یہ، نہ لے گا اس  
مال سے) پھر چھوڑ دیں گے اس مال کو، کہ زمین سے نکلا ہوگا۔  
اور نہ لیں گے اس سے کچھ“

ملاحظہ ہو:- اس حدیث میں قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بات  
بھی بتائی گئی ہے۔ کہ زمین افلاذ کبد یعنی اپنے جگر کے مکرٹے باہر نکال  
دے گی۔ مراد خلاصہ زمین کا یعنی مدفون خزانے زمین اگل دیگی۔ سونے  
اور چاندی کے خزانے کے انبار لگا دے گی۔ پھر ایک شخص آئے گا۔ اور  
دیکھے گا یہ مال سونا اور چاندی، پھر کہے گا۔ کہ یہی وہ مال ہے۔ جس کو  
حاصل کرنے کے لئے میں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے  
ڈاکے ڈالے تھے۔ اور لوگوں کو مارا تھا۔ یہ مال کوئی اچھی چیز نہیں ہے

کیا کروں گا میں اسے لے کر۔ وہ چلا جائے گا۔

پھر ایک شخص آئے گا۔ جس نے مال حاصل کرنے کے لئے رشتے ناٹنے کاٹے تھے۔ قطع رحمی کی تھی۔ وہ بھی مال کے انبار دیکھ کر کہے گا۔ اس مال کے حاصل کرنے کے لئے میں نے خون کے رشتوں کے حق مارے تھے باز آیا میں اس مال سے۔ یہ سراسر فتنہ ہے۔ وہ بھی چلا جائے گا۔

پھر ایک چور آئے گا۔ اور کہے گا۔ اس مال کو لے کر میں نے چوری کی سزائیں لائے کٹوایا تھا۔ مال کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ وہ نفرت کرتے ہوئے چلا جائے گا۔

چنانچہ تینوں اس مال کے انباروں میں سے کچھ نہ لیں گے۔ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

غرض وقت آٹھے گا۔ کہ مال کی بہنات اور کثرت کے سبب اس کی کوئی قدر نہ رہے گی۔ اس فتنے سے ہر کوئی گریز کرے گا۔

## قُرْبِ قِيَامَتٍ فِي زَمَانٍ جَلْدِي كَرِيْمٍ

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَوْمُ  
السَّاعَةَ حَتَّى يَتَقَارِبَ الزَّمَانُ فَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ  
كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَ  
تَكُونُ السَّاعَةُ كَالصَّبْرَةِ بِالسَّارِ (ترمذی شریف)

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک

کہ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے اجزا زمانے کے۔ (اس طرح) کہ گزریے گا برس مانند جبینے کے، اور گزریے گا مہینہ مانند ہفتہ کے اور گزریے گا ہفتہ مانند دن کے، اور گزریے گا دن مانند ساعت (گھڑی) کے۔ اور گزریے گی ساعت مانند آگ کے شعلہ اٹھنے کے۔

ملاحظہ ہو۔ مشہور ہے کہ آج کل گھٹتی کا پہرا ہے۔ ہر چیز گھاٹے میں خارے میں ہے۔ کسی چیز میں یمن اور برکت نہیں رہی۔ یہ بھی آثار قیامت سے ہے۔ کہ قیامت سے قبل زمانے کے اجزا۔ اوقات و احیان ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ سال مانند جبینے کے گزر جائے گا۔ دیکھ لیجئے۔ ابھی کل ۱۹۵۷ء تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹۶۰ء ہو گیا۔ اور ۱۹۶۰ء سے آگے ۱۹۶۰ء۔ اس طرح آ گیا ہے جیسے سو کراٹھے ہیں۔ واقعی سال جبینے کی طرح گزر رہے ہیں۔ آج ۱۹۶۰ء ہے۔ ابھی کل یہ سال پڑھا تھا۔ آج چند ماہ گزر بھی گئے ہیں۔ وہ سامنے دیکھتے ۱۹۶۰ء نظر آ رہا ہے۔ لوجی ۱۹۶۰ء کی جنتریاں بھی چھپ رہی ہیں، آہ!۔ عمر عزیز کا تنک بھی وقت کے دھارے پر برق رفتاری سے گزر رہا ہے۔

آسماں گردش میں ہیں مجھ کو مٹانے کے لئے  
چکساں ٹوچل رہی ہیں ایک دانے کے لئے

حضرت غالب نے خوب فرمایا۔

الہی زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے!

لورج جہاں پہ حرف مکر نہیں ہوں میں

سال و ماہ۔ انسان کو مٹانے کے درپے ہیں سے

ڈھیر دیکھے نگرخوں کی خاک کے  
واہ کیا نیرنگ ہیں افلاک کے  
(صبا لکھنوی)

شب و روز کی چکی میں پسنے والے مسافر سے  
یہ سوچ غافل کہ تو ہے نانی نہیں ہے گی کوئی نشانی  
بڑھا جو سیل فنا کا پانی، نشان مرقد کہاں رہے گا  
(برق دہلوی)

پھر ارشاد ہوا۔ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ۔ اور جمعینہ ہفتہ کی طرح گزرے گا۔  
آج پہلی تاریخ ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے۔ دس، پندرہ، بیس، اور تیس ہو گئی۔  
بس آن واحد میں ماہ گزر گیا۔ واقعی جمعینہ ہفتوں کی طرح گزرتے معلوم ہو  
رہے ہیں۔

وَيَكُونُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ۔ اور ہفتہ مانند دن کے ہوگا۔ یعنی ہفتہ ایسے  
گزر جائے گا۔ جیسے دن گزرتا ہے۔ ذرا ادھر دھیان کریں۔ جمعہ پڑھ کر  
آتے ہیں۔ تو جمعہ آجاتا ہے۔ واقعی جمعہ بڑی جلدی جلدی آتا ہے،  
سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ دن کی مانند گزرے گا۔  
وَيَكُونُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ۔ اور دن ساعت کی طرح گزر جائے گا۔  
یعنی ایک گھنٹہ کی طرح دن ختم ہو جائے گا۔ اس مضمون کو پڑھتے جانیے۔  
اور سوچتے جانیے۔ صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے، کہ ابھی سورج نکلا تھا۔  
فلاں کام بھی پورا نہیں کر سکے۔ کہ غروب ہو گیا۔  
اور گھنٹہ اس طرح گزر جائے گا۔ جیسے آگ بھڑکتی ہے، اور اس  
سے شعلہ اٹھ کر جلد ہی بیٹھ جاتا ہے۔

یہ تشریح ہے بِتَقَادِبِ التَّوَمَانِ - کی۔ اجزاء زمانہ کا ایک دوسرے کے قریب ہو جانا۔ سال نے جبینے کا قرب پالیا۔ اور جبینے نے ہفتے کا۔ اور ہفتے نے دن کا۔ اور دن نے ساعت کا۔ اور ساعت نے آگ کے شعلے کی اٹھان کا۔ اور ان تقاریب احیان و اوقات کے بین السطور میں۔ اسی نسبت سے انسانی زندگی کا چالان ہو رہا ہے۔ اٹھو! اٹھو! بہت سوچکے ہو۔

## الوداع

آگیا وقت اجل اے شوقِ دنیا الوداع  
 الوداع اے حسرتِ دل، اے تمنا الوداع  
 الوداع اے ساقی مے خانہ طویلِ امل  
 اے سرورِ بادہٴ اُمیدِ فردا الوداع  
 اے خمِ محرابِ ایوانِ خوش آئیں الوداع  
 اے شکوہِ رفعتِ قصرِ معنی الوداع  
 الوداع اے مسد و فرش و قبا و پیرہن  
 اے حریر و اطلس و کجواب و دینا الوداع  
 الوداع اے رنگِ وقت الوداع اے فرطِ شوق  
 رخصت اے جوشِ جنون و سیرِ صحرا الوداع  
 الوداع اے جکڑِ نیرنگیِ حینِ بتان  
 اے خیالِ عارض و زلفِ چلیپکا الوداع  
 الوداع اے عالمِ نیرنگیِ باغِ جہاں  
 اے نگاہِ دیدہٴ مجھو تمکاشا الوداع

عازم ملکِ عدم ہے اکبرِ خونیں جگر  
الوداع اے عمر، اے بزمِ احتیاءِ الوداع  
داکترِ الہ آبادی

جوانی پیری کی آغوش میں!

تقاربِ زمانِ کجی اے جوازِ طرازیٰ!  
وہ جوانیِ آخرش داغِ جدائی دے گئی

صبحِ پیری آ کہ اب شامِ جوانی ہو چکی!  
ولولے سب مٹ گئے، دل کی کلی مر جھا گئی

اب کہاں وہ راحت و تکلیفِ دورِ لادوا

اب کہاں وہ شادمانی، غمِ لذتِ فزا

اب کہاں وہ وحشت و صحرانوردی ہائے شوق

صورتِ ریگِ رواں وہ کوچہ گردی ہائے شوق

اب کہاں زیرِ سرِ شوریدہ وہ زانوفے یار

اب کہاں وہ دلِ کہاں وہ حسرتِ بوس و کنار

خواہشِ جتنی تھیں دل میں نذرِ حیراں ہو گئیں

حسرتوں کی بستیاں افسوس ویراں ہو گئیں

المدد اب بارِ عصکیاں سے بھکا جاتا ہوں میں

مرخمیدہ ہے سیہ کاری سے شرمانا ہوں میں

وہ جوانی جس کے ہم برسوں رہے خدمت گزار

جس کی شمعِ حسن کے وارفتہ تھے پروانہ وار

وہ جوانی سوز سے جس کا نہ خالی ساز تھا  
 جس کی جاں پرور وفاداری پہ ہم کو ناز تھا  
 وہ جوانی آخرش داغِ جدائی دے گئی  
 دل سے ذوقِ آرزو لٹے محبت لے گئی  
 صبحِ پیری تو نہیں صد شکر ایسی بے وفا  
 مانتا ہوں نام کو تجھ میں نہیں مکروِ ریا  
 اب تو آخر زندگی تک میرا تیرا ساتھ ہے  
 تیرا دامنِ وفا ہے اور میرا ہاتھ ہے  
 قبر میں بھی چین اور آرام سے سوئیں گے ہم  
 اور جوانی کے لئے ہرگز نہ پھر روئیں گے ہم  
 دیکھا! تقاربِ زماں نے ایک ماہ طلعتِ نوجوان کو آنا فنا پیری  
 کی آغوشِ سلا دیا۔ اور کس درد ناک لہجہ میں پیری کا مرثیہ پڑھوا دیا۔

## آثارِ قیامت کے عبرتِ نصائح

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِذَا اتَّخَذَ الْفُلُ دَوْلًا وَالْأَمَانَةُ مَغْمًا وَالتَّرَكُوهُ مَعْرَمًا وَتَعَلَّمُ  
 لِعِبْرِ الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَى أُمَّهُ وَأَدَّى صَدِيقَهُ  
 وَأَقْبَضَ أَبَاهُ وَظَهَرَ تِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْعَيْبِلَةُ  
 فَاسْقَهُمْ وَكَانَ رَعِيمُ الْعَوْمَرِ رَضًا لَهُمْ فَأَكْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ  
 شَرِّهِ وَظَهَرَ تِ الْقِيَمَاتِ وَالْمَعَارِزِ وَشَرِبَتْ الْخُمُورُ وَلَعَنَ

هَذِهِ الْأُمَّةُ أَوْلَهَا فَأَرْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا مَرَاءً وَرَزْزَلَةً  
وَخُفًا وَمَخْذًا وَهَذَا وَأَيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَارٍ قُطِعَ سِدْكُهُ  
فَتَتَابَعُ - (ترمذی شریف)

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ٹھیرائی جائیں گی غنیمتیں  
دولت، اور امانت غنیمت، اور ٹھیرائی جائے گی زکوٰۃ تادان  
اور جس وقت سیکھا جائے گا علم واسطے غیر دین کے (یعنی واسطے  
دنیاوی اغراض کے)، اور فرمان برداری کرے گا مرد اپنی بیوی کی  
اور خلاف کرے گا اپنی ماں کا (اسے رنج پہنچائے گا)۔ اور اپنے  
قریب کرے گا مرد دوست اپنے کو (واسطے، ہمنشین کے)، اور  
دور رکھے گا اپنے باپ کو (یعنی باپ سے موانست نہ رکھے گا)۔  
اور بلند ہوں گی آوازیں (اور باتیں) مسجدوں میں، اور سردار ہوگا  
قوم کا وہ، کہ فاسق ہے ان میں، اور ہوگا کفیل و رئیس قوم  
کا ارذل اور بڑا کمینہ ان کا۔ اور تعظیم کی جائے گی آدمی کی اس  
کی بُرائی کے ڈر سے۔ اور ظاہر ہوں گی (لوگوں کے درمیان) گانے  
والیاں، اور ظاہر ہوں گے باجے، (یعنی آلات گانے کے)۔ اور  
پی جائیں گی شراہیں، اور لعنت کرینگے پھلے اس امت کے پہلوں کو  
پس منتظر رہو ان باتوں کے ظہور کے وقت سرخ ہوا کے اور بڑے زلزلے  
کے، اور زمین میں دھنس جانے کے، اور صورت بدل جانے کے،  
اور پتھر برسنے کے، اور منتظر رہو اور نشانیوں کے، کہ پے درپے پہنچیں  
گی مانند لڑی جو اہر کے کہ ٹوٹ جائے ڈورا اس کا پس گرنے لگیں یہیم۔

## امورِ بالا کی تشریح

متذکرۃ الصدر امور جب بے حد کثرت اور بہتات کے ساتھ رونما ہوں۔ تو اس وقت قیامت کے آثار و علامات میں شمار ہوں گے۔ ورنہ کم و بیش ہر زمانے میں رہے ہیں۔ یہ سب باتیں بڑھی نصیحت آموز اور عبرت زا ہیں۔ جب ان کا ظہور ہو۔ تو اصلاح کے لئے تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اور معاشرے کو تقویٰ اور اتباع سنت کے مواعظ کے جام پلانے چاہئیں۔ ان امور کی تفصیل یہ ہے۔ کہ قیامت سے قبل یہ باتیں کثرت سے پھیل جائیں گی۔

① جب بھڑائی جائیں گی غنیمتیں دولت۔ یعنی غنیمتیں جو شرعاً نازیوں میں تقسیم ہونی چاہئیں۔ وہ اہل مناصب اور اغنیاء بھی لے جائیں گے۔ اور بے دریغ اپنے مصرف میں لائیں گے، اور فقراء، مساکین اور ضعیف محروم رہ جائیں گے۔ حاصل کلام یہ کہ غنائم صرف، حق داروں تک ہی محدود نہ رہیں گے۔ بلکہ دوسرے امیر، متمول، کھاتے پیتے لوگ بھی انہیں کھا جائیں گے۔

② جب بھڑائی جائے گی امانت غنیمت۔ یعنی امانتوں میں لوگ خیانت کریں گے۔ اور اس خیانت کو غنیمت جانیں گے۔

③ اور بھڑائی جائے گی زکوٰۃ تاوان۔ یعنی زکوٰۃ کا ادا کرنا لوگوں پر سخت شاق گزرنے کا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کو چٹی، تاوان، جرمانہ اور ڈنڈے کے برابر سمجھیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ تو نہایت خوشی سے ادا کرنی چاہیئے۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت جسم کی رگ رگ میں فرحت اور

انبساط کی لہر دوڑنی چاہیے۔ کہ اللہ نے مال دیا۔ تو زکوٰۃ دینے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ لیکن برعکس چین اور فرحت کے زکوٰۃ نکالتے وقت جس کی روح بھی ساتھ نکل رہی ہو۔ اور طبیعت پر منوں بوجھ پڑ گیا ہو۔ کہ ماٹے مرچلے۔ ہزار روپے سے پچیس روپے کم ہو جائیں گے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا کرنا ڈنڈا بھرنے کے مترادف ہے۔ یہ ذہنیت ایک سچے مسلمان کی نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن کئی بخت بد، اس ذہنیت کے بھی ہیں، اور جو بالکل زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ ان کا تو مسلمانوں میں ذکر نہیں ہے۔

۴) اور جس وقت سیکھا جائے گا علم واسطے غیر دین کے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے۔ کہ دنیاوی صدقہ علوم لوگ سیکھیں گے، جن سے دنیا کی جاہ، مرتبہ، عزت، ترقی، نوکری، ملازمت، تجارت، اور حکام رسی حاصل ہو۔ چنانچہ آج کل لاکھوں سکولوں اور کالجوں میں یہی دنیاوی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر، اور لائق بن کر لوگ دنیا کے بڑے بڑے مرتبوں پر پہنچ گئے ہیں۔ حکومت کے کل پرنٹس بن کر داد عیش دے رہے ہیں۔ اور ان علوم کی بدولت ان پر من برس رہا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ کہ دین کا علم بھی پڑھ کر دنیا کمانے کے لئے کام میں لایا جائے گا۔ اور جو کچھ قرآن اور حدیث میں ہے، اسے حق حق بیان نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اسے ٹوڑ موڑ کر غیر دین لپٹا کر پیش کیا جائے گا۔ اور اس کے بین السطور میں پیٹ کا دھندا چلایا جائے گا۔ جلب زر کی جوئے شیر بہائی جائے گی۔

۵) اور فرمان برداری کرے گا مرد اپنی بیوی کی۔ اور خلافت کریگا اپنی ماں کا۔ یعنی مرد اپنی بیوی کا اس حد تک فرمان بردار بلکہ ایک طرح

کا غلام بن جائے گا۔ کہ وہ اس کی ہر جائز، ناجائز خواہش کو پورا کرے گا اور اس کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کرے گا۔ خواہ وہ حکم خلافت شرع ہی کیوں نہ ہو۔

بیگم!۔ میں صاحب! ہمارا ارادہ آج فلم دیکھنے کا ہے۔  
میں صاحب!۔ بیگم صاحبہ! مجھے آج ایک ضروری کام ہے۔ کل ہی!  
بیگم!۔ ہیں!۔ ذرا گریج کر۔ کیا کہا؟  
میں صاحب!۔ ابھی ٹکٹ منگوا لیتا ہوں۔ کہیں ریش نہ ہو جائے،  
آپ تیار ہو جائیں!۔

ایسے ہی موقع پر حضرت اکبر الہ آبادی نے کہا ہے۔ سہ  
اکبر دے نہیں کہی سلطان کی فوج سے  
لیکن شہید ہو گئے بی بی کی فوج سے

فوج کے معنی ہیں طوفان، آندھی،۔ حضرت اکبر  
خود سر آزاد بیبیاں | الہ آبادی نے خوب فرمایا۔ کہ اکبر کسی بادشاہ کی  
فوج سے نہیں دے تھے، لیکن بی بی جب طوفان، اور آندھی بن کر مسلط  
ہوتی ہے۔ تو اکبر شہید ہو جاتے ہیں۔ یعنی اکبر سلطان کی فوج سے کہی  
دے نہیں۔ لیکن بی بی کی فوج سے شہید ہو گئے۔

یہ ہیں وہ خود سر، مادر پدر آزاد بیبیاں، جو خاندوں کو اس حد تک  
مرعوب بلکہ مغلوب، بلکہ محکوم بنا کر رکھتی ہیں۔ کہ وہ ان کے قدموں  
پر بھجے رہتے ہیں۔ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے، ان کے کہنے پر رات کو  
دن کہتے، اور دن کو رات بتاتے ہیں۔

اس طرح کی بے جا فرما برداری کا ذکر ہی جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے اوپر کی حدیث میں کیا ہے۔ کہ مرد عورت کی اطاعت کریگا۔ اور خلاف کرے گا اپنی ماں کا۔

یہ بات حد درجہ مذموم، اور وجہ بی بی پر اہل اور ماں سے متنفر

ناراضی رب العالمین ہے، کہ بیوی کی طرف اتنا جھک جانا۔ اتنا مرعوب و محکوم ہو جانا۔ کہ پاس اپنی ماں بھول ہی جائے۔ بیوی کے اشارہ ابرو پر قربان ہو ہو جائے، اور ماں بار بار کوئی بات کہے۔ ادھر توجہ ہی نہ کرے۔ والدہ بیمار ہے۔ اسے بخار، کھانسی، اور سردی ہے۔ ایک گوشہ مکان میں چند روز سے چارپائی پر پڑی ہے۔ بیٹا ہے۔ کہ اس کی خبر تک نہیں لیتا، اور بیوی کے زکام کے لئے شیشی لئے ڈاکٹر کی دکان پر چکر لگاتا ہے۔ یہ روش مذموم ہے۔ جسے حضور نے قرب قیامت کی نشانی بتایا ہے۔ کہ بیوی کی اطاعت ہوگی، اور ماں کی مخالفت۔ خردار! بیوی کی محبت اور اس کے حقوق اپنی جگہ درست ہیں، اور ماں کی اطاعت اور اس کی خدمت کے فرائض اپنی جگہ ہیں۔ قرآن نے کہا ہے۔ وبالوالدین احساناً ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو :

بعض مردوں میں یہ نظریہ کار فرما ہے۔ کہ عورت لونڈی ہے۔ پاؤں کی جوتی ہے۔ اسے دبا کے ہی رکھنا چاہیے۔

بیوی کا مقام اور اس کے حقوق کی نگہداشت اور اگر جوتی پوری آگئی تو بہتر۔ ورنہ اور جوتی سہی۔ یہ نظریہ مشرکین مکہ کا تھا۔ اول تو وہ عورت کو بائخ ہولے ہی نہیں دیتے تھے۔ پیدا ہوتے ہی گڑھا کھود کر دفن کر دیتے تھے، اللہ نے اس مظلومہ کی حمایت میں

فرمایا۔ وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سَأَلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ مُّتَمَّتْ - اور زندہ درگور کی ہوئی لڑکی پوچھی جائے گی۔ کہ کس گناہ کے بدلے ماری گئی؟ یعنی زندہ گاڑنے والے کے سامنے بھی کو لا کر پوچھا جائے گا۔ کس گناہ کے بدلے تیرے والد نے تجھے زندہ گاڑ دیا تھا۔ گویا پوچھا باپ جائے گا۔ کہ تم نے کس جرم کی پاداش میں اسے زندہ گاڑا تھا۔ دیکھئے! - اللہ تعالیٰ پیدائش سے ہی عورت کی حمایت پر ہے۔

دور جاہلیت میں عورت کی حالت زار اختیار ذلیل اور خوار سمجھا جاتا

تھا۔ اسے گناہ کا پھل کہتے تھے۔ اسے نہ جا سیداد سے حصہ دیتے نہ اسے خرید و فروخت اور رہن بیع کا اختیار تھا۔ جب اس کے ایام ہوتے، تو اسے ایک علیحدہ کمرہ میں جگہ دیتے، کہ وہیں بسے، پکاتے، اور کھائے گھر کے دوسرے حصے میں اسے قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ جب ایام گزر جاتے۔ پھر یہ گھر کا کام کاج کرتی۔ سب کا کھانا پکاتی اور کھلاتی تھی۔ جناب رحمت عالم فرماتے ہیں جس

اسلام نے عورت کو عزت بخشی | کی ہو ایک بیٹی دبخاری شریف

میں دو یا دو سے زیادہ کے لئے بھی یہی حکم ہے، پھر نہ گاڑا اس کو زندہ۔ اور نہ حقیر۔ اور ذلیل رکھا اس کو، اور نہ تزیین دی۔ دکھلانے پلانے وغیرہ میں، اس پر اپنے لڑکوں کو۔ داخل کرے گا اللہ اس کو بہشت میں۔ (البوداؤد)۔

اسلام نے آکر عورت کو فرشِ ذلت سے اٹھا کر تختِ عزت پر بٹھا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ جو کھاؤ اسے کھلاؤ۔ اور جو پیو اسے پلاؤ۔ جو پہنو



لئے اللہ نے بخشش اور اجر تیار کر رکھا ہے۔  
 عورت کی اسلام میں کتنی قدر اور عزت قائم کر دی گئی ہے۔ بالکل  
 مردوں کی طرح اسے ہر عبادت کا اجر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے، مردوں  
 کے دوش بدوش عورت عبادت میں شامل ہے۔ اور اس لحاظ سے  
 اس نے بڑا مقام حاصل کر لیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہتر تمہارے وہ ہیں۔ کہ بہتر ہوں اپنی  
 عورتوں کے لئے۔ (ترمذی)

مرد کا عورت کے ساتھ بہتر ہونے کا  
**عورت سے نرمی برتنی چاہیے** | یہ مطلب ہے۔ کہ عورت کو کھلائے،

پلائے، اور کھائے۔ حیثیت کے مطابق اسے کپڑے بنوا کر دے۔ اسے ہر  
 طرح خوش و خرم رکھے۔ جب کہ وہ ماں باپ، بہنوں، بھائیوں، اور  
 خون کے رشتہ داروں کو چھوڑ کر خاندان کی ہو چکی ہے۔ اب اس خاندان کو  
 چاہیے۔ کہ عورت کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ کرے۔ ایسے اچھے صن سلوک سے  
 پیش آتا رہے۔ کہ وہ اپنے تمام رشتہ داروں کی محبت بھول جائے، اور  
 خاوند اور صرف خاوند ہی کی ہو کر رہ جائے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا  
 ہے۔ کہ خاوند عورت کے حق میں اس کے جملہ اعزہ و اقارب کی محبت اور  
 خیر خواہی کا مجموعہ بن جائے۔ اور اسے محبت کے ازم میں بسائے رکھے۔  
 مرد عورت کو طعنے، الہنے، گالی گلوچ نہ دے، اسے مارے نہیں، زد و کوب  
 نہ کرے۔ دھکے نہ دے۔ بالوں سے پکڑ کر نہ کھینچے۔ دھپڑ نہ مارے، گھر سے نہ  
 نکال دے۔ اس کی دل آزاری نہ کرے۔ اس کا دل نہ دکھائے، اس کے

ماں باپ، بہن بھائیوں کو برا بھلا نہ کہے۔ انہیں گالی نہ دے، عورت بیمار ہو جائے۔ تو حتی الوسع علاج سے دریغ نہ کرے۔ جس طرح اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے اسی طرح اس کی جان کو عزیز رکھے۔ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس کے لئے بھی پسند کرے۔ اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق اسے پورا پورا آرام اور آسائش پہنچائے۔ اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ غلطیاں معاف کرے۔ کیونکہ یہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ برسی شان اور عظمت والا ہے۔ اسے بڑے حوصلے کا مالک ہونا چاہیے۔

خوب یاد رکھیں۔ کہ عورت لونڈی نہیں ہے۔

**عورت لونڈی نہیں**

اور نہ پاؤں کی جوتی۔ جو شخص اسے لونڈی یا پاؤں کی جوتی سمجھتا ہے۔ کیا وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کی بہن یا بیٹی کو اس کا بہنوئی یا داماد، لونڈی بنا کر رکھے۔ اور پاؤں کی جوتی کا درجہ دے۔ عورت کو اتنا ذلیل سمجھنا۔ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اس ترقی کے دور میں جب عورت اکتساب علوم سے پوری طرح بہرہ ور ہو چکی ہے۔ اگر اسے لونڈی باندی کا درجہ دیا۔ تو وہ بغاوت کر جائے گی۔ پھر مرد کے لئے اس فتنہ پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔

عورت کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔

**عورت خاوند کا مقام نگاہ رکھے**

کہ وہ خاوند کا مقام نگاہ رکھے

اللہ نے فرمایا ہے۔ **الْبِرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى الْمَسَاءِ**۔ "مرد عورتوں کے قوام ہیں۔ قوام کے معنی سردھرے، سرپرست، آقا، مالک، حاکم، پھر فرمایا۔

**وَاللِّبْرَجَالُ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ**۔ "اور مردوں کو عورت پر

فوقیت ہے۔"

مرد کے اس مقام کے پیش نظر عورت کو خاوند کا از حد ادب و احترام بجالانا چاہیے۔ اس کی تابعداری اور اطاعت کرنی چاہیے، اس کا حکم ماننا، اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کرنی چاہیے، خاوند جہاں چاہے، عورت وہاں جائے۔ جہاں سے منع کرے وہاں نہ جائے۔ جس کو خاوند گھر آنے کی اجازت دے۔ عورت بھی اس کا آنا پسند کرے۔ خاوند جس کا گھر آنا برا جانے عورت بھی اسے نہ آنے دے۔ خاوند کے آگے زبان درازی کرنا۔ اس کے سر چڑھنا۔ اس کی مخالفت کرنا۔ اسے دکھ دینا، رنج پہنچانا۔ اسے پریشان کرنا۔ اس سے بحث اور جھگڑا کرنا۔ اس پر شک اور شبہ کرنا۔ اس کی ٹوہ میں رہنا۔ تجسس کرتے پہننا عورت کے لئے شرعاً ناجائز ہے۔ اگر وہ ان باتوں کی پروا نہ کرے گی۔ تو گنہگار ہوگی۔ اور اپنے لئے تکلیفوں اور مصیبتوں کے دروازے کھول لے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی کو، کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ (یعنی اگر سجدہ سوا اللہ کے کسی کے لئے جائز ہوتا، تو میں حکم کرتا عورت کو، کہ خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی) اس سے خاوند کا مقام خوب واضح ہو گیا ہے۔

حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہوئی کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت مرے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو۔ داخل ہوگی بہشت میں۔ (ترمذی) خاوند کی معروف میں اطاعت کر کے اسے خوش کرنا جنت میں جانے کا موجب ہے۔

حدیث منذکرۃ الصدقہ میں بات اتنی قطعی۔ کہ فرماں برداری کرے گا

مرد اپنی عورت کی، اور خلافت کرے گا اپنی ماں کا۔ اس کی تفصیل میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق جن بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ماں کی حیثیت بھی بتا دی گئی ہے۔ بیوی کی بے جا اطاعت پر بھی روشنی ڈال دی گئی ہے۔ اور خاوند کا مقام اور اس کی اطاعت کرنا بھی واضح کر دیا ہے تاکہ قارئین کرام کو ہر بات کا صحیح محل معلوم ہو جائے۔

⑥ ” اور اپنے قریب کرے گا مرد دوست اپنے کو۔ اور دور رکھے

کا اپنے آپ کو۔“

مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے دوست کے ساتھ خوب خوب اختلاط ارتباط رکھے گا۔ اس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوگا۔ اس کی موالست اور ہم نشینی کا دم بھرے گا۔ لیکن باپ کے ساتھ موالست اور مصاحبت نہیں رکھے گا۔ باپ کی بے حد خواہش ہوگی۔ کہ اس کا بیٹا اس کے پاس ایک آدھ گھنٹہ بیٹھا کرے۔ باہم باتیں ہوں، اور غم غلط ہو، لیکن بیٹا باپ کی یہ آرزو پوری نہیں کرے گا۔ اسے دوستوں کے جھبیلوں سے نصرت ہی نہیں ہوگی۔ کہ باپ کی بات بھی سن سکے۔ ع

الہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے

⑦ ” اور بلند ہوں گی آوازیں مسجدوں میں۔“

دیکھئے۔ آج کس زور شور سے مساجد میں نعت خوانی ہوتی ہے اور بلند آواز سے مولوی گا گا کر شعر پڑھتے ہیں۔ یہ مساجد کے احترام کے منافی ہے۔ اور ویسے بھی مولویوں کو مساجد میں گلو کاری زیب نہیں دیتی۔ ریڈیو پاکستان کے سیشنوں پر دنیا جہاں کے گلو کار اکٹھے جمع ہو چکے ہیں۔ گلو کاری کے لئے ان سے کون بڑھ سکتا ہے۔

⑧ "اور سردار ہوگا قوم کا وہ کہ فاسق ہے ان میں"

یہ بھی عام ہے۔ کہ قوم، محلہ، شہر، حلقہ وغیرہ کے سردار، چوہدری اور لیڈر عموماً فاسق و فجار ہی ہیں۔

⑨ "اور ہوگا کفیل و رئیس قوم کا ارڈل اور برا کمینہ ان کا"

بیشک سیادت رذیلوں کے ہاتھ میں ہے۔

⑩ "اور تعظیم کی جائے گی آدمی کی اس کی بُرائی کے ڈر سے"

بعض آدمی اتنے بڑے، شریر، شترکینہ، اور خلق آزار ہوتے ہیں کہ لوگ ان کی بُرائی سے بچنے کے لئے ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ شر کے خون سے ان سے صاحب سلامت رکھتے ہیں۔

⑪ "ظاہر ہوں گی گانے والیاں"

پہلے تو بیابا ہوں، شادیوں کے موقع پر لوگ گانے والیوں کو بلایا کرتے تھے۔ اور بڑے اہتمام سے رات کو مجرے ہوتے تھے، آج کل ریڈیو پاکستان پر سارے ملک کی گانے والیاں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ یہ مغنیات غزلیں گاتی اور سننے والوں کے دل لہجاتی ہیں۔ بیشمار گانے والیاں سارے ملک کے ریڈیو سٹیشنوں پر نغمہ سرا ہیں۔ اس طرح گھر گھر گانا ہو رہا ہے۔ کوئی گلی کوچہ۔ بازار، قریہ گانے سے خالی نہیں رہا۔ بازاروں میں، دکانوں پر صبح سے لے کر رات کے بارہ بجے تک ریڈیو خاموش نہیں ہوتے۔ یہ ایمان سوز فضا برابر قائم رہتی ہے۔ اور اب تو ٹیلی ویژن بھی عام ہو رہا ہے۔ جس پر گانے والی نہ صرف آواز سے ہی سننے والوں کو مسحور کرتی ہے۔ بلکہ اپنی ایمان ربا تصویر سے بھی دیکھنے والوں کو شکار کرتی ہے، اب آگے آگے دیکھئے۔ کیا ہوتا ہے۔

⑫ ”اور ظاہر ہوں گے باجے“

یعنی مزامیر، آلات موسیقی، مثل چنگ و رباب، ہارمونیم، سارنگی، بانسری، بین، طبلہ، طنبورہ، عود، یہ سب حرام ہیں۔ ان کی تجارت، ان کا بیجانا، ان کا سفنا بھی حرام ہے۔ افسوس! آج کل یہ مسلمانوں کی تفریح کا سامان ہے۔ جب تک ساز نہ بچ رہا ہو۔ کھانا کھانے کا لطف نہیں آتا۔ ہر شخص کے ہاتھ میں، سائیکل پر، موٹر میں، بسوں اور لاریوں میں، کھیتوں میں، ساز بچ رہا ہے۔ کوئی جگہ ملک کے اندر خالی نہیں۔ جہاں گانا اور ساز اپنا رنگ نہ دکھا رہے ہوں، دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سازوں کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں:-

ارَبُّ اللّٰهِ بَعَثَنِي رَحْمَةً وَ هُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ وَ اَمَرَنِي اَنْ اَمْحَقَ  
الْمَزَامِيْرَ وَ الْبَرَاطِيْطَ وَ الْمُعَازِفَ وَ الْاَوْثَانَ الَّتِيْ كَانَتْ تَعْبُدُ  
فِي الْجَاهِلِيَّةِ - (مسند احمد)

”اللہ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت، اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے، کہ میں تمام باجوں گاجوں کو، برابط کو اور آلات لہو و لعب کو، اور بتوں کو مشادوں جن کی زمانہ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی“

معلوم ہوا۔ حضور النور نے مزامیر، برابط، اور معازف سب کو مشاد دیا ہے۔

مزامیر، مزمار کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں بانسریاں، باجے، گانے والوں کے ہر دور کے ہر قسم کے ساز، قوالوں کے تمام آلات طرب۔  
برابط۔ برابط کی جمع ہے۔ سارنگی۔ عود ایک باجہ ہوتا ہے۔

معاذت۔ آلات لہو و لعاب۔ گانے بجانے کا ساز۔

جن چیزوں کو رحمت للعالمین نے حرام کیا۔ ان سے منع کیا۔ ان کو مٹایا۔ وائے برحائل ما۔ ہم نے ان چیزوں کو زندہ کیا ہے، اور ان سے حظ اٹھا رہے ہیں۔ اسے روح کی غذا بنا رہے ہیں۔ یہ باتیں قیامت کے آثار نہیں۔ تو اور کیا ہیں؟

۱۳ اور پی جائیں گی شرابیں۔

دیکھ لیجئے۔ آج کل شراب نوشی کا بہت زور ہے۔ ہر قسم کی شراب ہیا ہے۔ اور پی جا رہی ہے۔

۱۴ اور لعنت کریں گے پھلے اس امت کے اگلوں کو؟

یہ علامت کہ اس امت کے پھلے لعنت کرینگے

لا ائنة ملعونة جماعت

یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا وغیرہ پر رتوبہ۔ ہزار بار رتوبہ، لعنت کرتے ہیں۔ اور نابکار ان کو برا کہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّذِينَ  
اتَّبَعُوهُمْ يَأْخُذُونَ  
بِغَيْرِهَا وَاللَّهُ  
رَاضٍ عَنْهُمْ  
وَرَضُوا عَنْهُ  
وَأَعَدَّ لَهُمْ  
جَنَّاتٍ تَجْرِي  
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
خَالِدِينَ فِيهَا  
أَبَدًا ذَلِكَ  
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ  
— (پک ۲۶) —

”اور سبقت لے جانے والے (اسلام قبول کرنے میں) مہاجرین اور انصار سے، اور وہ لوگ کہ پیروی کی انہوں نے ساتھ ان

کے بھلائی کی۔ راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے  
 اللہ سے۔ اور تیار کئے ہیں اللہ نے ان کے لئے باغ، جن کے  
 تلے نہریں بہ رہی ہیں۔ (اور یہ) ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے  
 (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔“

غور کریں۔ اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کو جنتی کہہ رہا ہے اور ان  
 سے راضی ہو گیا ہے۔ اور ان کے متعلق خالد بن فیہا فرما رہا ہے کہ وہ  
 ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اور ان کے اس نیک انجام کو فوز عظیم  
 کا عنوان دے رہا ہے۔ کہ انہوں نے بڑی کامیابی پالی ہے۔

بقول قرآن صحابہ پر اللہ راضی ہو گیا۔ اور ان کو جنت سے دی  
 ہے۔ اور وہ کامیابی کی معراج کو پا گئے ہیں۔ ایسے جنتیوں کو جو لوگ  
 بُرا کہیں۔ اور ان پر لعنت بھیجیں۔ ان کے جہنمی ہونے میں کیا شک  
 ہو سکتا ہے۔؟

ایک اور جگہ ارشاد ہوا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ  
 تَحْتَ الشَّجَرَةِ - (سُورَةُ بَقَرَةَ ۱۱)

”البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ مومنوں (یعنی صحابہ) سے۔ جس  
 وقت بیعت کی انہوں نے تجھ سے درخت کے نیچے“

اس آیت میں بھی اللہ نے صحابہ کو اپنی رضامندی اور خوشی کی  
 سند عطا فرمائی ہے۔“

جن پر اللہ راضی ہو، جو بد بخت ان سے ناراض ہو، اور ان سے  
 بغض رکھے۔ اور انہیں بُرا بھلا کہے۔ اور زبانِ لعن دراز کرے۔ دوزخ

کی آگ ایسے فجار کے لئے بھڑک رہی ہے۔

۵۵۔ "پس ان باتوں کے ہونے کے نزدیک انتظار کر ہواٹھے سرخ کا اور بڑے زلزلوں کا، اور زمین میں دھنس جانے کا، اور صورت بدل جانے کا۔ اور پتھر برسنے کا۔"

یعنی جب برائیاں ہی برائیاں پھیل جائیں گی۔ نیکی کا نام و نشان نہ رہے گا۔ کفر ہی کفر، شرک ہی شرک، اور بے حیاتوں اور بدکاروں کی کالی رات چھا جائے گی۔ اس وقت سرخ آندھیاں چلیں گی، خوفناک آندھیاں، ملک کو برباد اور ویران کر دینے والی زہریلی آندھیاں۔

چنانچہ آج کل بھی مشرقی پاکستان میں آئے دن طوفانِ باد و باراں آتے رہتے ہیں۔ جن سے اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ اور ہزاروں جاہیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ یہی آندھیاں قیامت کے قرب میں۔ اور خطرناک صورت اختیار کر لیں گی۔

بڑے زلزلے بھی آثارِ قیامت سے ہیں۔ آئے دن اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ کہ فلاں ملک میں زبردست زلزلہ آیا ہے اور ہزاروں جاہیں ہلاک ہو گئی ہیں۔ جاپان۔ ترکی۔ اور دیگر مقامات پر خطرناک زلزلے آئے ہیں۔ اور آتے رہتے ہیں۔ کئی برس ہو گئے ہیں۔ زلزلے سے کوئی تباہ ہو گیا تھا۔ غرض زلزلے آنا بھی قیامت کے نشانات سے ہے۔

زمین میں دھنس جانا بھی آثارِ قیامت سے ہے۔ پچھلے دنوں اخبار میں پڑھا تھا۔ کہ ایران کے تین گاؤں زمین میں دھنس گئے تھے۔ یعنی زبردست زلزلہ آیا تھا۔ زمین پھٹ گئی اور آبادی اندر دھنس گئی۔ صورت بدل جانا۔ اور پتھر برسنا۔ یہ بھی قیامت کے قریب ہو گا۔

غرض یہ پندرہ نشانات جو اوپر مذکور ہوئے۔ قیامت کے چھوٹے نشانات ہیں۔ ان کو دیکھ سن کر خدا سے ڈریں۔ توبہ کریں۔ استغفار کریں۔ اور اس کے احکام کی بجا آوری میں لگ جائیں۔ قالوا بئلا۔ کا عہد اپنے اللہ سے باندھ چکے ہو۔ اس کے ایفانہ کا ہر دم خیال رکھو سے

صبح اٹھ کر آنسوؤں سے خون کے روتا ہوں میں  
دل کے نقشے میں وفا کا رنگ بھرنے کے لئے

معنوی طور پر تو ہم روسیاء کی صورتیں بدل گئی ہوئی ہیں۔ کہ ہمارے کثوت ہمیں بتا رہے ہیں۔ ایسے ہی شرک و بدعت، فسق و فجور، بے حیاتیوں اور بدکاریوں کے باعث اللہ کی لعنت اور خطگی کے پتھر بھی برس رہے ہیں۔ کہ ساری دنیا میں مسلمان رسوا اور ذلیل ہو چکے ہیں۔ مقامات مقدسہ۔ یہاں تک کہ قبلہ اول تک لاکھوں سے دے بیٹھے ہیں۔ بارہ کروڑ عربوں کے ذہن اور تعیش نے خود ان کو رسوا کر دیا۔ اور ان کی رسوائی نے روئے زمین کے مسلمانوں کی ناک کٹوا دی ہے۔ باقی راجا ظاہری مسیح اور ظاہری پھراؤ۔ اس کے لئے اللہ سے ڈرو استغفار کرو۔ عذابوں سے پناہ چاہو۔ اور نیکیوں کی توفیق مانگو، وہ نیکیاں جن سے وہ راضی ہو جائے۔

تذکرۃ الصدقہ حدیث کے غیر میں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ان پندرہ نشانیوں کے علاوہ اور نشانیاں بھی قرب قیامت کی پہنچیں گی۔ بے درپے مانند لڑی جو اہر کے۔ جس کا ڈورا ٹوٹ جائے۔ تو سب موتی پیہم ایک ایک کر کے گر جاتے ہیں۔

یعنی جس طرح موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے۔ تو ایک ایک کر کے

بچے بعد دیگرے سب موتی گر جاتے ہیں، اسی طرح قیامت کی نشانیاں ایک ایک کر کے بچے بعد دیگرے بلا توقف ظہور پذیر ہوں گی۔

بڑے بڑے آثار قیامت سے قبل عبرت کی دنیا میں کھو جائیں، اور موت سے پہلے مرنے کا سامان کر لیجئے۔

کارواں عمر کا ہے، رخت بدوش  
ہر نفس، بانگ کو بس رحلت ہے  
(حیا دہلوی)

لذائد عالم کون و فساد کے پالنائیں میٹھی نیند سونے والو سے  
محو ہو جائیں ابھی، سارے زمانے کے مزے  
چشم عبرت سے یہ دیکھے کوئی دنیا کیا ہے  
(غفور سنجلی)

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور | وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذُنُّ هَبِّ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبُ  
رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ اسْمِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ  
أَبُو دَاوُدَ فِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ وَلَمَّا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَلُ  
اللَّهُ نَعَانِي ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلًا مِثْلِي أَوْ مِنْ أَهْلِ  
بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمَهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمُ أَبِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ  
قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلَّتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں فنا ہوگی دنیا

یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے۔ موافق ہوگا نام اس کا نام میرے کے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہے گا دنیا سے، مگر ایک دن۔ تو البتہ دراز کرے گا اللہ اس روز کو یہاں تک کہ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس میں ایک مرد کو میرے نسب میں سے، یا فرمایا میرے اہل بیت سے، موافق ہوگا نام اس کا نام میرے کے، اور نام اس کے باپ کا نام باپ میرے کے بھروسے گا زمین کو داد و عدل سے جیسے بھری گئی ہے ظلم و جور سے۔

ملاحظہ ہو:۔ اس حدیث میں حضرت امام جہدی علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کہ قرب قیامت میں ان کا ظہور ہوگا۔ تمام عرب و عجم پر اسلامی جھنڈا لہرائے گا۔ روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہو جائے گا۔ ان کے عہد میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔ بالکل جس طرح ساری زمین ظلم و بے انصافی سے بھری ہوئی ہے۔ اسی طرح عدل اور انصاف سے بھر جائے گی۔

ان امام جہدی علیہ السلام کا نام رحمت عالم کے نام کے موافق ہوگا۔ یعنی محمد۔ اور ان کے والد کا نام نبی رحمت کے والد کے نام کے موافق ہوگا۔ یعنی عبداللہ۔ اور حضرت محمد جہدی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہوں گے۔ یعنی باپ کی جانب سے حتیٰ اور والدہ کی جانب سے حسینی ہوں گے۔



ہے۔ روشن رکشادہ، پیشانی، بلند بینی، بھر دے گا زمین کو عدل و انصاف سے، جیسے بدگئی ہے ظلم و ستم سے۔ مالک رہے گا زمین کا سات برس“

ملاحظہ ہو: حضرت امام جہدی علیہ السلام کی تبلیغ سے روئے زمین پر اسلام پھیل جائے گا۔ اور وہ سات برس تک حکومت کریں گے۔ —  
الوداؤد فرماتے ہیں۔ کہ بعضوں نے ہشام سے روایت کی ہے کہ امام جہدی علیہ السلام نو برس تک رہیں گے۔ یعنی خلافت کریں گے۔

**حضرت امام جہدی سے مسجد الحرام میں لوگ بیعت کریں گے** | وَعَنْ أَمْرِ  
سَلْمَةَ عَنِ

الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ  
خَلِيفَةٍ فَيُخْرِجُهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ  
فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيَأْتِعُونَهُ  
بَيْنَ الرُّوْكِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْضِعُ  
بِهِمْ بِالْبَيْتِ آءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسَ  
ذَلِكَ أَتَاهُ أَهْلُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيَأْتِعُونَهُ  
ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالَهُ كُلِّبٌ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا  
فَيُظَاهِرُونَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ بَعْثٌ كُلِّبِ الْغَيْبَةِ لِمَنْ لَمْ  
يَشْهَدْ غَزِيْمَةَ كُلِّبٍ وَيَسْمُرُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ  
بِسَنَةِ نَبِيِّهِمْ وَيَلْقَى الْإِسْلَامَ بِحِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبِثُ سَبْعَ  
سِنِينَ ثُمَّ يَتَوَفَّى وَيُصَلَّى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ (الوداؤد)

روایت ہے حضرت ام سلمہ سے۔ انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ فرمایا ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا۔ تو ایک شخص مدینہ والوں سے مکہ کی طرف بھاگتا ہوا نکلے گا۔ جس کے پاس مکہ معظمہ کے لوگ آکر جمع ہو جائیں گے، اور اس کو امامت کے لئے آگے بڑھانا چاہیں گے۔ حالانکہ وہ ناراض ہوگا۔ پس لوگ اس سے پھر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہجرت کریں گے۔ اور ملک شام کا ایک لشکر اس کی طرف بھیجا جائیگا۔ جس کے لوگ مکہ اور مدینہ کے درمیان پیدا مقام میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ جب لوگ یہ حال دیکھیں گے، تو شام کے ابدال اور عراق والوں کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی۔ اور سب اس کی بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کی نہال بنی کلب میں ہوگی۔ وہ ایک لشکر ان کی طرف بھیجے گا۔ اور یہ لوگ اس پر غالب آئیں گے۔ اور یہی کلب کا لشکر ہے۔ جو امام ہدی کے تابعوں سے مخلو ہوگا، اور اس شخص پر افسوس ہے۔ جو کلب کی لڑائی کا مال غنیمت لینے کو حاضر نہ ہو۔ پھر امام ہدی علیہ السلام، مال غنیمت تقسیم کریں۔ اور جاری کریں گے لوگوں میں ان کے نبی کی سنت۔ اور اسلام اپنی گردن زمین میں ڈال دے گا یعنی تمام روئے زمین کو گھیر لے گا، پھر وہ سات سال تک زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے۔ اور تمام مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)

ملاحظہ فرمائیے۔ اس حدیث میں حضرت امام ہدی علیہ السلام کے

ظہور اور ان سے بیعت کرنے کی خبر دی گئی ہے۔ کہ جب خلیفہ (حکمی خلیفہ) فوت ہو جائے گا۔ غالباً مدینہ منورہ میں، تو لوگوں میں نزاع اور اختلاف پھوٹ پڑنے گا۔ اور فتنہ کے بڑھ جانے کا احتمال ہوگا۔ اور ہر عقلمند فتنہ سے بچنا چاہے گا۔ اسی دوران ایک شخص (امام مہدی علیہ السلام) مدینہ سے ہجرت کر مکہ مکرمہ آجائے گا۔ تاکہ فتنہ سے پناہ ملے۔ یاد رہے کہ مکہ مکرمہ ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جو سب کی پناہ گاہ ہے، اور ہر کسی کو وہاں امن مل سکتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص مکہ میں آکر ایک جگہ قیام کرے گا۔ لوگوں کو پتہ چلے گا۔ کہ ایک بڑی عظیم شخصیت مکہ آتی ہوئی ہے اس کی قدر پہچان کر وہ خدمت میں حاضر ہونگے اور اس کو اپنا امام بنانے کے لئے باہر آئیں گے، وہ شخص امامت سے گریز کریگا۔ اور ناپسند کریگا۔ کہ یہ جوہر اس کے کندھوں پر رکھا جائے۔ بالآخر لوگ مسجد الحرام کے اندر۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ اور اس کا مہدی ہونا ہونا مشہور ہو جائے گا۔ جب اس کی شہرت ملک کے اطراف و اکناف میں پہنچے گی، تو ملک شام کا بادشاہ ایک لشکر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجے گا۔ جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا پر پہنچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو زمین میں دھنسا دے گا۔ جب لوگوں کو دور دور اس واقعہ کی خبر پہنچے گی۔ تو شام کے ابدال اور عراق سے مومنوں کی

لے ابدال اور عسائیل عراق اولیاء اللہ اور صالحین لوگ ہوں گے جو امام مہدی علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد کریں گے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابدال وہ لوگ ہیں جن کے سبب دنیا قائم ہے، یہ جاہلوں کا عقیدہ ہے دنیا و مافیہا اللہ ہی و قیوم کی قدرت اور تصرف سے قائم ہے، اللہ نے کوئی عملایا نہیں رکھا ہے، جس کو اپنا تصرف قدرت اور اختیار سے رکھا ہو۔

جماعتیں حضرت امام ہمدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی بیعت کریں گی۔ اور ان کے لشکر میں شامل ہو جائیں گی۔

پھر ایک شخص قریش میں سے حضرت امام ہمدی علیہ السلام کا بیعت کھڑا ہوگا۔ اس شخص کی نہال بنو کلب سے ہوگی۔ بنو کلب عرب کا مشہور قبیلہ ہے۔ وجیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے۔ پھر یہ شخص بھی ایک لشکر حضرت امام ہمدی علیہ السلام سے لڑنے کے لئے بھیجے گا۔ اور اپنے قبیلہ بنو کلب سے بھی مدد تلاش کرے گا۔ جب اس کا لشکر حضرت امام ہمدی اور اس کے ساتھیوں سے بہ ارادہ قتال آئے گا۔ تو اللہ امام ہمدی اور ان کے ساتھیوں کو اس پر فتح دے گا۔ اور بنی کلب مغلوب و مفتوح ہوں گے۔ اور اس طرح فتنہ بنو کلب کا بھی استیصال ہو جائے گا، اس کے بعد امام ہمدی علیہ السلام خوب جہاد کریں گے۔ کفر، شرک، بغاوت اور تمام منکرات کا قلع قمع کر دیں گے۔ اور مال غنیمت بہت تقسیم کریں گے۔ روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضور نے حدیث مذکور میں فرمایا۔ **وَيَلْقَى الْإِسْلَامُ بِبَحْرَيْنِهِ فِي الْأَرْضِ**۔ اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا۔

جران کہتے ہیں، اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ، جائے ذبح سے جب اونٹ زمین پر بیٹھتا ہے تو پھیلا دیتا ہے گردن اپنی، جب گردن پھیلاتا ہے۔ تو جران زمین پر رکھ دیتا ہے۔ پھر بڑا آرام پکڑتا ہے۔ یہی لفظ حدیث میں بطور کنایہ کے آیا ہے۔ کہ اسلام زمین پر جران رکھ دے گا۔ یعنی اسلام زمین میں پورا قرار پکڑے گا۔ ساری دنیا میں اسے سکون و ثبات حاصل ہوگا۔ فتنہ و فساد، جنگ و جدال، شرک و احداث کا نام و

نشان نہ رہے گا۔ ہر جگہ امن و امان، اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا۔

وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بَشْرًا بَشِيرًا — اور حضرت امام مہدی علیہ السلام لوگوں میں ان کے نبی جناب خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اجرا کریں گے۔ سارا جہان سنت کے نور سے جگمگا اٹھے گا۔

پھر جناب امام مہدی علیہ السلام سات برس تک زندہ رہ کر دنیا میں اسلام کا ڈنک بجا کرونگے پاجائیں گے۔ اور لاکھوں مسلمان ان کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں گے۔ رہے نام اللہ کا!

حضرت عمر فتنوں کی روک کا دروازہ تھے کہ میں حضرت عمر کے پاس

تھا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنہ والی حدیث کس کو واقعی صورت میں یاد ہے؟ میں نے کہا۔ مجھے یاد ہے۔ فرمایا تم دلیر ہو۔ بتاؤ وہ حدیث کس طرح ہے؟ میں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ کہ آدمی اپنی بیوی، مال، جان، اولاد، اور ہمسایہ کی وجہ سے جس فتنہ میں پڑتا ہے۔ اس کا آثار، روزوں سے، نماز سے، خیرات سے، کار خیر کا حکم دینے اور امر بد سے روکنے سے ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا۔ میرا مقصود یہ نہیں ہے۔ بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے۔ جو سمندر کی طرح موجزن ہوگا۔ میں نے کہا۔ امیر المؤمنین! آپ کو اس سے کیا سروکار۔ آپ کے اور اس کے درمیان تو بند دروازہ

ہے۔ فرمایا۔ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا۔ توڑا جائے گا۔ فرمایا۔ پھر بند ہونے کی اس میں قابلیت ہی نہ ہے گی (صحیح مسلم) حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا حضرت عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے، جو فتنوں کی روک تھا۔ حذیفہؓ نے کہا۔ ہاں جانتے تھے، اور وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات تھی۔

ملاحظہ ہو۔ معلوم ہوا۔ جناب امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کا وجود گرامی اسلام کے لئے ایک ڈھال تھی۔ نہیں بلکہ وجود گرامی ایک قلعہ تھا۔ آپ کا سراپا ایک دروازہ تھا۔ جو تمام فتنوں کو روکے ہوئے تھا۔ جو نبیؐ یہ دروازہ توڑا گیا۔ آپ کو مسجد نبویؐ کے محراب میں شہید کر دیا گیا۔ تو فتنوں کا باب وا ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ کا قتل، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی جنگیں، اور پھر یزید و حسین کا واقعہ کر بلا۔ ایسے فتنے شروع ہوئے۔ کہ ان سے اسلام کو از حد نقصان پہنچا حضرت عمرؓ کا وجود کتنا رحمتوں اور برکتوں سے لبریز تھا۔ اور کیا جاہ و جلال اور سطوت و ہیبت تھی آپ کی۔ کہ فتنے تاحین حیات اقرس سر نہ اٹھا سکے۔ اور شیطان بھی آپ سے لرزہ بر اندام تھا۔ لاکھوں رحمتیں ہوں حضرت عمرؓ کی روح پاک پر۔

ابو سریحہ حذیفہ بن اسیدؓ

**قیامت سے قبل کی دس بڑی نشانیاں** | سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالا خانے میں تھے۔ اور ہم نیچے بیٹھے تھے، آپ نے ہم کو جھانکا۔ اور فرمایا۔ کہ تم کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا۔ کہ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لَآ تَكُونُ حَتَّىٰ تَكُونُ

عَشْرَةَ آيَاتٍ - قِيَامَتُهُ هِيَ هِيَ - جَبْ تَمَّكَ دَسْ نَشَانِيَا نَهْ هُونْ كِي -  
(جو یہ ہیں) ۱-

- ① وَخَسَفَ بِالشَّرْقِ - زَمِينِ كَادَهْنَسْنَا مَشْرِقِ مِيْنِ -
- ② وَخَسَفَ بِالمَغْرِبِ - زَمِينِ كَادَهْنَسْنَا مَغْرِبِ مِيْنِ -
- ③ وَخَسَفَ فِي جَزِيرَةِ العَرَبِ - زَمِينِ كَادَهْنَسْنَا جَزِيرَةَ عَرَبِ مِيْنِ -
- ④ وَاللَّهُ خَانٌ - اَوْر دَهْوَاں -
- ⑤ وَاللَّهُ جَالٌ - اَوْر دَجَالٌ -
- ⑥ وَذَاتُ اللَّيْلِ - اَوْر زَمِينِ كَا جَانُوْر -
- ⑦ وَيَأْجُوجُ وَيَمَاجُوجُ - اَوْر يَأْجُوجُ اَوْر يَمَاجُوجُ -
- ⑧ وَطُلُوعُ النُّجُومِ مِنْ مَغْرِبِهَا - اَوْر نَكَلْنَا آفَاقِ كَا پَچھَمْ سَے -
- ⑨ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ - اِيكْ اَكْ جُوْ عَدْنِ كَے  
کنارے سے نکلے گی - اَوْر لوگوں کو لٹکے لے جائے گی - (صحیح مسلم)
- ⑩ تَزْوَلُّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا  
نازل ہونا -

یہ دسویں نشانی دوسری روایت میں ہے۔ اور ایک روایت میں  
آندھی ہے۔ جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔

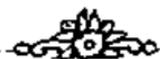
ملاحظہ ہو: خسف یعنی زمین کا دھنسا۔ مشرق میں اور مغرب میں  
اور جزیرہ عرب میں۔ قیامت کی چھوٹی نشانیوں کی صورت میں تو کئی  
بار خسف ہو چکا ہے۔ مشرق اور مغرب میں۔ اور ہو سکتا ہے کہ قبل  
قیامت کئی بار ہو۔ اور قیامت کے زیادہ نزدیک ہونے کے وقت  
شدید خسف ہوتا اور ملک عرب میں بھی ہوگا۔ زلزلہ بھی تو خسف کا

مقدمہ ہوتا ہے، یہ ملک عرب میں آچکا ہے۔

دھواں :- ایک دفعہ قریش پر قحط پڑا تھا۔ اور آسمان اور اس کے بیچ میں دھواں سا نظر آتا تھا۔ آثار قیامت میں یہ دھواں بھی شامل ہے۔ اور قرب قیامت کو ایک ہمہ گیر دھواں ظاہر ہوگا۔ جس سے کافروں کا دم رُکے گا۔ اور مسلمانوں کو زکام کی سی حالت ہوگی۔ یہ دھواں چالیس روز تک رہے گا۔ یہ بھی قیامت کی کھلی نشانی ہوگی۔

دجال کا فتنہ :- دجال کا آنا قیامت کا بہت بڑا نشان ہے، اور دجال کا فتنہ بھی بہت بڑا فتنہ ہے۔ دجال الوہیت کا دعویٰ کریگا۔ مسلمانوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ دجال کے ہاتھ سے بڑے عجیب و غریب کام کرائے گا۔ مثلاً اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی۔ ایک نہر پانی کی، اور ایک نہر آگ کی۔ مردوں کا جلانا۔ پانی کا برسنا۔ زمین کے خزانے نکالنا۔ یہ باتیں وہ استدرأجا کر دکھائے گا۔ بچے مومن اس کو کافر کہیں گے۔ اور اس کے فریب اور دجل میں نہ آئیں گے۔ ضعیف الاعتقاد، اور نام کے مسلمان اس کے دھوکے میں آکر دین و ایمان گنوائیں گے۔

دجال کا نا ہوگا۔ یعنی اس کی دائیں آنکھ کافی ہوگی۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ ہر پڑھا ہوا اور آن پڑھ لفظ کافر پڑھ لے گا۔ اس فتنہ عظیمہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے :-



## دجال کا حال

دجال کا نام ہونا | حضرت عبداللہ بن عمرہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا قَدْ أَشَدَّ أُمَّتَهُ الْأَعْوَسَ الْكَذَّابَ الْأَدْرَانِيَّ  
أَعْوَدَ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَسَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ  
عَيْنَيْهِ لَكَ فَتَسْ - (صحیح مسلم)

”کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جس نے اپنی امت کو کانے بھونٹے  
سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار رہو۔ وہ کانا ہے اور تمہارا پروردگار  
کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ک۔ ف۔ ر۔  
لکھا ہے“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے  
دجال کے ساتھ باغ ہوگا اور آگ ہوگی

میں فرمایا :- جَعَالَ الشَّعْرَ مَعَ جَهَنَّمَ نَارًا فَتَارُهُ جَمَّةً وَ  
جَهَنَّمُ نَارًا - (صحیح مسلم)

”دجال گھنے بالوں والا ہوگا۔ اس کے ساتھ باغ ہوگا اور آگ

ہوگی۔ سو اس کی آگ تو باغ ہوگی۔ اور اس کا باغ آگ ہوگی“

(نوٹ) :- یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کی آزمائش ہوگی۔ کہ کون  
دجال سے کفر کر کے حق پر قائم رہتا ہے۔ اور کون اس کی اطاعت کر کے  
ایمان ضائع اور برباد کرتا ہے دراصل دجال کے استدراج کے سامنے  
بڑے کوہ آسا ایمان والے ہی ثابت قدم رہیں گے۔ دجال بڑا جابر، قاہر

اور محیر العقول باتیں کرنے، اور انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دینے والا ہوگا۔ اس کے ان کاموں کو استدراج قرار دیں۔ سحر طرازی کہیں۔ نظر بندی سمجھیں۔ جو لوگ اس وقت موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدمی کی توفیق دے۔ اور با ایمان رکھے۔ پھر وہ جس اپنے نافرمان، اور باغی کو آگ میں ڈالے گا۔ وہ آگ اس کے لئے گل و گلزار ہو جائے گی اور اپنے جس مرید کو باغ میں داخل کرے گا۔ وہ باغ اس کیلئے آگ بن جائے گا۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔ **دجال کے ساتھ دو نہریں ہونگی** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی۔ بہتی ہوئیں۔ ایک تو دیکھنے میں سفید پانی معلوم ہوگی۔ اور دوسری دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ معلوم ہوگی۔ پھر جو کوئی یہ موقع پائے۔ وہ اس نہریں چلا جائے۔ جو دیکھنے میں آگ معلوم ہوتی ہو۔ اور اپنی آنکھ بند کر لے۔ اور سر جھکا کر اس میں سے پئے۔ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ اور دجال کی ایک آنکھ بالکل چٹ ہوگی۔ اس پر ایک پھلی ہوگی موٹی۔ اور اس کے دو نوں آنکھوں کے بیچ کافر لکھا ہوگا۔ جس کو ہر مومن پڑھ لے گا۔ خواہ لکھنا جانتا ہو۔ یا نہ جانتا ہو۔ (صحیح مسلم)

دجال کا فتنہ ایمان کے لئے بڑا خطرناک ہوگا۔ جب لوگ اس کے ہوش ربا کاموں کو دیکھیں گے۔ تو کئی اس کے خدا ہونے پر ایمان لے آئیں گے۔ اور آخرت برباد کر لیں گے۔ لیکن جو مومن موحّد اللہ

بواجداً القہار پر حکم یقین رکھنے والے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے دجال کا حال جاننے والے ہوں گے۔ وہ ہرگز اس کی کسی بات سے متاثر نہ ہوں گے۔ اس کے استدراج اور طلسمی شعبدوں سے ان کا ایمان ذرا متزلزل نہ ہوگا۔ وہ صاف کہیں گے کہ دجال کافر ہے۔ اور مسلمانوں، مومنوں، موحدوں، کے لئے ایک آزمائش ہے، اس کی طرف ہرگز التفات نہ کریں گے۔ اور اگر دجال غضب ناک ہو کر کسی مومن کو آگ کی نہر میں ڈال دے گا۔ تو وہ آگ کی نہر اس مومن کے لئے باغ بن جائے گا۔ اور وہ اس میں سکون اور چین پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے نقد عظیمہ کے متعلق بہت ڈرایا ہے۔ اور اس کی خبر بار بار دی ہے۔ تاکہ مومن یاد رکھیں، چنانچہ حضورؐ مزید ارشاد فرماتے ہیں:-

أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ  
إِنَّهُ أَعْوَسٌ وَإِنَّهُ يُعْبَى مَعَهُ مِثْلُ الْحِجَّةِ وَ الشَّارِقَاتِي  
يَقُولُ إِنَّهَا الْحِجَّةُ هِيَ الشَّارِقَاتِي وَأَنِّي أُنذِرُكُمْ بِهِ كَمَا أُنذِرُ  
بِهِ قَوْمَكُمْ - (صحيح مسلم)

”میں تم سے دجال کی ایک ایسی بات نہ کہوں، جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہ کہی ہو۔ (سنو،) وہ (دجال) کانا ہوگا۔ اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کی طرح کی دو چیزیں ہوں گی۔ پھر جس کو وہ جنت کہے گا۔ دراصل وہ آگ ہوگی۔ اور میں نے تم کو دجال سے ڈرا دیا۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا۔“

## دجال کا زمانہ خروج اور دیگر حالات

حضرت نواس بن سمانؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صبح کو دجال کا ذکر کیا۔ کبھی اس کو گھٹایا اور کبھی بڑھایا۔ یعنی کبھی اس کو حقیر ظاہر کیا۔ اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا،۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا۔ کہ دجال ان درختوں کے جھنڈ میں آگیا ہے۔ جب ہم پھر آپ کے پاس شام کو گئے۔ تو آپ نے ہمارے چہروں پر اثر معلوم کیا۔ (یعنی ڈر اور خوف)۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے دجال کا ذکر کیا۔ اور اس کو گھٹایا اور بڑھایا۔ یہاں تک کہ ہم کو گمان ہو گیا۔ کہ دجال ان کھجور کے درختوں میں موجود ہے۔ یعنی اس کا آنا بہت قریب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو دجال کے سوا، اور باتوں کا خوف تم پر زیادہ ہے (یعنی تمہاری آپس میں لڑائیوں کا)۔ اگر دجال نکلا۔ اور میں تم لوگوں میں موجود ہوں۔ تو تم سے پہلے میں اس کو الزام دوں گا۔ اور تم کو اس کے شر سے بچاؤں گا۔ اور اگر وہ نکلا۔ اور میں تم میں موجود نہ ہوں۔ تو ہر مسلمان مرد اس کو الزام دے گا۔ (اس کے دجل اور کفر کا)۔ اور حق تعالیٰ میرا خلیفہ اور نگہبان ہے ہر مسلمان پر۔

(سنو)۔ البتہ دجال ڈولیدہ مومن ہے۔ اس کی آنکھ میں

ٹینٹ پھولا، ہے۔ میں اس کی اصلی مشابہت عبد العزیٰ بن قطن کے ساتھ دیتا ہوں۔ (عبد العزیٰ ایک کافر تھا۔ جس کی آنکھ میں پھولا

تھا۔ پھر جو شخص تم میں سے دجال کو پاتے۔ اس کو چاہیے کہ سورہ کہف کی شروع کی آیتیں اس پر پڑھے۔ (سنو!) دجال نیکے گا شام، اور عراق کے درمیان کی راہ سے۔ خرابی ڈالے گا دائیں۔ اور فساد برپا کرے گا بائیں۔ پھر اے خدا کے بندو!۔ ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا۔ آپ نے فرمایا۔ چالیس دن!۔ (سنو!) ایک دن، ان دنوں کا، ایک سال کے برابر ہوگا۔ اور دوسرا دن (ان چالیس دنوں کا، ایک مہینے کا ہوگا۔ اور تیسرا دن ایک ہفتہ کا۔ اور باقی دن جیسے تمہارے دن ہیں۔ (معلوم ہوا، کہ ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک برس دو مہینے، اور چودہ دن تک رہے گا۔

صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! جو دن سال بھر کے برابر ہوگا۔ اس دن ہم کو ایک ہی دن کی نمازیں کفایت کریں گی۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں! تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔ اسی طرح اس دن بھی مشکل سے کر کے نمازیں پڑھ لینا۔

مثلاً ایک دن کی پانچ نمازیں ہیں۔ اور ایک ماہ کی ایک سو پچاس ہوئیں اور ایک سال کی اشارہ سو ہوئیں۔ صبح کی نماز کے آٹھ گھنٹہ بعد ظہر کا وقت آجاتا ہے، اور ظہر اور عصر کا وقت تین گھنٹہ، عصر سے شام کا اڑھائی گھنٹہ اور شام سے عشاء کا ڈیڑھ گھنٹہ بھرے ہیں۔ اس طرح مہینے کا اور سال کا حساب لگایا جاسکتا ہے۔ آج کل تو گھڑیاں موجود ہیں ان سے اوقات کا نوب اندازہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس سے ایک مسئلہ اور یہی حل ہو گیا۔ کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی میں چھ ماہ دن رہتا ہے اور چھ ماہ رات۔ وہاں اگر آبادی ہو جائے یا کوئی جائے تو نمازیں کس طرح پڑھے۔ اس کا جواب مذکورہ حدیث سے لگ گیا۔ (باقی صفحہ ۲۰۶)

صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! زمین پر دجال کتنی تیزی سے  
 چلے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جیسے وہ مینہ جس کو پیچھے سے ہوا اڑاتی ہو پس  
 وہ ایک قوم پر آئے گا۔ اور ان کو کفر کی طرف بلائے گا۔ وہ اس پر ایمان  
 لائیں گے۔ اور اس کی بات مانیں گے۔ تو آسمان کو حکم کرے گا۔ وہ پانی  
 برسائے گا۔ اور زمین کو حکم کرے گا۔ وہ ان کی گھاس اور اناج اگاٹے گی۔  
 اس قوم کے چرنے والے جانور شام کو واپس آئیں گے تو ان کے کوہان بہت  
 بڑے، اور حق بہت کشادہ ہوں گے، اور کوکھیں (بھرنے کی وجہ سے)  
 خوب تنی ہوئی ہوں گی۔

اس کے بعد دجال دوسری قوم پر آئے گا۔ ان کو بھی کفر کی طرف  
 بلائے گا۔ لیکن وہ اس کی بات کو نہ مانیں گے، وہ ان سے ہٹ جائیگا۔

(تفسیر صفحہ ۲۰۵) کہ اندازہ کر کے پڑھے چھ ماہ کی نو سو<sup>۹</sup> نمازیں بنتی ہیں۔ نو سو نمازوں کو ایک  
 سو اسی دنوں کے حساب سے پڑھے۔ اور ایک دن چودہ گھنٹے کا قرآن سے کر پانچویں  
 نمازیں معلوم وقفے سے ادا کرتا جائے۔

ملہ آسمان پانی برسائے گا۔ اور زمین اناج اگاٹے گی۔ یاد رہے کہ یہ اللہ ہی کرے گا۔ بندوں کا  
 امتحان لینے کے لیے۔ کہ کون دجال پر ایمان لاتا ہے، کون کون اس کو فتنہ ایمان علیٰ کر  
 اس سے انکار کرتا ہے، اگر کوئی کہے کہ پیغمبر کا معجزہ بھی تو یہی چیز ہے کہ معجزہ دراصل اللہ کا فضل  
 ہوتا ہے، اور پیغمبر سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اور دجال کے یہ کام بھی اللہ کا فعل ہوگا اور ظہور  
 اس کا دجال سے ہوگا۔ جو اب یہ ہے کہ پیغمبر کی نبوت کا اللہ کی طرف سے اعلان ہوتا  
 ہے۔ کہ یہ میرا پیغمبر ہے۔ اس پر میری وحی آتی ہے۔ اور اس کی ذات سے معجزوں کا  
 ظہور اس کی نبوت کی دلیل ہے، بر غلاف پیغمبر کے اذجال کے متعلق تنزیل میں  
 اعلان ہو چکا ہے کہ یہ کافر ہے۔ دجال ہے۔ فتنہ عظیم ہے۔ اس سے بچنا۔ اسے  
 کافر سمجھنا۔ اس پر کوئی وحی نہیں آئے گی۔ یہ خدائی کا دعوئے کرنے والا نہیں ہے۔  
 لہذا یہ معجزہ نہ ہوگا۔

وہ فوراً قہقہہ زدہ ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں - (اور  
موتیوں، سے کچھ نہ رہے گا۔) یہ مومنوں کی آزمائش ہوگی)۔

دجال دیرانوں کی طرف گزریے گا۔ اور ان سے کہے گا۔ اپنے خزانے  
برآمد کرو۔ تو فوراً وہاں کے مال اور خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو  
جائیں گے، جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد ہجوم کرتی ہیں۔

پھر دجال ایک کامل الشباب (جوانی میں پورا پورا بھرا ہوا) شخص کو  
اپنی طرف بلائے گا۔ (وہ دجال کو ماننے سے انکار کر دے گا)۔ دجال  
تکوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا۔ اور دونوں ٹکڑوں کو ایک تیر  
کی مسافت سے علیحدہ علیحدہ رکھ دے گا۔ پھر آواز دے گا۔ تو وہ جوان  
(زندہ ہو کر) آجائے گا۔ مگر اس وقت اس شخص کا چہرہ شگفتہ اور خنداں  
ہوگا۔ دجال اسی حال میں ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام  
کو بھیج دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفید مینار کے پاس اتریں گے۔  
دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف، زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے۔ اپنے  
دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے۔ جب حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام سر جھکائیں گے۔ تو پسینہ ٹپکے گا۔ اور جب اپنا سر اٹھائیں گے  
تو موتی کی طرح بوندیں بہیں گی۔

جس کافر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم کی بھاپ لگے گی، وہ  
مر جائے گا۔ اور ان کے دم کا اثر وہاں تک پہنچے گا۔ جہاں تک ان  
کی نظر پہنچے گی۔

پھر جب عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے۔ یہاں تک کہ  
اس کو باپ لُد لُد ایک پہاڑ کا نام ہے، پر پائیں گے۔ وہاں

اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو خدا نے دجال (کے شر) سے بچایا ہوگا۔ ان کے چہروں کو سہلائیے گے۔ دچہروں سے غبار دور کریں گے۔ اور ان کو خبر دیں گے اُن درجات کی جو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ان کے لئے تیار کئے ہیں۔

وہ اسی حال میں ہوں گے، کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موی بھیجے گا۔ کہ میں نے اپنے لیے بندے نکالے ہیں۔ کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ تم میرے ان بندوں کو بچا کر کوہ طور کی طرف لے جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجے گا۔ اور وہ ہر ایک اونچان سے نکل پڑیں گے۔ ان کی اگلی جماعتیں طبرستان کے دریا پر سے گزریں گی۔ اور اس کا سب پانی پی جائیں گی۔ پھر ان کے پھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے، کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا۔ دپھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے۔ جہاں درختوں کی کثرت ہے۔ اور وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے۔ تو کہیں گے ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے ہیں۔ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلاشیں گے، خدا تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹائے گا۔ وہ سمجھیں گے۔ کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے۔ خطوط وحدانی کا یہ مضمون اگلی حدیث سے لیا گیا ہے۔ جو عبد الرحمن بن یزید بن جابر رضی عنہ سے مروی ہے۔

پھر خدا کا پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے، یہاں تک کہ بیل کی ایک سری ان کو اس سے زیادہ اچھی معلوم ہوگی، جتنے آج کل تم کو سو دینار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ یا جوج ماجوج کی گردنوں

میں ایک کیرا پیدا ہوگا۔ جس کے باعث صبح کو ایک دم سب مرجائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور ان کے ساتھی پہاڑ سے اتر کر نیچے آئیں گے، تو زمین میں بالشت بھر جگہ ان کی (لاشوں کی، سٹرانڈ اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی خدا سے دعا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے ایسے بھیجے گا۔ جیسے بختی اونٹوں کی گردنیں ہوتی ہیں۔ وہ ان کو اٹھالے جائیں گے۔ اور جہاں اللہ کا حکم ہوگا۔ وہاں پھینک دیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش کرے گا۔ جس سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو۔ یا بالوں کا۔ آئینہ کی مانند صاف ہوگا۔ پھر زمین کو حکم ہوگا۔ کہ اپنی پیداوار ظاہر کر۔ اور اپنی برکت واپس دے۔ اور اس دن ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی۔ اور انار کے پھلکے کے سایہ میں رہ سکے گی۔ اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی۔ کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی۔ اور دودھ دینے والی گائے پورے خاندان کو کافی ہوگی۔ دودھ دینے والی بکری پورے گھرانے کو کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر مومن اور ہر مسلم کی روح اپنے اپنے گھروں میں ہی قبض ہو جائے گی۔ اور صرف بُرے بد ذات لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جو علی الاعلان گدھوں کی طرح آپس میں جماع کریں گے۔ اور انہیں پر قیامت برپا ہوگی۔ (صحیح مسلم باب ذکر دجال)

دجال کے استدراج سے دھوکا نہ کھائیں | ہم مجھے بھی بتا چکے ہیں، اور اب مزید تاکید کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ دجال اور یاقوج ماجوج کو کئی طرح کی طاقتیں دے گا۔ اور ان

سے حیران کن اور تعجب زا افعال کا ظہور کرائے گا۔ صرف اہل ایمان کے لئے کہ کون ان کے خداع و فریب اور داؤں میں آتا ہے، اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے۔ پھر اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر، اور خلافت شرع منگ سے خرق عادت دیکھیں۔ میر العقول باتوں کو ملاحظہ کریں تو اس کا ہرگز ہرگز اعتقاد نہ کریں۔ اس کو دجال کا چیلہ مانیں۔ اپنے ایمان اور تقویٰ پر نگاہ رکھیں۔ کسی طرح کی سحر طرازی اور شعبدہ بازی سے متاثر نہ ہوں۔ خرق عادت وہی درست اور صحیح ہے۔ جو پیغمبر کی ذات سے ظہور میں آئے۔ اور کرامت بھی وہی حق ہے۔ جو مومن، متقی، عامل کتاب و سنت سے دیکھے۔ اور جو کافر، بے دین، ناسق سے ظاہر ہو۔ وہ استدراج ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دسوا، دجال کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ حقیقت سرد پانی ہوگا۔ اور پانی آگ ہوگی۔ لہذا تم (دھوکا کھا کر) ہلاک نہ ہو جانا۔ صحیح مسلم،

دجال کے سب استدراجی کاموں، اور نظر بندیوں پر حیران ہو کر اسکی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ یہ یقیناً بندوں کے لئے من جانب اللہ آزمائش ہوگی۔ اور دجال کے ساتھ پانی کی نہر وغیرہ کا ہونا قابل تعجب نہ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں۔ کہ جتنا دجال کا حال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھا۔ اتنا کسی نے نہیں پوچھا۔ حضور انورؐ نے مغیرہ بن شعبہ سے فرمایا۔ تو کیوں فکر کرتا ہے۔ دجال تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں (مغیرہؓ) نے عرض کیا۔ یَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالْأَنْهَارَ۔ اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں، اس کے ساتھ کھانا ہوگا۔ اور نہریں ہوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ هُوَ أَهْوَنُ عَلَيَّ اللَّهُ۔ یہ بات (طعام و انہار) اللہ پر آسان ہے۔ (صحیح مسلم)

ارشاد نبویؐ کا مطلب واضح ہے

خرق عادت وہی درست ہے

کہ جو کام دجال سے ظہور میں

آئیں گے۔ اللہ پر آسان ہیں۔ صاف ظاہر ہو گیا، کہ یہ باتیں مشیت ایزدی سے وجود پذیر ہوں گی۔ اور مومنوں کی آزمائش کے لئے ہوں گی، جیسے دنیا میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے۔ دونوں کا خالق اللہ ہے، اللہ نے خیر حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور شر سے اجتناب کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور شر کا وجود مومنوں کی آزمائش کیلئے ہے۔ دُنْبِہ بھی ہے اور سُوْر بھی ہے۔ دُنْبِہ حلال ہے کھاؤ سُوْر حرام ہے مت کھاؤ۔ شربت صندل، شربت انناس اور بیشمار حلال مشروب ہیں۔ پیو!۔ اور خمر (WINE) بھی ہے۔ اس سے بہ سختی تمام منع کیا ہے۔ مت پیو!۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون دُنْبِہ چھوڑ کر سُوْر کھاتا ہے۔ اور کون حلال اشربہ چھوڑ کر خمر پیتا ہے۔ کسبِ حلال فرض ہے۔ اور حرام ذرائع سے مال کمانا منع کیا گیا ہے۔ اب جو حلال ذرائع چھوڑ کر حرام ذرائع سے مال کماٹے گا۔ وہ آزمائش میں پورا نہ اترے۔ اسی طرح دجال کا وجود،

اور اس کے کام مومنوں کے لئے آزمائش ہوں گے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، **دجال دوبارہ قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا**

حدیث بیان کی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حدیث دجال کے بارے میں۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا۔ کہ دجال پر حرام ہوگا مدینہ کی گھاٹی میں گھسنا، اور آئے گا وہ ایک پتھریلی زمین پر مدینہ کے قریب۔ پھر جائے گا اس کے پاس ایک شخص، جو سب لوگوں میں بہتر ہوگا۔ وہ کہے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے۔ جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں کیا۔ دجال لوگوں سے کہے گا۔ بھلا اگر میں اس کو مار ڈالوں۔ اور پھر جلا دوں۔ تو تم کو اس بات میں کچھ شک رہے گا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر دجال اس شخص کو قتل کر دے گا۔ پھر اس کو جلائے گا۔ تو وہ شخص (مرد مومن) کہے گا۔ قسم خدا کی مجھے پہلے تیرے بارے میں اتنا یقین نہ تھا۔ جتنا اب ہوا ہے۔ یعنی یقیناً تو سو فیصد دجال ہے، پھر دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا۔ لیکن قتل نہ کر سکے گا۔ (صحیح مسلم)

**اولاد آدم سے نو سو تئالیس**  
سات برس تک دنیا میں امن و  
امان اور اسلام کا عروج رہے گا۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ لوگوں کی حالت رُوبہ زوال ہوتی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے :-

”پھر بُرے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے۔ جو شہوتِ رانی میں  
 پزندوں کی طرح۔ اور ظلمِ انگریزی میں درندوں کی طرح ہونگے،  
 نہ وہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے۔ اور نہ بُری بات کو بُرا۔  
 شیطان آدمی کی شکل بنا کر ان کے پاس آئے گا۔ اور کہے گا۔  
 کیا تم میرا کہا مانو گے؟ لوگ کہیں گے۔ تم ہم کو کیا حکم دیتے  
 ہو۔ شیطان ان کو بت پرستی (شُرک) کا حکم دے گا۔ ان  
 لوگوں کی اس (شُرک کی) حالت میں روزی جاری، اور زندگی  
 عیش سے ہوگی۔ (یہ استدراج ہے) اس کے بعد اُن مشرک  
 الناس پر، صور پھونکا جائے گا۔ جو شخص اس کو سنے گا گردن  
 ایک طرف سے بھکالے گا۔ اور دوسری طرف سے اٹھائے گا  
 (یعنی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا)۔ اور سب سے پہلے صور وہ  
 شخص سنے گا۔ جو اپنے اونٹوں کے حوض پر گلاہ کرتا ہوگا وہ  
 بے ہوش ہو جائے گا۔ اور دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو  
 جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ شبنم کی طرح بارش نازل  
 فرمائے گا۔ جس سے لوگوں کے اجسام اگیں گے۔ پھر دوبارہ صور  
 پھونکا جائے گا۔ تو سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہونگے،  
 پھر پکارا جائے گا۔ لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آؤ (پھر حکم  
 ہوگا، ان کو کھڑا کرو۔ ان سے باز پرس ہوگی۔ پھر کہا جائیگا  
 دوزخ کا حصہ (ان لوگوں سے) نکال لو!۔ پوچھا جائے گا۔  
 کتنے؟ (یعنی اولادِ آدم سے دوزخ کا حصہ کس نسبت سے  
 نکالیں) حکم ہوگا۔ مِنْ نَحْلِ الْعِلِّ تَسْمٌ وَوَاتِقَةٌ وَتِسْعَةٌ وَ

تَسْعِينَ - نو سو ننانوے فی ہزاراً - یعنی ہزار میں ایک  
جنتی ہوگا۔ حضور نے فرمایا - یہی وہ دن ہے جو بچوں کو  
اپنی ہیبت و مصیبت یا درازی سے بوڑھا کر دے گا۔  
اور یَوْمَ مَرِيضَتِكَ عَنْ سَائِقٍ سے یہی دن مراد ہے۔ اس  
دن پنڈلی کھلے گی، یعنی بہت سختی ہوگی۔ (صحیح مسلم)

قارئین کرام! حشر کا دن بڑا خوفناک ہوگا۔ اس  
حشر کا خوفناک دن

روز کے آرام و سکون کے لئے آج ہی سامان  
کرنا چاہیے۔ جس کی صورت یہ ہے۔ کہ اپنے جسم و جان پر اللہ کی حکمرانی  
مسلط کر لیں۔ ہاتھوں، پاؤں، آنکھوں، کانوں اور زبان کو وحی قرآنی  
کے قبضے میں دے دیں۔ اور اپنے ظاہر و باطن کو پورے طور سے اللہ  
کے حوالے کر دیں۔ ۵

وہ جس نے ایک حرف کُن سے پیدا کر دیا عالم  
کشاکش کی صدائے لاؤ ہو سے بھر دیا عالم  
نظام آسمانی ہے اسی کی حکمرانی سے  
بہار جاودانی ہے اسی کی باغبانی سے  
اسی کے نور سے پُر نور ہیں شمس و قمر تارے  
وہی ثابت ہے جس کے گرد پھرتے ہیں یہ ستارے  
یہ سرد و گرم خشک و تر، اجالا اور تاریکی  
نظر آتی ہے سب میں شان اسی اک ذات باری کی  
زمین پر جلوہ آرا ہیں مظاہر اس کی قدرت کے  
بھٹائے ہیں اُسی داتا نے دسترخوان حکمت کے

بشر کو فطرتِ اسلام پر پیدا کیا جس نے  
موجودہ مصطفیٰ کے نام پر شیدا کیا جس نے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے  
مکہ اور مدینہ میں دجال نہ جائے گا | روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے  
سوا مکہ اور مدینہ کے کہ ہر راستہ پر فرشتے صفت باندھے کھڑے  
ہوں گے اور چوکیداری کریں گے۔ پھر دجال اس سرزمین میں اترے گا۔  
مدینہ کے قریب اور مدینہ تین بار کانپے گا۔ یعنی تین بار زلزلہ آئے گا  
اور مدینے میں جو کافر اور منافق ہوگا وہ دجال کے پاس چلا جائے گا  
(صحیح مسلم)

قیامت شرار الناس پر قائم ہوگی | حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَىٰ شَرَّارِ النَّاسِ - "قیامت قائم  
نہیں ہوگی مگر ان پر جو بدتر لوگ ہوں گے" (صحیح مسلم)  
یعنی کوئی مسلمان نیک آدمی دنیا میں نہ رہے گا۔ اور سب کے  
سب زانی، شرابی، فاسق، بے حیا اور بدکار، درندے قسم کے انسان  
رہ جائیں گے۔ تو ان پر صور بھونکا جائے گا۔

فساد کے وقت عباد کرنے کا ثواب | عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

سَلَّمَ قَالَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَجْرَةِ كَهَجْرَةِ الْإِيَّةِ (صحیح مسلم)  
"حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فتنہ و فساد کے وقت عبادت کرنے کا ثواب اتنا ہے۔ جتنا میرے پاس ہجرت کر کے آنا ہے۔

یعنی جب بدعت، شرک، بدی بے حیائی، بدکاری، الحاد، بے دینی، ماروھاڑ، قتل۔ اغوا، بچوری، اور فحاشی کا دور ہوگا۔ اس وقت توحید پر قائم رہتے ہوئے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقات و خیرات اور حقوق العباد پر قائم رہنا جو نثر الی الرسول کا ثواب ہے۔

سوشہید کا ثواب | ایک اور حدیث میں رحمت عالم نے فرمایا ہے۔ میری امت کے فساد کے وقت جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے جم جائے گا۔ دجان جائے تو جائے پر عمل بالسنتہ نہ جائے۔ اس کو سوشہید کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

## دَابَّةُ الْأَرْضِ

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ (نبتع ۲)

”اور جب دغا کا، قول ان لوگوں پر پورا ہوگا۔ تو ہم زمین سے ان کے لئے ایک جانور نکالیں گے۔ وہ ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری باتوں کا یقین نہیں رکھتے تھے“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک آنے والے زمانہ کی خبر دی ہے کہ جب لوگ مشرک، بے دین، بد عقیدہ، اور بد کردار ہو جائیں گے، دین اسلام بگڑ جائے گا۔ قیامت بالکل قریب آجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کا



موت کھڑی ہے! قیامت صغریٰ تیرے سر پر ہے! پھر تو کب غفلت کی نیند سے بیدار ہوگا؟ تیرے حواس کب قائم ہوں گے؟ تو نے کس وقت سوچ بوجھ سے کام لینا ہے؟ تیری آنکھ کب کھلے گی؟ تیرے مین و بیار میں آثار قیامت تجھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ عاقبت کی فکر کر لے، تیرے ماحول کی فضا آیاتِ ساعت سے لبریز ہو گئی ہے۔ جس میں غفلت کا سانس روح کی موت ہے۔

دابة الارض ایک چار پایہ ہے۔ جو جبل صفا کو پھاڑ کر نکلے گا۔ اور اس کے ساتھ عصائے موسیٰ علیہ السلام، اور انگشتری سلیمان علیہ السلام کی ہوگی۔ کوئی دوڑنے میں اس کے ساتھ نہ پہنچ سکے گا۔ اور نہ اس سے بھاگ سکے گا۔ عصا سے مومن کے ماتھے پر مومن لکھے گا جس سے اس کا چہرہ روشن ہو جائے گا۔ اور کافر کا کافر پر پھاپا سے، اور لکھے گا اس کے منہ پر کافر۔ جس سے اس کا منہ کالا ہو جائیگا اس طرح مومن اور کافر پہچانے جائیں گے۔

ابوداؤد طیالسی میں ہے، کہ دابة الارض تین مرتبہ نکلے گا۔ دُور دراز جنگل سے ظاہر ہوگا۔ اور لوگوں کی زبانوں پر اس کا قصہ چڑھ جائے گا یہاں تک کہ مکہ میں بھی اس کا شہرہ پہنچے گا۔ پھر جب کہ لوگ خدا کی سب سے بڑی حرمت و عظمت والی مسجد حرام میں ہوں گے اس وقت اچانک انہیں دابة الارض دکھائی دے گا۔ رکن اور مقام کے درمیان اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہا ہوگا۔ لوگ اسے دیکھ کر ادھر ادھر ہونے لگیں گے۔ یہ مومنوں کی جماعت کے پاس جائے گا۔ اور ان کے منہ مثل روشن سنارے کے منور کر دے گا۔ نہ اس سے بھاگ کر کوئی

نوح سکتا ہے۔ نہ چھپ کر۔ یہاں تک کہ ایک شخص نماز شروع کر کے اس سے پناہ چاہے گا۔ یہ اس کے پچھے سے آکر کہے گا۔ کہ اب نماز کو کھڑا ہوا ہے؛ پھر اس کی پیشانی پر نشان کر دے گا۔ اور چلا جائے گا۔ اس کے ان نشانات کے بعد کافر مومن کا صاف طور پر امتیاز ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمین سے ایک داتہ نکلے گا۔ اس کے پاس سلیمان علیہ السلام کی انگشتری، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ اس عصا سے مومن کے چہرے کو روشن کرے گا۔ اور کافر کی پیشانی پر ٹھہر لگا دے گا۔ جس سے ایک موضع والے جمع ہوں گے۔ تو آپس میں ایک دوسرے کو دیکھان کر، کہیں گے۔ یہ مومن ہے۔ یہ کافر ہے۔ (ابن ماجہ)

یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں۔ بنی آدم سے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد ہیں۔ بڑے ظالم خونخوار۔ دزدوں کی طرح ہیں۔ قیامت کے قریب یہ دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اور مار دھاڑ، قتل و نہب کریں گے۔

ان کا ملک ہفت اقلیم سے ورے قطب شمالی کی سمت ہے۔ اس کے مشرق و مغرب میں دو بہت اونچے پہاڑ ہیں، دیواروں کی طرح۔ ان پر چڑھنے کا کوئی راستہ نہیں، اور وہ دونوں پہاڑ سمت در کے کنارے ہیں۔ صرف جنوب کی طرف تھوڑا راستہ ہے، وہاں ذوالقرنین نے لوہے کی بہت بڑی دیوار بنا دی ہوئی ہے۔ یہ آہنی دیوار ساٹھ گز چوڑی، اور پہاڑوں کے برابر بلند ہے۔ یاجوج اور ماجوج۔ اس لوہے کی دیوار، اور پہاڑوں کے اندر محصور ہیں۔ وہ اس دیوار کو چاہتے

اور توڑتے پھوڑتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہاں سے نکل سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس دیوار کی پوری طرح حفاظت کرتا رہتا ہے۔ جب قیامت کے قریب اللہ چاہے گا۔ وہ خبیث اس دیوار کو توڑ دیں گے۔ اور کمری کی طرح دنیا میں پھیل جائیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے:-

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ  
هُنَالِكَ خَذَابٍ يُنْسَلُونَ • (دُجَاع ۱۷)

”یہاں تک کہ جب یا جوج اور ماجوج دستہ ذوالقرنین کی قید سے، کھول دیئے جائیں گے، اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوئے چلے آئیں گے :-“

آپ پیچھے ان کا حال پڑھ آئے ہیں۔ کہ یہ طبرستان کے دریا پر سے گزریں گے۔ اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ اور ظلم و ستم اور تباہی اور بربادی کی آندھی بن کر دنیا کو روندتے ہوئے پھر بیت المقدس کے پہاڑ تک پہنچیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک محفوظ جگہ میں چلے جائیں گے۔ اور یا جوج ماجوج کے عذاب سے نجات کی دعائیں مانگیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر وبا آئے گی، اور وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ زمین پر بالشت بھر جگہ ان کی لاشوں سے خالی نہ رہے گی، گندگی اور سڑاند سے دماغ پھٹے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجے گا۔ جو ان کی لاشوں کو ٹھکانے لگائیں گے۔ پھر اللہ بارش کرے گا۔ جس سے زمین آمینہ کی طرح صاف ہو جائے گی اور ہر قسم کی برکتیں اور نعمتیں بے حساب جیسا ہوں گی۔ اور دنیا میں امن و چین کی ہوا چلے گی۔ سب اللہ والے خوش و خرم اور باغ و

بہار زندگی گزاریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے دین اسلام کو بہت عروج ہوگا۔ بڑی برکتوں، اور رحمتوں کا دور ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے۔ ان کے اولاد ہوگی۔ پھر وہ مرجائیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ حجرہ عائشہ میں دفن ہوں گے۔

ان کے بعد ایک قحطانی خلیفہ ہوگا۔ جس کا نام جہجاء ہوگا۔ یہ بڑا نیک، عادل، اور خدا پرست بادشاہ ہوگا۔ اس کے بعد اور چند بادشاہ ہوں گے۔ پھر رفتہ رفتہ لوگوں کی حالت ابتر ہوتی جائے گی، یہاں تک کہ شرار الناس رہ جائیں گے۔ جن پر قیامت برپا ہوگی۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رسول **سُورج کا مغرب سے طلوع ہونا** اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کے لئے ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کا راستہ ہے۔ وہ دروازہ بند نہ ہوگا۔ جب تک سورج مغرب کی طرف طلوع نہ کرے۔

قارئین کرام!۔ ابھی در توبہ وا ہے۔ اور زندگی کی گنگا بہ رہی ہے۔ وقت کو غنیمت جانیں۔ اور خلوص دل سے توبہ کر لیں، احکام الہی کی پوری طرح پابندی کرتے رہیں۔ اور استغفار جاری رکھیں۔ کہ

لہ رحمت عالم نے فرمایا۔ قیامت پہنچنے سے قبل ایک قحطانی آدمی نکل کر لامٹی سے لوگوں کو ہٹکائے گا۔ (مسلم شریف)  
 لہ حضرت انور نے فرمایا۔ دن رات کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ جب تک ایک شخص جس کو جہجاء کہا جائے گا۔ بادشاہ نہ ہوگا۔ (مسلم شریف)

صغائر کی گرد سے دامن بچانا مشکل ہے۔

آکا!۔ وہ وقت بھی کتنا افسوسناک ہوگا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا۔ اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ  
اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔ (پ ۷ ع ۷)

”جس دن تمہارے پروردگار کے بعض نشان دہی قیامت کے بڑے آثار، ظاہر ہونگے۔ کسی شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا۔ اس دن ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔“

اس آیت میں آیات سے مراد قیامت کی نشانیاں ہیں۔ جب وہ ظاہر ہوں گی۔ مثل مغرب سے طلوع شمس، تو اس وقت کافر کا ایمان لانا، یا گنہگار کا توبہ کرنا قبول نہ ہوگا۔ کہ در توبہ بند ہو چکے گا۔ آفتاب کے مغرب سے نکلنے کی صورت یہ ہوگی۔ کہ ہمینہ ذی الحجہ کا ہوگا۔ عید الاضحیٰ کے بعد ایک رات بہت لمبی ہوگی۔ لوگ انتظار کر کر تھک جائیں گے۔ لیکن سورج نہ نکلے گا۔ آخر خلقت تنگ آکر گھبرا جائے گی سب روئیں گے اور چیخ و پکار کریں گے۔ جب قریباً تین رات کا عرصہ گزر جائے گا۔ تو اچانک مغرب کی طرف سے قرص آفتاب طلوع ہوگا۔ دنیا لرز جائے گی۔ اور توبہ و استغفار کرنے لگے گی۔ لیکن توبہ وغیرہ قبول نہ ہوگی۔ کہ دروازہ توبہ کا بند ہو چکا ہوگا۔

پھر آفتاب مغرب سے نکل کر خوب بلند ہوگا۔ کہ پہر یا سوا پہر گزر جائے گا۔ (یعنی دس بجے دن کے ہو جائیں گے)، پھر سورج واپس

پھر مغرب میں ڈوب جائے گا۔ پھر اس کے بعد حسب دستور مشرق سے نکلنا شروع کر دے گا۔

**آگ کا نکلنا** | قیامت کی آخری نشانی۔ یہ ایک آگ ہوگی کہ میں کی جانب سے نکلے گی۔ اور لوگوں کو لٹائے گی۔ یعنی خلقت

اس آگ سے ڈرتی آگے آگے بھاگے گی۔ اور یہ آگ ان کے پیچھے پیچھے دوڑے گی۔ دوپہر کے وقت خلقت تھک کر گر پڑے گی۔ پیچھے آگ ہی تقم جائے گی۔ شام کے قریب پھر اُٹھ کر بھاگیں گے۔ اور آگ پیچھے سے ان پر حملہ کرے گی۔ رات کو لوگ ذرا آرام کریں گے۔ آگ بھی رُک جائے گی صبح پھر آگ جوش میں آئیگی۔ اور لوگوں کو لٹکانا شروع کر دے گی۔ یہاں تک کہ خلقت ملک شام میں پہنچ جائے گی، اس کے بعد آگ غیب ہو جائیگی۔ اور چند برسوں کے بعد صور پھونک دیا جائے گا۔

تمام اہل ایمان کا مرجانا اور

کعبہ کا گرا ہا جانا

چونکہ قیامت بدکاروں اور شرار الناس پر قائم ہوتی ہے۔ اس لئے نفاذ صور سے قبل اللہ مومنوں کو دنیا سے اٹھائے گا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ

اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِجْمًا طَيِّبَةً فَاَخَذُوْهُمۡ تَحْتَ اَبۡطۡهِمۡ فَتَقَبَضُوْا  
رُؤۡسَ مۡنَ الْمُؤۡمِنِیۡنَ وَكُلِّ مَسۡلِمٍ قَبۡضًا شَرَّاسًا النَّاسِ یَہۡاۡرِجُوۡنَ فِیۡہَا  
تَہَاۡرِجُمُ الْعُمَرُ فَعَلِیۡدِہُمۡ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ - صحیح مسلم،

• یکایک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا۔ جو ان (مومنوں) کی بغلوں کے نیچے لگے گی۔ پس ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کر لے گی۔ اور پھر ہرے بد ذات لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح اپنی عورتوں سے لوگوں کے سامنے جماع کریں گے۔ ان پر قیامت قائم ہوگی۔“

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔ کہ  
**کعبہ کو ایک حبشی گرا دے گا** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ کعبہ کو ایک حبشی شخص جس کی پنڈلیاں باریک ہونگی، ویران کر دیا جائے گا، اور بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت اس طرح آئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گویا میں اس وقت اس سیاہ رنگ بھٹے شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ جو (کافر۔ بے ایمان) کعبہ کا پتھر پتھر اکھیر دے گا۔ بھٹہ سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ شخص چلنے میں پاؤں ٹیڑھا، اور ٹخنے دور دور رکھے گا۔

الحاصل ایسا وقت آجائے گا۔ کہ کوئی مومن، مسلمان نہ رہے گا۔ حق پرستی، خوفِ خدا، آخرت پر ایمان، اعتقادِ قیامت اللہ جائیگا۔ جور و ستم، بیعتی، بدکاری، بد معاشی، فحاشی، لوٹ مار عام ہو جائے گی، کعبہ تک گرا دیا جائیگا۔ ان حالات میں صور اسرافیل شور مچائے گا۔

## نزول عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونگے،

کچھ ذکر آپ بھیجے پڑھ آئے ہیں تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں :-  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
 الَّذِي فَطَنِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا  
 عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخَنزِيرَ وَيَقْسِمُ بِالْحُدُودِ وَالْبَيْعِ  
 الْمَالِ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا  
 مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَقْرَعُوا ابْنَ شَيْمَةَ  
 وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ. (بخاری، مسلم،

• روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے۔ تحقیق

اتریں گے تم میں (یعنی تمہارے اہل دین میں)، عیسیٰ بیٹے مریم علیہما السلام۔ درحالیکہ حاکم عادل ہوں گے۔ توڑیں گے صلیب کو، اور قتل کریں گے سور کو۔ اور رکھ دیں گے جزیہ کو۔ اور بہت ہوگا مال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں،۔ یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی، یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے۔ پھر کہتے ہیں ابوہریرہ رض پس اگر شک رکھتے ہو تم اس چیز میں تو پڑھو اگرچہ چھوہ آیت اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے (یعنی یہود و نصاریٰ)؛ مگر کہ ایمان لائے گا حضرت عیسیٰ پر پہلے ان کے مرنے کے۔“

ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔ بعض بد عقیدہ لوگ حضرت ابن مریم کے نزول کے قائل نہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر کہہ رہے ہیں۔

کہ حضرت ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر غور کرو۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ۱ -  
 قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اس کے ہاتھ میں ہے۔ يَبْذُلُ فِيكُمْ  
 ابْنُ مَرْيَمَ۔ نازل ہوگا تم میں ابن مریم۔ اب جس کو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی قسم پر اعتبار نہ آئے۔ اس ظالم کا کیا علاج؟ اور پھر یہ حدیث  
 بخاری۔ مسلم کی ہے۔ جس کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔

حضرت عینے علیہ السلام حاکم عادل ہوں گے۔ بے دینوں، طعندوں،  
 مشرکوں، اور کافروں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ پھر اسلام کو غالب کر کے  
 اس کا حکم نافذ کریں گے۔ اور عدل و انصاف پھیلائیں گے۔

فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ۔ پس توڑیں گے صلیب کو۔ یعنی دین نصرانیہ  
 کو جو شرک سے بھر گیا ہوگا۔ باطل کریں گے۔ اور حکم کریں گے کتاب و  
 سنت پر۔ نیز لکڑی کی صلیب بنا کر جو عیسائی لگے ہیں لٹکائے ہیں،  
 اسے بھی مٹائیں گے۔

وَيَقْتُلُ الْجُنُودَ۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ یعنی سور کے پالنے،  
 کھانے اور بیچنے کو حرام کریں گے۔

وَيَضَعُ الْجُزْيَةَ۔ اور رکھ دیں گے جزیہ۔ یعنی اہل ذمہ سے جزیہ  
 نہ لیں گے۔ بلکہ حکم کریں گے اسلام قبول کرنے کا۔ کہ مسلمان ہو کر ہوا  
 نصرانیت کا پورا پورا قلع قمع کر دیں گے۔

اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی محتاج ہی نہ رہے گا۔  
 کہ اس کو جزیہ سے دیا جائے۔ اس لئے جزیہ پس گئے ہی نہیں۔

وَيَغْنِيَنَّ الْمَالَ۔ اور بہت ہوگا مال۔ یہاں تک کہ کوئی قبول نہ  
 کرے گا۔ ہر کوئی مالدار ہوگا۔ وہ کیوں کسی سے قبول کرے۔

یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا و مافیہا سے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں لوگ اتنے اللہ والے ہوں گے، دنیا سے بے رغبت۔ اور نماز، روزہ، اور عبادات کے فدائی ہوں گے۔ کہ وہ ایک سجدہ کو دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھیں گے۔ تمام متاع دنیا کے مقابلہ میں ایک سجدہ زیادہ قیمتی اور وقیح جانیں گے۔ دنیا جاتی رہے تو جائے، پر نماز نہ جائے۔ یعنی سجدوں (نمازوں) کے مقابلہ میں دنیا کو ٹھکرا دیں گے۔

حضرت ابوہریرہ نے کہا۔ کہ اگر تمہیں کسی طرح کا شک ہے، تو قرآن کی یہ آیت پڑھو :-

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِ۔

» اور نہیں کوئی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے مگر کہ ایمان لائیں گے

حضرت عیسیٰؑ پر اس کی موت سے پہلے «

یہود و نصاریٰ بگڑ چکے ہیں۔ ان کے عقیدے گندے اور مشرکانہ ہو

گئے ہیں۔ کئی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ کئی حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو اللہ کہتے ہیں۔ بعض اللہ کا بیٹا بتاتے ہیں۔ اور کئی اللہ

کا جز بناتے ہیں۔ تثلیث کا گنہہ عقیدہ بھی نصاریٰ ہی کا ہے۔ جب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تو وہ ان یہود و نصاریٰ کو

تبلیغ کریں گے۔ اور ان کے ایسے گندے اور مشرکانہ عقیدے درست

کریں گے۔ پھر وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال سے توبہ کریں گے۔ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صیح ایمان لے آئیں گے۔ ان کو عبدہ و رسولہ

مانیں گے۔ کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ نہ الٰہ ہیں۔

نہ بیٹا ہیں۔ نہ جز ہیں۔ یہ مطلب ہے مذکورہ آیت کا۔ کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر (صحیح) ایمان لے آئیں گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

جس وقت انہیں گے عیسیٰ بن مریم

سَلَّمَ وَاللَّهُ لَيُنزِلَنَّ ابْنَ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَلْيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ  
وَلْيَعْتَلِقَنَّ الْخَنزِيرَ وَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيُنزِلَنَّ الْقَلَاصَ فَلَا  
يُصِيبُ عَلَيْهَا وَتَلْدَنَّهُنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَ  
لَيَذْخُوتَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِي رِوَايَةٍ  
لَهُمَا قَالَ كَيْفَ اسْتَمَرَّا إِذَا نُزِلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ هـ

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
سلم نے فرمایا۔ قسم خدا کی البتہ انہیں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔  
(آسمان سے) اس حال میں کہ حاکم عادل ہوں گے۔ پس توڑینگے  
صلیب کو اور قتل کریں گے سوز کو۔ اور رکھ دیں گے جزیہ اور  
چھوڑی جائیں گی اونٹنیاں جو انہیں نہیں کی جائے گی سواری ان پر  
اور البتہ جانا رہے گا لوگوں میں سے کینہ اور بغض اور حسد۔  
اور البتہ بلائیں گے حضرت عیسیٰ لوگوں کو طرف قبول کرنے مال کے  
پس نہیں قبول کرنے کا ابن کو کوئی۔ یعنی بسبب استغفار کے،  
اور بخاری مسلم میں ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوگا۔ حال تمہارا جب کہ انہیں گے عیسیٰ بن  
مریم کے درمیان تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔

(بخاری مسلم)

ملاحظہ ہو۔ اس حدیث میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے۔ اور حاکم عادل ہوں گے۔ توڑیں گے صلیب کو، یعنی عیسائیت کا ابطال کریں گے۔ اور سور کو قتل کریں گے، یعنی اس کا کھانا حرام کرینگے آج ساری دنیا کے عیسائی سور کو کھاتے ہیں۔ اس کو حضرت عیسیٰ قانونا بند کر دیں گے۔

اور پھوٹری جائیں گی اونٹنیاں جو ان۔ یعنی اور بہت سی سواریاں نکل آئیں گی۔ اس لئے اونٹنیاں سواری کے لئے بیکار ہو جائیں گی۔ ان سے سواری کا کام نہیں لیا جائے گا۔ آج کل بھی ملک عرب میں ہوائی جہاز، ریل۔ کاربن۔ لاریاں۔ بسیں۔ موٹریں۔ سکوٹر۔ سائیکل عام ہو گئے ہیں اب کون اونٹ کی سواری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے :-

وَإِذَا الْفِئْرَانُ مَطِيئَاتٌ - (نہ ع ۶) - اور جب دس مہینے

کی گیا بھن اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی :-

قرآن نے قیامت کی نشانیوں میں ایک یہ بھی بتائی ہے کہ گیا بھن، یعنی جو ان اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ کتنی صحیح خبر ہے قرآن کی۔ دیکھ لو۔ آج عرب میں اونٹنیاں پھٹی پھٹی پھر رہی ہیں۔ ان کی جگہ دُور حاضر کی سواریوں نے لے لی ہے۔ کامر۔

جاننا رہے گا لوگوں میں سے کینہ۔ اور بغض اور حسد یہ سب باتیں مال و دولت، اور دنیا کی محبت کے باعث ہوتی ہے۔ جب مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی خیرات لینے والا نہ ملے گا۔ اور لوگ دُور عیسیٰ میں اتنے خدا پرست ہو جائیں گے۔ کہ وہ نماز کے ایک سجدہ کو دنیا و ما فیہا سے

بہتر جائیں گے۔ تو پھر کہینہ، بغض اور حسد کیونکر ہو سکتا ہے۔

وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ امام تمہارا تم میں سے ہوگا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے بھی امامت نماز کی حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اس کے بسبب اس امت کے شرف اور بزرگی کے

اِکْ جَمَاعَتِ قِيَامَتٍ تَكْحَقُّ بِرَبِّهِ كِي  
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيُنزَلُ عَيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا رِبَّ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمْرَاءُ تَحْرَمَةَ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ - (رواه مسلم)

”حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ رہے گی۔ ایک جماعت میری امت سے کہ لڑے گی حق پر واسطے حق کے۔ درحالیکہ غالب ہوں گے (اپنے دشمنوں پر) قیامت تک۔ (یعنی قرب قیامت تک، فرمایا حضورؐ نے، پس انہوں نے عیسیٰ بیٹے مریم کے راسمان سے) پس کہے گا امیر امت کا۔ (یعنی امام مہدی علیہ السلام) لے عیسیٰ! آؤ نماز پڑھاؤ ہم کو! (کیونکہ اوئی اور افضل ساتھ امامت کے تم ہو)۔ پس کہیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں امامت کرتا میں۔ تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر ہیں۔ بسبب بزرگ رکھنے اللہ تعالیٰ کے اس امت مکرمہ محمدیہ کو۔ (صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علیہم)“

مُلاحَظہاً۔۔ اس حدیث میں ایک جماعت کے تاقربِ قیامتِ حق پر قائم رہنے اور حق کے لئے لڑنے کی خیر دی گئی ہے۔ یہ مبارک خبر صرف اس امت کے لئے ہے۔ ورنہ اس سے پہلی امتیں گمراہ ہو گئی ہیں۔ جیسا کہ حدیث مشکوٰۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔

بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے تھے۔ سب کے سب گمراہ تھے، لیکن میری امت میں بہتر فرقے ہو جائیں گے۔ بہتر تو گمراہ ہوں گے لیکن ایک جماعت قیامت تک حق پر رہے گی۔ جس کی شناخت میں آپ نے فرمایا۔ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي۔۔ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ یعنی جس راستے پر میں۔ اور میرے پیچھے میرے صحابہ چل رہے ہیں۔ اس راہ پر چلنے والی جماعت حق پر ہے۔ اور قیامت تک حق پر رہے گی۔

یہ جماعت (جو صرف کتاب و سنت پر چلے گی)، ہمیشہ حق کے لئے لڑے گی اور دشمن اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ جماعت موجود ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام | امامت حضرت مہدی علیہ السلام ہی کراہینگے | اور حضرت مہدی علیہ السلام

اکٹھے ہوں گے۔ نماز کا وقت آئے گا۔ تو حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے۔ آئیے آپ نماز کی امامت کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں امامت نہیں کراؤں گا۔ آپ ہی کراہیں۔ کیونکہ امتِ محمدیہ کو اللہ نے بڑا شرف، اور بزرگی بخشی ہے۔ اس لئے تم میں سے ہی امام ہوگا۔

حضرت عیسیٰ رحمتِ عالم کی قبر کے پاس دفن ہونگے | رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ یَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ ذَيْتُزَوْجٍ وَيُؤَلِّدُ لَهُ  
 عِيسَى بَيْتِ مَرْيَمَ كَمَا نَزَلَ مِنْ سَمَانٍ سَ، زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پھر نکاح کریں گے  
 اور پیدا کی جائے گی ان کے لئے اولاد۔ ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَأَتُونِى  
 أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِى وَاحِدًا بَيْنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ - پھر میں گے  
 حضرت عیسیٰ، پس دفن کئے جائیں گے نزدیک میرے بیچ میرے مقبرے کے۔  
 پس انھوں گا میں اور حضرت عیسیٰ ایک مقبرہ میں درمیان ابو بکرؓ و عمرؓ  
 کے۔ (مشکوٰۃ شریف)

## نَفْحَةُ صُورٍ بَارِئِ

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ (نکا ۳۷)

بلکہ وہ (قیامت) ایک دم سے ان پر آ موجود ہوگی۔ اور  
 ان کو ہکا بکا کر دے گی۔ پس وہ نہ تو اس کو ہٹا سکیں گے  
 اور نہ ان کو جہلتی ہی ملے گی :-

ملاحظہ :- لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں گے۔ کوئی چیزیں

سہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس وقت قیامت جا ہوگی۔ تو بعض لوگ  
 دودھ دوپتے ہوں گے اور دودھ ان کے منہ تک نہ جلنے پائے گا۔ کہ قیامت قائم ہو  
 جائے گی، وہ آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے۔ اور سود ختم نہیں  
 کرنے پائیں گے کہ قیامت آجائے گی۔ ایک شخص اپنے حوض کو بیس کر رہا ہوگا۔ بیس کر  
 کے باہر نہ نکلنے پائے گا۔ کہ قیامت آجائے گی۔ (صحیح مسلم)

خریدنا ہوگا۔ کوئی بیچتا ہوگا۔ کوئی کھانا کھاتا ہوگا۔ کوئی پانی پینا ہوگا۔ غرض ہر کوئی اپنے کام میں لگا ہوگا۔ کسی کو کچھ علم نہ ہوگا۔ کہ ایک سینڈ کے بعد کیا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اچانک ایک باریک اور طویل آواز سنائی دے گی۔ یہ آواز ہر جگہ ایک جیسی ہی سنائی دے گی۔ جو ساعت بساعت سخت اور تیز اور بلند ہوتی جائے گی۔ اور ایک آدھ منٹ کے اندر آسمانی بجلی کی طرح کڑک اور گرج شروع ہو جائے گی۔ جس سے خلقت کے اندر ہول۔ دہشت۔ اور حیرانی پیدا ہوگی۔ زمین لرزے گی۔ سخت زلزلہ اور ہیبت ناک بھونچال آئے گا۔ جو مسلسل جاری رہے گا۔ اور بڑھتا ہی جائے گا۔ جنگل کے وحوش گھبرا کر شہروں کا رخ کریں گے، اور شہر کی خلقت حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگلوں کی جانب دوڑے گی۔ اور لوگ بے ہوشی اور مدہوشی کے عالم میں ایک دوسرے کے اوپر گریں گے ان کے جگر پھٹ جائیں گے، دماغ معطل ہو جائیں گے۔ اور ان واحد میں ان کی لاشیں زمین پر تڑپنے لگیں گی۔ اسی طرح تمام خلقت مرجائے گی، وہ تباہی۔ اور بربادی ہوگی۔ کہ الامان والحفیظ۔ زمین پھٹنے لگے گی۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں گے۔ ستارے جھڑ جائیں گے۔ سورج اور چاند بھی بے نور ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ دریاؤں کا پانی بھی جوش مارنے اور کھولنے لگے گا۔ بادل اور آندھی کے زور سے اندھیرا چھا جائے گا۔ اور وہ آواز بڑھتی چلی جائے گی۔ بالکل جس طرح بجلی زور سے کڑکتی ہے۔ اور بادل گرجتا ہے۔ کہ خلقت کلیجہ مقام لیتی ہے۔ الحاصل تمام کائنات درہم برہم ہو جائے گی۔

انسانوں کا نام و نشان نہ رہے گا۔ جن نیست و نابود ہو جائیں گے

اور فرشتے بھی موت کی نیند سو جائیں گے۔ تمام مویشی اور ذی روح ، ہلاک ہو جائیں گے۔ ملک الموت ابلیس کو ڈھونڈ کر گریز مار مار کر رُوح قبض کرے گا۔ اور جس قدر سختی نزع کی ساری خلقت کو ہوگی۔ اتنی اکیلے ابلیس کو ہوگی۔ کیونکہ تمام اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور ان کو جہنم کی راہ دکھانے والا یہی ابلیس ہے۔ جن شرار الناس پر قیامت قائم ہوگی وہ بھی سب اسی ابلیس کے شر سے شرار الناس بنے ہیں۔ غرض مَثَلٌ مِّنْ عَلَیْمَا فَابْنَ - سب کچھ فنا ہو جائے گا۔

نَفْخِ صُورِ كَے دَوْرانِ گھبراہٹ کا عالم | وَیَوْمَ نُنْفَخُ فِي السُّمُورِ  
فَقَفَّعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ (پہا ۳)  
”اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے۔ مگر جسے چاہے اللہ۔ اور سارے کے سارے عاجز ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے!“

ملاحظہ ہو۔ یعنی جب صور پھونکا جائے گا۔ تو تمام آسمانوں اور زمین والوں پر فزع کا عالم طاری ہوگا۔ ان پر گھبراہٹ مسلط ہوگی۔ بے قراری اضطراب اور بدحواسی چھا جائے گی۔ ہوش اڑ جائیں گے۔

إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ۔ مگر جسے چاہے اللہ۔ یعنی اللہ جسے چاہے فزع صور سے بچائے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ بعض زندہ رہیں گے اور وہ مریں گے نہیں۔ چنانچہ چاروں مقرب فرشتے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نَفْخِ صُورِ كَے بعد زندہ رہیں گے :

جب نغزہ صومر ختم ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت میکائیل علیہ السلام کی روح قبض کر لے گا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کی روح۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کی روح قبض کرے گا۔ اور سب سے اخیر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی موت واقع ہوگی۔

بعضوں نے ان چاروں فرشتوں کے علاوہ عالمین عرش کو بھی فرز سے مشتتہ کیا ہے۔ نغزہ کے بعد ان سب کی روہیں بھی قبض کی جائیں گی، البتہ جنت۔ دوزخ۔ لوح۔ قلم۔ کرسی۔ عرش۔ ارواح۔ صومر۔ فنا نہ ہوں گے۔ لیکن بعض تفاسیر میں ہے۔ کہ ایک لحظہ کے لئے یہ بھی فنا ہو کر پھر بے اذن اللہ موجود ہو جائیں گے۔

لِأَصْحَابِ نَعْمَةٍ أُولَىٰ كَيْفَ يَشَاءُ اللَّهُ مَا فِي كِتَابِهِ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ هُمْ إِلَىٰ اللَّهِ عَاكِفُونَ۔ اور د نغزہ ثانیہ کے بعد سب کے سب اللہ کے پاس عاجز ہو کر حاضر ہوں گے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

پنجے میں لیگا اللہ زمین کو اور پیٹے گا آسمان کو،

يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ

ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ إِنَّ مُلُوكَ الْأَرْضِ هِ د بخاری مسلم

”پنجے میں لیگا اللہ زمین کو قیامت کے دن، اور پیٹے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں۔ پھر فرمائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں ہوں بادشاہ دینی نہیں ہے بادشاہت حقیقی مگر میرے ہی لئے۔ اور میں شہنشاہ ہوں۔“

کہاں ہیں بادشاہ جو زمین میں بادشاہی کا دعویٰ کرتے تھے؟

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ زمین کو مٹی میں مے گا۔ اور آسمان کو پیٹ لے گا۔ اس سے اللہ کی عظمت، جلال اور کبریا کی کاہتہ چلتا ہے، اللہ اکبر! اتنی بڑی زمین اور اس قدر وسیع آسمان کو اللہ صفت کی طرح پیٹ کر رکھ دے گا۔ اور جب تمام اہل آسمان اور اہل زمین نیست و نابود ہو جائینگے توئی بھی نہ رہے گا۔ تو پھر فرمائے گا۔ اَنَا الْمَلِكُ۔ میں ہوں بادشاہ، یعنی بادشاہوں کا بادشاہ۔ جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے، آج کہاں ہیں بادشاہ؟ یعنی جو دنیا میں بادشاہی کے دعوے کرتے تھے۔ آج کہاں ہیں؟ سناٹا ہوگا۔ کون جواب دے۔

قرآن مجید میں بھی یہ مضمون آیا ہے۔

يَوْمَ هُمْ بَارِضُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ اللَّهُ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۗ لَبِئْسَ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ۗ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پک ۷۷)

”جب (سب) لوگ (اللہ کے) سامنے آ موجود ہوں گے۔ (اور) ان کی بات اللہ سے مخفی نہ ہوگی۔ (اللہ کی طرف سے نہ ہوگی) آج کس کی بادشاہی ہے؟ (اور) اسے ہیبت کے سب خاموش ہوں گے۔ پھر اللہ اپنے سوال کا جواب آپ ہی دے گا۔

لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ (آج) بادشاہی اللہ زبردست ہی کی ہے۔“

کینوکر چین سے پیچوں میں | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِالْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَيْفَ أَنْتُمْ وَصَاحِبُ الصُّورِ قَدِ اتَّقَمَهُ فَأَمْسَى سَمْعَهُ وَحَنَى جِبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْعِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا

تَاْمُرُنَا قَالَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَالْوَكِيْلُ (ترمذی)

حضرت ابی سعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ میلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں کیونکر چین سے رہوں۔ حالانکہ صاحبِ صوَر حضرت اسرافیل علیہ السلام رکھے ہوئے ہیں صور کی ایک طرف اپنے منہ میں پھونکنے کے لئے۔ اور کان بھکا رکھا ہے۔ اور پیشانی کو بل دے رکھا ہے۔ اور اس امر کے انتظار میں ہے کہ کس وقت نوحِ صوَر کا حکم دیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! دلیے وقت میں، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ پڑھو۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَالْوَكِيْلُ ۙ

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۙ  
اِذَا الْكَوْكَبَاتُ امْتَرَتْ ۙ

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ  
وَإِذَا السُّمُورُ بُعْثِرَتْ ۙ عَلِمْتَ مَا  
قَدَّمْتَ وَأَخَّرْتَ ۙ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّتْ بِرَبِّكَ الْكَوْكَبُ  
الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ ۙ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۙ  
كَلَّا بَلْ تُكذِّبُونَ بِالذِّينِ ۙ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۙ كَوَامًا كَاتِبِينَ  
يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۙ (سج ۷)

ارشادِ خداوندی ہے

”یاد کرو وہ وقت غافلوی جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب  
سائے بھڑ جائیں گے۔ اور جب دریا بہ چلیں گے۔ اور جب قبریں  
اٹھائی جائیں گی۔ (اس وقت) ہر شخص جان لے گا۔ جو اس نے  
آگے بھیجا۔ اور پیچھے چھوڑا۔ اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے

کس چیز نے ہرکایا جس نے تجھے بنایا۔ پھر تجھے ٹھیک کیا۔ پھر تجھے کو برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا۔ تیری ترکیب کی۔ نہیں نہیں۔ تم تو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔ رسنوں یقیناً تم پر نگہبان بزرگ لکھنے والے مقرر ہیں۔ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

یعنی جب قیامت آئے گی۔ تو اس روز آسمان پھٹ جائے گا۔ آسمان کے پھٹنے کا مضمون کئی آیات میں آیا ہے۔ دیکھیے ارشاد ہوتا ہے :-

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ۔ رَبِّهَا۔ انشَقَّتْ۔۔۔ جب آسمان پھٹ جائیگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے۔ کہ یہ جہان درہم برہم اور تہ و بالا ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد ایک اور جہان آموچود ہوگا۔ اس جہان میں دنیا کے اعمال کی جزا اور سزا دی جائیگی۔ پھر اس نئے جہان کا آغاز دنیا کے فنا ہونے کے بعد ہوگا۔ فرمایا۔ کہ یہ آسمان پھٹ جائے گا۔ اور آسمان کا پھٹنا کچھ محال نہیں۔ کیونکہ دَاذَنْتَ رَبِّرَبَّمَا۔ اور وہ دَآسْمَانِ، اپنے رب کے حکم پر کان رکھے گا۔ یعنی جو کوئی اپنی امر اس کے لئے صادر ہوگا۔ وہ اسے فی الفور مانے گا۔ جو حالت اللہ علیہ گا۔ وہی حالت آسمان پر دفعۃً طاری ہو جائے گی۔ وَحَقَّتْ۔۔۔ اور آسمان کو لائق بھی یہی ہے۔ کہ حکم کی تعمیل کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آسمان ممکن ہے۔ اور ممکن اپنے وجود اور باقی رہنے میں اللہ کا محتاج ہے۔ تو ممکن اور محتاج کو جب تک اللہ چاہے قائم رکھے۔ جب چاہے مٹا دے۔ چنانچہ مٹا دے گا۔

آسمان کے فنا کرنے میں ان اولیاء پرست لوگوں کے وہوں اور شاروں کے کلام کی بھی تردید ہو گئی ہے۔ جو سعادت اور نحوست میں آسمان کو

مختار مانتے تھے۔ ناکامیوں اور نامرادیوں میں شعراء عموماً آسمان کو جلی کٹی سناٹے ہیں۔ اور اس کے علاوہ لوگ اجرام سماوی کو خیر و شر میں مختار مانتے اور ان کی نذر نیاز دیتے ہیں۔ کوئی زہرہ کو، کوئی آفتاب کو، کوئی مشتری کو، کوئی عطارد کو، سعادت کا مختار مانتے ہیں۔ چنانچہ اب تک ہندو ان سیاروں کے نام پھیٹے اور بتوں کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ سیارے ان کو برکتوں اور خوش بختیوں سے نوازیں گے۔ اہل عرب دور جاہلیت میں آسمان کی گردش اور سیاروں کی رفتار کے ساتھ اپنی قسمتوں کو وابستہ جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر سب کے اوہام و خیالات کو باطل کر دیا۔ کہ یہ آسمان پھٹ جائے گا۔ اور یہ سب سیارے اور ستارے بے فور ہو کر جھڑ پڑیں گے۔ اجرام سماوی درہم برہم ہو جائیں گے۔ فالطوا! اللہ سے لو لگاؤ۔ اس کی عبادت میں جان کی خیر جانو۔ یہ اجرام علوی اور اجرام سفلی سب برباد ہو جائیں گے۔

السَّمَاءُ مُنْقَطِرَةٌ بِهِ - زلزال، آسمان پھٹ جائے والا ہے ساتھ اس کے۔

پوری آیت یہ ہے۔۔ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمَ مَا يُخَالِفُونَ  
الْبُؤْدَانَ شَيْبَانَ السَّمَاءِ مُنْقَطِرَةٌ بِهِ لَكَانَ وَعَنْكَ مَا مَعُولَاهُ مَرْن  
سے اللہ فرماتا ہے داسے کافرو!۔ اور نبی رحمت کے ہاٹیوا) اس  
دن (قیامت) سے کیونکر بچو گے جو لڑکوں کو بوڑھا کر دے گا؟  
یہ کتنا ہے اس دن کی سختی، شدت، اور درازی سے، کہ مارے غم  
اور ہیبت کے لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے۔ غم اور الم سے بوڑھا پا جلتا آ  
جاتا ہے۔ تو قیامت کے روز بالفرض اگر لڑکے بھی ہوں گے۔ تو اس دن

کی درازی اور خوف و ہراس سے ان کے سر سفید ہو جائیں گے۔ یعنی بڑا اندوہناک دن ہوگا۔ ہمیت ذوالجلال سے آسمان کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ **كَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا**۔ اس دن کا وعدہ یقیناً سچ ہے۔ اور ہو کر رہے گا۔ قیامت کے دن میں کوئی شبہ نہیں۔

**وَقَتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا**۔ اور کھولا جائے گا آسمان پر جو ہو جائیں گے دروازے؟

یعنی صور پھونکنے سے آسمان میں درازیں پڑ جائیں گی ان درازوں کو دروازوں سے تعبیر کیا ہے۔ جس طرح دنیا کی چھت میں گرتے وقت درازیں پڑتی ہیں۔ ایسے آسمان کا چھت پھٹے گا۔ اور اس میں درازیں پڑ جائیں گی۔ اور پھر برباد ہو جائے گا۔

**ذِيَوْمَ نَسْفَعُ السَّمَاءَ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلُ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِيلًا الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ يَوْمِي فِي السَّمَاءِ بِالرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا أَدْبَابًا** اور جس روز بادلوں سے آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جو درجوں فرشتے اترنے لگیں گے۔ تو اس دن واقعی، بادشاہت رحمن ہی کی ہوگی۔ اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہوگا۔

غمام ابر سفید کو کہتے ہیں۔ آسمان پھٹتے ہی سفید ابر نمودار ہوگا۔ جس میں فرشتوں کے پمے کے پمے اتریں گے۔ اور میدان حشر میں سب لوگوں کو گھیر لیں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو سب انسانوں اور تمام جنوں کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا۔ تمام جانور، چوپائے، درندے، پرندے، اور کل مخلوق وہاں موجود ہوگی۔

پہلے اول آسمان پھٹے گا۔ اور اس کے فرشتے اتریں گے۔ جو تمام مخلوق کو جو طرف سے گھیریں گے۔ اور ان کی گنتی سے زیادہ ہوں گے۔ پھر دوسرا آسمان پھٹے گا۔ اس کے فرشتے آئیں گے۔ جو زمین کی اور آسمان اول کی تمام مخلوق کی گنتی سے بھی زیادہ ہوں گے۔ پھر تیسرا آسمان شقی ہوگا۔ اس کے فرشتے دونوں آسمانوں کے فرشتوں، اور زمین کی مخلوق سے بھی زیادہ ہونگے سب کو گھیر کر کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر اسی طرح چوتھا۔ پھر پانچواں پھر چھٹا اور پھر ساتواں آسمان پھٹے گا۔ دابن کشید:

بادشاہی اس دن صرف اللہ رحمن ہی کی ہوگی۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ خاموشی اور سناٹا ہوگا۔ وَكَانَ يُؤْمِنُ عَلَى الْكُفْرَيْنِ عَسِيْرًا۔ اور یہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔ رومیں گے۔ چلائیں گے۔ کوئی حامی، ناصر اور واقف نہ ملے گا۔ جو کچھ کام آسکے۔

فَاِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ

”پس جب آسمان پھٹ جائے گا۔ پس ہو جائیگا۔ سرخ مانند چمڑے کے“

یعنی آسمان پھٹ کر سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا۔ ایک روایت میں گلابی رنگ کی مانند ہوگا۔ ورد۔ گلاب کے پھول کو کہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ پہلے گلاب کے رنگ کی مانند ہوگا۔ پھر سرخ ہو جائے گا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آسمان متعدد رنگ تبدیل کرے گا۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ جیسے روغن گلاب کا رنگ ہوتا ہے۔ زیتون کے تیل کی تلچھٹ کی مانند ہوگا۔ سرخ چمڑے کی طرح ہوگا۔ خدا کی ہیبت اور دہشت سے کسی رنگ تبدیل کر کے پارہ پارہ ہو جائے گا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیاں بیان فرما رہا ہے۔ اور علوی اور سفلی نظام کا درہم برہم ہونا بتا رہا ہے۔ کہ

یہاں کسی نے بیٹھ نہیں رہنا۔ یہاں کی ہر چیز راہی اور فانی ہے۔ ہر شے معرض فنا میں ہے۔

وَإِذَا الْكُوكُوبُ انْتَثَرَتْ.. اور جب تارے بھڑبھڑائیں گے،

جب آسمان ہی پھٹ گیا۔ اور پارہ پارہ ہو کر برباد ہو گیا۔ تو تارے

کہاں رہیں گے؟۔ یقیناً تارے بھی سب گر پڑیں گے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ.. اور جب دریا بہ چلیں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ سمندروں کو ایک دوسرے میں بہا دے گا۔ کھاری اور

میٹھے سمندر آپس میں خلط ہو جائیں گے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس

وقت سمندروں کا پانی ٹھیرا ہوا ہے۔ جب ان میں تغیر ہوگی۔ یعنی

قیامت کو ان کا ساکن پانی رواں کیا گیا۔ تو سب پانی بہ کر دور ہو

جائے گا۔ اور اس کے نیچے سے دوزخ کی آگ جوش مارے گی۔ غرض اللہ

تعالیٰ اس فانی کائنات کو مٹا دے گا۔ اس غضب کے آگے کوئی چیز

ثابت و قائم نہ رہے گی۔

وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ.. اور جب قبریں اٹھائی جائیں گی۔

یعنی قبریں پھٹ جائیں گی۔ اور ان کے شق ہونے کے بعد مردے جی

اٹھیں گے۔ الحاصل۔ آسمان شق ہوگا۔ ستارے بکھریں گے۔ سمندر بہ

نکلیں گے۔ اور قبروں سے مردے جی اٹھیں گے۔ تو پھر۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّ مَتَّ وَآخَرَتْ.. تو اس وقت یعنی

قیامت کے دن، ہر نفس جان لے گا۔ جو اس نے آگے بھیجا۔

اور جو پیچھے چھوڑا۔

مَّا قَدَّ مَتَّ.. وہ اعمال نیک و بد جو عمل میں لایا تھا۔

مَا أَخْرَجْتُمْ - ”جو طریقہ مرنے کے بعد چھوڑ آیا تھا کہ اس پر دوسروں نے اقتدار کی“

پس اگر نیک طریقہ (سنت کے مطابق) چھوڑ آیا تھا۔ تو جس نے اس سنتوں نیک طریقہ پر عمل کیا۔ اس نے ثواب پایا۔ اور جتنے بھی اس نیک طریقے پر عمل کریں گے۔ ہر ایک کے ثواب کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔ پس یہی پیچھے چھوڑا ہوا کام ہے۔

تمام نیک اور بد اعمال جو زندگی میں کئے۔ وہ مَا قَدَّمْتُمْ ہیں۔ اور جو نیک اور بُرے کام اور طریقے اور چلن پیچھے چھوڑ مرا۔ وہ مَا أَخْرَجْتُمْ ہیں۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ کر کے مرا۔ تو یہ مَا قَدَّمْتُمْ ہے۔ اور جو شرک، اور بدعات کے کام جاری کر کے مرا۔ وہ مَا أَخْرَجْتُمْ ہیں۔ پھر جتنے لوگ ان شرک و بدعات پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس کی گردن پر ہو گا۔ یہ سب باتیں عرصہ محشر میں آدمی کو معلوم ہو جائیں گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے نیک طریقہ اختیار کیا۔ پھر اس کی نیک چلنی کی پیروی دوسروں نے اختیار کی۔ تو اس کو اپنا ثواب ہے۔ اور پیروی کرنے والوں میں سے ہر ایک کے مثل ثواب ہے۔ بدوں اس کے کہ پیروی کرنے والوں کے ثواب سے کچھ کم ہو۔ اور جس شخص نے بد چلن نکالا۔ اور لوگوں نے اس کی پیروی کی۔ تو اس پر اپنی بد چلنی کا گناہ ہے۔ اور پیروی کرنے والوں میں سے ہر ایک کے گناہ کے برابر گناہ ہے۔ بدوں اس کے کہ پیروی کرنے والوں کے گناہ سے کچھ کم ہو

پھر حضرت حذیفہؓ نے یہ آیت پڑھی - عَلِمْتُ نَفْسًا مَّا قَدَّ مَثًا وَآخَرَتْ

(رواہ حاکم)

مذکورہ حدیث حضورؐ نے اس وقت ارشاد فرمائی۔ جب واقعہ ذیل پیش آیا۔ کہ ایک روز حضور انورؐ مع اصحاب کے مسجد میں تھے۔ کہ اچانک ایک جماعت آئی۔ جو تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ اور فقط ایک کسلی اپنے بدن پر پیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے سلام کیا۔ حضور انورؐ نے جواب دیا۔ یہ لوگ قنبد مضر کے تھے۔ ان کا فقر و فاقہ دیکھ کر آپ کا چہرہ مبارک رنجیدگی کے طور پر متغیر ہو گیا۔ اور آپ نے لوگوں کو جمع کر کے وعظ فرمایا۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ قیامت کی ہولناکیوں اور عذابوں سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کے واسطے جو کچھ ہو سکے صدقہ کرو۔

حضورؐ خاموش ہوئے اور مجمع کے لوگ سر نیچا کئے ہوئے سنتے رہے۔ پھر آپ نے نصیحت کے ساتھ صدقہ کے لئے آمادہ کیا۔ پھر تیسری بار بھی رغبت دلائی۔ اس وقت ایک نوجوان انصاری اٹھ کر گیا اور اپنے گھر سے روپیہ کی ایک پٹیلی لایا۔ جو اس کے دونوں ہاتھوں سے نہیں اٹھتی تھی۔ یہ پٹیلی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈالی۔ اس کے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ دوڑے۔ اور جو کچھ جس سے ہو سکا۔ روپیہ۔ اناج۔ خرمہ۔ کپڑا۔ ہر ایک نے لا کر پیش کیا۔ اور دن چڑھے تک دلاں اناج وغیرہ کا ایک انبار لگ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے لہلہانے لگا۔

تو اس حدیث کا مصداق وہ نوجوان انصاری تھا۔ کیونکہ اس نے اول صدقہ لانے کی چال نکالی۔ اور اس کی پیروی میں دوسرے لوگ لائے۔

کریم کے تخلیقی انعامات قیامت کے روز سب کافر اور آخرت پر شک کرنے والے جانیں گے۔ کہ وہ دنیا میں غلطی

پر تھے۔ شیطان نے ان کو فریب اور چکر دے رکھا تھا۔ دراصل قیامت ، آخرت ، جنت ، دوزخ ، سب برحق ہیں۔ پھر اس وقت ایمان لانا کچھ مفید نہ ہو سکے گا۔ لہذا اسی دنیا میں ایمان لانے کی اللہ نے تاکید فرمائی ہے۔

شیطان نے انسان کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اور دنیا کی زیب و زینت ، آرائش و جمال ، اور شہوانی لذت میں اسے غرق کر دیا ہے۔ دنیا کے مال و متاع کے شیدائی ، اور ان سے لذت اندوز ہونے والے خود کو خوش قسمت جانتے ہیں۔ اور غربت و افلاس کو علامت بدبختی تصور کرتے ہیں۔ اور فانی دنیا کی لذتوں کے نئے میں مست ہو کر آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں۔ کفار تو مرنے کے بعد زندہ ہونے کو محال جانتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب جسم خاک ہو گیا۔ تو پھر یہ دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے۔ یہ ریح عقل سے بید ہے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت ، اور قدرت کو بالکل نہ پہچانا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا عَرَفْتَ رَبَّكَ الْكَرِيمَ الَّذِي خَلَقَكَ  
فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رُبَّكَ - (سپتہ ۷)

”اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکے میں ڈالا۔ اپنے رب کریم سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پس درست کیا تجھ کو۔ پھر معتدل کیا تجھ کو پھر جس کسی صورت میں چاہا مرکب کر دیا تجھ کو۔“

یعنی اے ابن آدم! تو نے اپنے عظمت والے خالق لایزال سے کیوں نافل برت رکھا ہے۔ کس چیز نے تجھے اس کی نافرمانی ، انکار ، اور باہر پر

اکسا دکھا ہے۔ کیوں تو اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ کیوں اس کی طرف سے دھوکے میں آ گیا ہے۔ کیوں اس کی پاک ذات سے مغرور ہو گیا ہے، اپنے رب کریم سے کس چیز نے تجھے برگشتہ کر دیا ہے۔ کہ تو فریب اور دھوکے میں آ گیا۔ آخر کیوں؟ اے پانی کی بوند!۔ بول تجھے کیا ہو گیا ہے، اپنی حقیقت کو بھول گیا۔ اپنے خالق برتر کو کہتا ہے۔ مَنْ يُخِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ۔ کون زندہ کرے گا ہڈی کو جب کہ وہ سڑ گئی ہوگی۔ بھر بھری، اور خستہ ہو چکی ہوگی۔ حالانکہ تجھ کو معلوم ہے۔ کہ تو پانی کی بوند شکم مادر میں تھا۔ وہاں تیری ہڈیاں بھی بنیں۔ ان پر گوشت بھی چڑھا۔ پھر جان بھی پڑی۔ اور تو دنیا میں آ گیا۔ اب کہتا ہے۔ کون بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرے گا۔ اتنی جلدی اپنے خالق برتر سے دھوکے میں آ گیا۔ فریب کھا گیا۔ حیاتی دنیا نے تجھے مغرور کر دیا۔ دراصل تو سزا بھول گیا۔ آخرت کو فراموش کر چکا۔ اللہ کو منہ دکھانے پر یقین نہیں رہا۔ حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ ثُمَّ لَوْكَ۔ پھر تجھے درست کیا۔ پیدائش کے ساتھ تسویہ اس کا بڑا انعام ہے۔ کہ قد و قامت میں راستی بخشی۔ فَعَدَّلَكَ۔ پھر برابر کیا۔ یعنی اعضا میں اعتدال عطا کیا۔ دونوں ہاتھ برابر بنائے۔ ایک ہاتھ بڑا ہوتا۔ دوسرا چھوٹا ہوتا۔ آدمی بڑا لگتا۔ ایک ٹانگ بڑی ہوتی۔ دوسری چھوٹی ہوتی۔ تو چلتے وقت اس کی کیا حالت ہوتی۔ ننگرا ہوتا۔ آنکھیں چھوٹی بڑی ہوتیں۔ اس سے ڈر لگتا۔ غرض تمام اعضاء میں اگر اعتدال نہ ہوتا۔ برابر ہی نہ ہوتی۔ تو آدمی بڑا بھدا۔ ڈراؤنا۔ اور بد ذیب ہوتا۔ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ۔ پھر جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دی۔ یعنی تیری ترکیب احسن تقویم میں فرمائی۔ تجھے خوب صورت انسان بنا دیا۔ اشرف المخلوقات کیا۔

امام احمدؒ نے حدیث روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز بخمیلی پر ایک قطرہ رکھ کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ کہ اے آدمی! تو کیا مجھے کسی بات سے عاجز کرے گا۔ حالانکہ میں نے تجھے ایسے ایک قطرے سے پیدا کر دیا۔ جنھے کہ جب تجھے ٹھیک پورے قدر و قامت میں ہوش و حواس کے ساتھ معتدل کیا۔ تو زمین پر اگڑا ہوا اپنے لباس کو دیکھتا چلا۔ پھر تو نے دنیاوی متاع ادھر ادھر سے سمیٹ کر جمع کی۔ اور دوسروں کو دینے سے روکی۔ یہاں تک کہ جب تیری ہنسی پر دم آیا۔ (یعنی زندگی سے مایوس ہوا)۔ تو کھنے لگا۔ کہ اب صدقہ کرتا ہوں۔ حالانکہ اب صدقہ کا وقت کہاں ہے۔ (رواہ ابن ماجہ ایضاً)

**الحاصلہ**۔ اللہ نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے تسویہ کا لباس پہنایا۔ اور تعدیل کے زیور سے آراستہ کیا۔ اور ترکیب میں حسن کا شاہکار بنا ڈالا۔ اسی شاہکار حسن کی تعریف کرتے شعرائے کرام کی عمریں بیت گئیں۔ اے تسویہ۔ تعدیل اور ترکیب کے حسین پیکر۔

یہ ثابت کر دیا تجھ کو بنا کر دستِ قدرت نے  
کہ ہو سکتی ہیں اتنی خوبیاں صورت میں انسان کی

اور۔۔۔

شبِ مہتاب میں اے سونے والے بسترِ گل پر  
پرستش کر رہا ہے چاند تیرے روئے تاباں کی  
فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

پھر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں پا کر اور دل بھانے والی صورتیں رکھتے ہوئے تم اس کی نافرمانی اور بغاوت کرتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ تمہارے

دلوں میں قیامت کا انکار اور تکذیب بھری ہوئی ہے۔ تم آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہو۔ چنانچہ فرمایا:-

كَلَّا بَلْ تُكَدِّبُونَ بِاللِّدِينِ - "نہیں نہیں۔ تم تو جزا سزا کے دن کو جھٹلاتے ہو۔" لیکن خبردار! - ذَرِّتْ عَلَیْكُمْ لِحْفِظِیْنَ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ • یَحْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ • - "یقیناً تم پر نگہبان بزرگ - لکھنے والے، مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ جانتے ہیں۔"

یعنی کاتب فرشتوں کا لحاظ رکھو۔ وہ تمہارے اعمال لکھ رہے ہیں۔ تمہیں خدا کی نافرمانی اور برائی کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ ان ہی کا لکھا ہوا تمہارا نامہ اعمال قیامت کے روز تمہارے سامنے رکھ دیا جائے گا اور کہا جائے گا۔ کہ اپنے کرتوت پڑھ لے۔ تمہاری ساری زندگی کے نیل و نہار خلوت اور جلوت کے کام اور اندھیرے اور اجالے کے کرتوت سب تم پڑھ لو گے۔ کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی۔ لہذا اب وقت ہے کہ گذشتہ اعمال بد سے توبہ کرو۔ اور آئندہ توجید پر، قیامت پر، آخرت پر صدق دل سے ایمان لے آؤ۔ اور عمل صالح کرتے ہوئے جان، جان آفرین کے سپرد کرو۔

**کراما کاتبین کا اکرام کرو** | صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -  
اے لوگو! تم حفظ کرام کاتبین کا اکرام رکھا کرو۔ جو رات دن کسی وقت تم سے جدا نہیں ہوتے ہیں۔ سولہ دو حالتوں کے۔ ایک حالت جنابت کی دعوت سے ہم بستر ہوتے وقت، یا احتلام ہو کر نہانے تک دور

سے دیکھتے رہتے ہیں، اور دوسری حالت کہ جب تم پہچانہ کو جانتے ہو تو پھر تم کو چاہیے کہ جب تم نہانے لگو۔ تو کسی دیوار سے یا اوٹ سے آڑ کر لیا کرو۔ (یعنی بے پردہ کھلے میدان میں ننگے نہ ہاؤ)۔ یہ حدیث ابن ابی حاتم نے باسناد جمید مجاہد تابعی سے مرسل روایت کی ہے۔

## فرشتے قطار اندر قطار حاضر ہونگے

كَلَّا إِذَا دُكِّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۖ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ  
صَفًّا صَفًّا ۚ وَجَاءَتْ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ  
الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى ۚ يَقُولُ يَلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۚ  
فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ۚ وَلَا يُؤْتِيهِمْ نَاقَةٌ  
أَحَدٌ ۚ (سپتہ ۱۴)

یقیناً جس وقت زمین بالکل پست کر کے بچھا دی جائے گی، اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے قطار قطار اور جس دن بہنم بھی لائی جائے گی۔ اس دن انسان عبرت حاصل کرے گا۔ لیکن آج عبرت کا فائدہ کہاں۔ وہ کہے گا۔ کاش میں نے اپنی زندگی کے لئے کچھ نیک کام، اعمال آگے بھیجے ہوتے۔ پھر اس دن نہیں عذاب کرے گا اس کے عذاب کے مثل کوئی۔ اور نہ جگرے گا اس کے مانند جگرے گا کوئی۔“

سب بلندیاں ہموار ہو جائیں گی | قیامت کی سختیوں۔ اور ہولناکیوں کے مناظر سے یہ بھی ہوگا۔ کہ اس

روز زمین پست کر دی جائے گی۔ پہاڑ وغیرہ برابر یکساں کر دیئے جائیں گے۔  
 دیکھئے۔ کے معنی ہیں، دیواروں، ٹیلوں، پہاڑوں وغیرہ کو توڑنا۔ بلندیوں  
 کو گرا کر پھیلا دینا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ روئے زمین کے مکانات، عمارات،  
 تمام پہاڑوں اور بلندیوں کو مہدم کر کے بچھا دیا جائے گا۔ اور ساری زمین  
 فرش مستوی ہو جائے گی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ! — ایسا خوفناک زلزلہ آئے گا۔  
 کہ کوئی اونچان اور بلندی نہ رہے گی۔ سب گرا کر پست ہو جائیں گی۔  
 ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے :-

اِذَا فُجِّرْنَا فِي السُّورِ فَخَلُّهُ وَاحِدًا ۚ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدَكَّتَا دَكَّةً وَاحِدًا ۚ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۚ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاٰهِيَةٌ ۚ وَالْمَلٰٓئِكُ عَلٰٓى اُرْجَابِهَاۙ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمْنِيَّةٌ ۚ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفٰٓى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۚ (پ ۵ ع ۵)

”پس جب پھونکا جائیگا  
 اٹھ فرشتے عرش کو اٹھائیں گے | سور میں پھونکنا ایک بار

اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ۔ پس توڑے جائیں گے توڑنا  
 ایک بار۔ پس اس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی۔ یعنی  
 قیامت، اور پھٹ جائے گا آسمان، پس وہ اس دن سست  
 ہوگا۔ (نکما بیے کار) اور فرشتے ہوں گے اس کے کناروں پر،  
 اور اٹھائیں گے عرش رب تیرے کا، اوپر اپنے۔ اس دن آٹھ  
 فرشتے،۔ (یاد رکھو) اس دن روبرو لائے جاؤ گے تم

اللہ کے) نہ چھی رہے گی تم میں سے کوئی بات چھی ہوئی "۔  
 وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۔ اور تیرا رب آئے گا۔ اور  
 فرشتے (بھی) قطار اندر قطار آئیں گے۔

میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کا آنا

میدانِ محشر میں رب العزت آئیں گے۔ اس آنے کی تاویل ہم نہیں کر سکتے۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ کا آنا مخلوق کی مانند ہے۔ کیونکہ خالق و مخلوق میں مباہنت یعنی جدائی ہے۔ جب جدائی ہے۔ تو مشابہت بھی نہیں ہے۔ جن چیزوں میں مباہنت ہوتی ہے۔ ان کی صفات لازمہ میں بھی مباہنت ہوتی ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی تاویل نہیں کرتے ہیں۔ مثل استوئی علی العرش کے۔ اس نے بیشک عرش پر قرار پکڑا ہے۔ اس صفت پر ہمارا ایمان ضرور ہے لیکن کیفیت ہم نہیں جانتے۔ ایسے ہی میدانِ محشر میں اللہ کا آنا مانتے ہیں اور کیفیت کے درپے نہیں ہوتے۔ بہر کیف اپنے بندوں کے فیصلے کرنے کے لئے اللہ آئے گا۔ اور فرشتے اس کے آگے صف بستہ ہوں گے۔

جہنم لائی جائے گی

وَجَائِي يُؤْمِنُ بِحُكْمِهِ۔ اور جن دن جہنم لائی جائے گی "۔  
 صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر آٹھ فرشتے ایسی صفت کے ہیں جن کے پیروں سے لے کر گھٹنوں تک اتنا خاکہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے لے کر دوسرے آسمان تک ان آٹھ فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کا لاش ہے اور عرش پر اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ مستوی ہے۔ (ابن ماجہ)

جہنم کی اس روز ستر ہزار لگا ہوں گی۔ ہر نگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ جو اسے گھسیٹ رہے ہوں گے۔

يَوْمَ هُنَّ يَتَذَكَّرْنَ الْاِنْسَانَ وَاَنْتَىٰ لَهٗ الْوَاكِلٰتُ ۗ۱۰۰ اس دن انسان عبرت حاصل کرے گا۔ لیکن آج عبرت کا فائدہ کہاں۔

یعنی جب قیامت قائم ہوگی، اور اللہ رب العزت فیصلہ قضا کے واسطے

**حشر میں آدمی پھپھٹائے گا**

حجاب اٹھائے گا۔ تو اس زور جہنم کو لائیں گے۔ اس دن انسان یاد کریگا کہ وہ کس خواب اور کس غرور میں پڑا تھا۔ نئے پرانے سب اعمال کو یاد کرے گا۔ برائیوں پر پھپھٹائے گا۔ اور نیکیوں کے نہ کرنے یا کم کرنے پر کھٹ افسوس ملے گا۔ گناہوں پر اذ حد تا دم اور شرمندہ ہوگا۔ آنسو بہائے گا۔ اور زار و قطار روٹے گا۔ لیکن اس وقت۔ عرصہ حشر میں اس پھپھٹانے اور افسوس کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

سزا احمد میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی بندہ اپنے پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک سجدے میں پڑا ہے اور خدا تعالیٰ کا پورا اطاعت گزار رہے۔ پھر بھی اپنی اس عبادت کو قیامت کے دن حقیر اور ناچیز سمجھے گا۔ اور چاہے گا۔ کہ میں دنیا کی طرف اگر دوبارہ لوٹایا جاؤں۔ تو اجر و ثواب کے کام اور زیادہ کروں۔

يَقُولُ يَلَيْتَنِي قَدْ صُمْتُ لِحَيَاتِي ۗ۱۰۰ ”آدمی اس روز کہے گا۔ اے کاش! میں نے اپنی حیات کم لئے پہلے تہ بیچ رکھا ہوتا۔“

یعنی ذخیرہ اعمال آگے بھیجا ہوتا۔ جو آج کے دن میرے کام آتا۔ اور اس جہنم کے عذاب سے بچنے کا وسیلہ بن جاتا۔

ایک دنیا کی زندگی ہے۔ جو فانی ہے۔ ایک آخرت کی زندگی ہے۔ جو باقی ہے۔ حشر کے میدان میں آدمی افسوس کرے گا۔ اور اس آخرت کی زندگی کے لئے اعمال کا فقدان پا کر کہے گا۔ اے کاش! میں نے اپنی حیاتِ آخرت کے لئے نیک اعمال آگے بھیجے ہوتے۔ لیکن وہاں افسوس کرنا۔ رونا چلانا۔ پھپھانا، ہٹے وائے پکارنا۔ سب باتیں بے سود ہوں گی۔ خاکِ فائدہ نہ ہوگا۔

یہ باتیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ انسان دنیا کی زندگی میں وقت کو غنیمت جان کر اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ کر لے، اور اسی زندگی میں جان لے۔ بلکہ یقین کر لے۔ کہ آخرت میں کب افسوس ملنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسی زندگی میں جو کچھ کرنا ہے۔ کر لے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُؤْتِيهِمْ ثَوَابَهُ أَحَدٌ۔

”پس اس روز نہیں عذاب کرے گا اس کے عذاب کے مثل کوئی اور نہیں جکڑے گا۔ اس کے مانند جکڑنا کوئی“

اللہ کا عذاب اور اس کی گرفت | یعنی قیامت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب

اور تھماں جیسی کسی کی پکڑ دھکڑ ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مش اور اس کی قید و بند، اور پکڑ دھکڑ کا جواب ہی نہیں ہے۔ اسکے غضب کے آگے کوئی دم نہیں مارے گا۔ جو عذاب اور بندش کہ اللہ کی قدرت میں ہے۔ وہ کسی کے امکان میں نہیں ہے۔ وہ ایسی گرفت، پکڑ، بندش اور عذاب کرے گا۔ جو دنیا میں کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ اور نہ کسی

کے وہم و قیاس میں آسکتا ہے۔ اور نہ ہی یہاں ممکن ہے۔

اے اللہ! ہم کو روز محشر کی سختیوں، اور اپنی گرفتوں اور عذابوں سے اپنی پناہ میں رکھنا۔ اور دنیا میں ہمیں ایسے نیک اعمال کی توفیق دے جو قیامت کے دن تیرے عذابوں اور سزاؤں سے بچاؤ کا ذریعہ بن سکیں

آمین!

اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں اور آسمان کو ہاتھ میں لپیٹ لیگا

ارشاد خداوندی ہے

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى  
عَمَّا يُشْرِكُونَ (پہلا ۴)

”ان لوگوں نے جیسی عظمت اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔

وہ اتنی عظمت والی ذات ہے کہ، ساری زمین قیامت کے

دن اس کی منہی میں ہوگی۔ اور تمام آسمان اس کے دلہنے لاکھ

میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک و برتر ہے ہر اس چیز سے

جسے لوگ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔“

مشرکوں، کافروں، ملحدوں، اور بے دینوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرو

عظمت جانی ہی نہیں۔ اس لئے وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک

ٹھہرانے لگے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر عزت والا، شان والا، جلال

و عظمت والا، بادشاہی والا کوئی نہیں ہے۔ نہ اللہ کا کفو ہے، نہ

ہمسر، نہ برابر ہی کرنے والا، نہ کوئی اس کی ذات میں شریک ہے، نہ

صفات میں۔

جو شخص اللہ کو ذات و صفات میں وحدہ لا شریک لڑ مانتا ہے اس کی قدرت، طاقت، اختیار، تصرف، قوی، بدنی اور مالی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور اس کے احکام کی خلوص سے پیروی کرتا ہے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی قدر کرتا ہے۔ اور جو شرک، بدعت کے عقائد و اعمال رکھتا۔ اور احکام خداوندی، اور فرائض الہی سے سراسر تغافل برتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کرتا۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم رسول اللہ صلی

## عظمت اور جلال والی ذات

اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ہم یہ اپنی کتاب میں لکھا پاتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل ساتویں آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ اور سب زمینوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ پھر فرمائے گا۔ کہ میں ہی سب کا مالک اور سچا بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات کی سچائی پر ہنس دیے۔ یہاں تک کہ آپ کے مسوڑھے مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ ر یعنی مذکورہ آیت وَالْأَرْضُ بِيَمِينِهِ قَبَضَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کر لے گا۔ اور آسمانوں کو اپنی داہنی مٹھی میں لے لیگا۔ پھر فرمائے گا۔ میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ زمینیں اس کی ایک انگلی میں ہونگی، اور آسمان

اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے۔ پھر فرمائے گا۔ میں ہی ہوں بادشاہ۔  
مسند احمد میں ہے کہ حضور نے ایک دن منبر پر اس آیت (مذکورہ  
آیت) کی تلاوت کی۔ اور آپ اپنا ہاتھ ہلاتے جاتے تھے۔ آگے چھپے لارہے  
تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی آپ بیان فرمائے گا۔  
کہ میں جبار ہوں۔ میں منکر ہوں۔ میں مالک ہوں۔ میں باعزت ہوں۔ میں  
کریم ہوں۔ حضور اس بیان کے وقت اتنا ہل رہے تھے۔ کہ ہمیں ڈر لگنے  
لگا۔ کہ کہیں منبر سمیت آپ کے اگرنہ پڑے۔

معجم کبیر طبرانی میں ہے۔ کہ حضور نے اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے  
فرمایا۔ میں آج تمہیں سورہ زمر کی آخری آیتیں سناؤں گا۔ جسے ان سے  
رونا آگیا وہ جنتی ہو گیا۔ پھر آپ نے آخر سورۃ تک کی وہ آیتیں تلاوت  
کیں۔ بعض روئے۔ اور بعض کو رونا نہ آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا میں پھر  
پڑھوں گا۔ جسے رونا نہ آئے۔ وہ رونی شکل بنا کر بہ تکلف روئے۔  
وہ آیتیں یہ ہیں۔ ان کو پڑھیں۔ اور آخرت میں پیش آنے والے  
حالات پر غور کریں۔ اور لریں :-

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا  
مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ فِي يَوْمٍ نَّظُرُونَ  
وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَحِثِيَ بِاللَّيْلِ  
وَالنَّهَارِ وَتُضِيءُ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ وَوَقِيتُ  
كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يُفْعَلُونَ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا

إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهَا  
 خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ  
 وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ  
 كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَىٰ الصَّٰغِرِينَ ۝ قِيلَ إِذْ خَلُّوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ  
 خَلِيدِينَ فِيهَا فَمَنْ مَثْوَىٰ الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَبِئْسَ الْكَلِيمَ  
 اتَّفَوَسِرَتَهُمْ إِلَىٰ الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ  
 أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِمُوا عَلَيْكُمْ طَبَعُهَا فَاذْخُلُواهَا  
 خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَاةَ وَأَوْرَثَنَا  
 الْأَرْضَ نَتَّبِعُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۝ فَنِعْمَ أَجْرُ  
 الْعَمَلِينَ ۝ وَتَرَىٰ الْمَلَائِكَةَ حَٰقِقِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ  
 يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۝ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ - (يُنَاقِصُ ۵۷) -

(۱) - اور لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی۔ جیسا کہ اس کی قدر کرنی  
 چاہیے تھی۔ اور (وہ ایسی قدرت والا ہے کہ) سب زمین  
 قیامت کے روز اس کی ایک مٹھی میں ہوگی۔ اور آسمان  
 اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک اور  
 بلند ہے ان کے شرک کرنے سے!

(۲) - اور صور پھونکا جائے گا۔ پھر آسمانوں اور زمین کے رہنے  
 والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا۔ پھر  
 دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر  
 دیکھنے لگ جائیں گے!

۳)۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ اور عمل نامے رلا کر، رکھے جائیں گے۔ اور نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا۔ اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ اور ان پر (کچھ بھی) ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور ہر شخص کو جو اس نے کیا تھا۔ پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

۴)۔ اور کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف لانے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے۔ تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے۔ اور تمہیں اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے، یہ جواب دیں گے۔ ہاں درست ہے۔ لیکن عذاب کا حکم کافروں پر (ازل میں) ہو چکا تھا۔ (پھر ان سے) کہا جائے گا۔ کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ جہاں تم نے سدا رہنا ہے۔ پھر کیا بُری جگہ ہے غور کرنے والوں کی!

۵)۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرا کرتے تھے۔ ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے۔ اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ چلو اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ!

(۶) - یہ کہیں گے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا۔ کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں۔ پھر کیا خوب بدلہ بے عمل کرنے والوں کا۔ (۷) - اور راسے رسول! آپ فرشتوں کو عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے دیکھیں گے۔ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہونگے اور (اس دن) ان میں انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ اور کہا جائیگا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

**میدانِ محشر کا نقشہ** | اللہ تعالیٰ اپنی عظمت اور جلالِ کبریائی ظاہر فرماتا ہے۔ کہ قیامت کے روز تمام زمین اس

کے قبضہ قدرت میں ہوگی۔ اور آسمان اس کے دائیں لائیف میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ زمین کا مٹھی میں لینا اور آسمانوں کا دائیں لائیف میں۔ پٹینا جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ کہ نہ اور کیفیت کے ور پے نہیں ہوتے۔ اور اللہ فرمائے گا۔ کہاں ہیں جبار متکبر؟ کدھر گئے زمین کے بادشاہ۔ آخر اپنے سوال کا جواب آپ ہی دے گا۔ آج اللہ واحد القہار کی بادشاہی ہے۔ میں ہوں بادشاہ! المحاصل اس روز اللہ اپنی قدرت کا اظہار فرمائے گا۔ زمین۔ آسمان۔ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، دریا، سمندر، سرفلک عمارتیں، محلات، سب کچھ نیست و نابود ہو جائے گا۔ کوئی جاندار زندہ نہ رہے گا۔ تمام فرشتے بھی موت کی آغوش میں چلے جائیں گے۔

پھر چالیس کے بعد دوسرا نغمہ ہوگا۔ بخاری شریف میں ہے کہ دونوں

نفوں کے درمیان چالیس ہوں گے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا۔ دونوں نفوں کے درمیان چالیس دن ہونگے۔ فرمایا! میں جواب سے انکار کرتا ہوں۔ پھر پوچھا گیا۔ کیا چالیس سال ہوں گے۔ فرمایا! میں اس کا جواب بھی نہیں دیتا۔ پھر سوال ہوا۔ کیا چالیس مہینے ہوں گے۔ فرمایا۔ میں اس کا جواب بھی نہیں دوں گا۔ یعنی حضورؐ کی زبان سے چالیس سنا تھا۔ چالیس ہی کہوں گا۔ اللہ بہتر جانے۔ چالیس دن ہیں یا چالیس ماہ۔ یا چالیس سال ہیں۔ پھر فرمایا۔ انسان کی سب چیز گل سڑ جائے گی۔ مگر ایک ہڈی جس کا نام عجب الذنب ہے۔ اسی ہڈی سے انسان کا بدن قیامت کے دن ترکیب پائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت امراہیل کو  
**خلقت کا میدان محشر میں جمع ہونا**  
 زندہ کر کے فرمائے گا۔ کہ صور

پھونکے گا۔ اب جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔ تو ایک دم سب خلقت زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے گی۔ اور نظریں دوڑانے لگے گی۔ یعنی سب لوگ قیامت کے دلدوز حالت دیکھنے لگیں گے۔ اور نیکو کا انتظار کریں گے۔ ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا۔ اِنَّمَا هِيَ زُجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَاِذَا هُمْ بِالشَّاهِرَةِ (پطع ۳)۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ دفعہ ثانیہ، ایک سخت آواز ہوگی۔ جس سے سب لوگ فوراً ہی ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے۔ اللہ رب العزت، ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے:-

وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهِ ۗ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ  
 دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۗ (پطع ۶)

” اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ زمین اور آسمان اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں زمین میں سے پکار کر بلائیگا تو تم سب ناگہاں نکل پڑو گے“

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ

حشر میں سورج قریب آجائے گا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تُدْفَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ  
كَمَقْدَارِ مِيلٍ قَالَ سَلِيمُ ابْنُ عَامِرٍ فَوَاللَّهِ مَا أَدْرَاهِي مَا  
يَعْنِي يَا لِمِيلٍ أَسَافَةَ الْأَرْضِ أَوِ الْبَيْلِ الَّذِي يُكْحَلُ  
بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدَرِ أَعْمَالِهِمْ فِي  
الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ  
يَكُونُ إِلَى كَعْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَ  
مِنْهُمْ مَنْ يُدْبِعُهُ الْعَرَقُ الْجَمَامًا قَالَ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَبْضِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

” قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک میل تک آجائے گا۔ راوی حدیث سلیم بن عامر نے کہا۔ قسم خدا کی میں نہیں جانتا۔ کہ میل سے کیا مراد ہے۔ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے۔ یا مراد سلاقی ہے۔ جس سے سرمہ لگاتے ہیں۔ دنوں اس وقت عرصہ محشر میں لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہوا ہوگا۔ کوئی گھٹنوں تک۔ کوئی آزار باندھنے کی

جگہ تک۔ کسی کو پینے کی لگام ہوگی۔ اور اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لہقے سے اپنے منہ کی طرف۔ یعنی منہ تک پینے ہوگا۔

**حشر میں ہر کوئی پینے میں ڈوبا ہوگا** | عرصہ محشر میں آفتاب نزدیک آجائے گا۔ اور زمین سفید

مائل بسرخی ہوگی۔ مانند چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے موافق عزیزِ عرق ہوگا۔ کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی مقامِ ازار تک، اور کوئی منہ تک پینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ **يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ "جس دن لوگ کھڑے ہوں گے پروردگارِ عالم کے سامنے۔"

قَالَ عَمَّا يَقُومُ أَحَدَهُمْ فِي رُشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔  
 "حضور نے فرمایا۔ بعض لوگ اپنے پینے میں ڈوبے کھڑے ہوں گے۔ جو دونوں کانوں کے نصف تک ہوگا۔"

غرض۔ میدانِ محشر میں بڑا دردناک وقت ہوگا۔ آفتاب سر پر۔ زمین سفید مائل بہ سرخی۔ عرقِ ندامت میں غرق۔ خلقت اللہ کے حضور پیش ہوگی۔

**حشر میں خلقت ننگے بدن ننگے پاؤں ہوگی** | حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

سائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ فرماتے تھے :-

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً عُرَاةً قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا يَا عَائِشَةُ

الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، (صحیح مسلم)

”فرمایا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز،  
 لوگ حشر کئے جائیں گے۔ ننگے پاؤں۔ ننگے بدن۔ بن ختند  
 کئے ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مرد اور  
 عورتیں ایک ساتھ ہوں گے۔ تو ایک۔ دوسرے۔ کو دیکھے گا۔  
 (یعنی بڑی شرم آئے گی)، آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ! مصیبت  
 ایسی سخت ہوگی۔ کہ کوئی دوسرے کو نہ دیکھے گا“ یعنی اپنے اپنے  
 غم میں مستغرق ہوں گے۔

براد ہشت ناک وقت ہوگا | اللہ حشر کی سختیاں آسان کرے۔ اور  
 اپنے فضل سے بیٹے پار کرے، برا

نازک اور دہشت ناک وقت ہوگا۔ کہ ساری خلقت پا پیادہ ننگے پاؤں  
 ننگے بدن، عورت اور مرد سب کے سب اکٹھے۔ اللہ واحد القہار کے  
 سامنے اپنی اپنی زندگی کے اعمال کا حساب دینے کے لئے پیش ہوں گے  
 حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا پر اللہ کی رحمتوں کی برکھا  
 بر سے۔ حضورؐ سے دریافت کرتی ہیں۔ کہ اے اللہ کے رسول! جب سب  
 عورتیں اور مرد میدان محشر میں ننگے۔ ایک ساتھ ہوں گے۔ تو ایک  
 دوسرے کو دیکھیں گے.....!!! یعنی سخت شرم آئے گی۔ اس پر رحمت  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ!

الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ۔

”مصیبت ایسی سخت ہوگی کہ کوئی کسی کو نہیں دیکھے گا“

یعنی ہر کسی کے ہوش اڑے ہوں گے۔ عرق ندامت میں کوئی ٹخنوں

تک۔ کوئی گھٹنوں تک۔ کوئی مقام ازار تک۔ کوئی منہ تک، اور کوئی۔  
 ہانوں تک ڈوبا ہوا ہوگا۔ کسی کو غم اور اندوہ کے دھند کارے میں کچھ  
 ہوش نہ ہوگا۔ کہ اس کے دائیں کون ہے۔ اور بائیں کون۔ محشر کی گھڑی  
 بڑی سخت ہوگی۔

ع۔ آجینے مری آنکھوں کے پھلک اٹھے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی آیا ہے:-

يَوْمَ يَقُومُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ • وَأُوبَىٰ وَأَيْبَىٰ • وَصَاحِبَتِهِ وَ  
 بَنِيهِ • لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ • (پت ۵)  
 اس دن ایسی ایسی نفسا نفسی پڑے گی کہ، آدمی اپنے بھائی اور  
 اپنی ماں اور اپنے باپ، اور اپنی جورو، اور اپنے بیٹوں سے  
 بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص کو اس دن داپنا ہی ایسا مشغلہ  
 ہوگا۔ جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا۔

الصالح قیامت کے روز ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار ہوگا

اپنی اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے۔

ایک اور جگہ قرآن میں آتا ہے:-

وَأَنْذَرَهُمْ يُومَرُ الْآزِفَةِ إِذَا الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ  
 كَظِيمِينَ • مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ • وَلَا شَفِيعٍ  
 يَبْلُغُ • (پت ۷)

”اور ڈرا ان کو اس روز قیامت کی ہولناکیوں سے جو سر پر

چلا آ رہا ہے۔ جب کہ کھلجے منہ کو آجائیں گے۔ اور غم سے،

گھٹ گھٹ جائیں گے۔ اس روز ظالموں کا نہ تو کوئی

دوست ہوگا۔ اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے؟

حضرت ابوہریرہؓ  
**محشر کے روز حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا حال**  
 سے صحیح بخاری میں

روایت ہے۔ انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے۔ درحالیکہ آزر کے چہرے پر سیاہی ہوگی۔ اور غبار ہوگا۔ دیمنی اس کی بُری حالت ہوگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو کہیں گے۔ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعَصِيْنِي۔ کیا نہیں کہا تھا۔ میں نے تجھ کو۔ کہ نافرمانی نہ کر میری؛ دیکھو میری تبلیغ وحی الہی پر مبنی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ ان کو کہے گا۔ اَلْيَوْمَ لَا اَعْبُدُكَ۔ آج کے دن تیری نافرمانی نہیں کروں گا دیمنی شفاعت کر کے مجھے بچائے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے۔ يٰ اٰدَمُ اِنَّكَ وَعَدَّتْنِي اَنْ لَا تُخْرِجَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ۔ اے میرے پروردگار! تحقیق تو نے وعدہ کیا تھا مجھ سے کہ نہ رسوا کرے گا مجھ کو اس دن کہ اٹھائے جائیں گے لوگ۔ یعنی تو نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اے ابراہیم۔ قیامت کے روز تجھ کو رسوا نہ کروں گا۔ فَاَيُّ خُرْبِيْ اَخْرَجِيْ مِنْ اَيِّ الْاَبْعَادِ۔ پس کون سی رسوائی سخت تر اور زیادہ تر ہوگی میرے باپ کی رسوائی سے کہ بہت دور ہے (باپ میرا) اللہ کی رحمت سے؟۔ قِيْقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّىْ حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ پھر کہے گا اللہ تعالیٰ (ابراہیم! سنو)۔ تحقیق میں نے حرام کی بہشت کا فروں پر۔ اس لئے تیری درخواست قبول نہیں کی جاتی، ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِيْ هُوَ اَنْظُرُ مَا تَحْتِ رَجْلَيْكَ۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائیگا۔

دیکھ کیا چیز ہے تیرے پاؤں کے نیچے !

فَيَنْظُرُوْا فَاِذَا هُوَ بِدَنْبٍ مُّتَلَطِّعٍ - پس دیکھیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پاؤں کے نیچے - پس ناگہاں آزر ہو گا کفتار (جھوٹا) آلودہ مٹی و گوبر۔

یعنی آزر بچو کی شکل میں مٹی اور گوبر میں آلودہ نظر آئے گا - اس کی حالت پہلے سے ہی بدتر ہو جائے گی، فَيُؤَخِّدُوْا بِقُوْا ئِمِهِمْ فَيُلْقُوْا فِي النَّارِ - پھر پکڑے جائیں گے پاؤں اس کے، اور ڈالا جائے گا دوزخ کی آگ میں :-

اللہ کے قانون اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات درخور اعتنا نہیں ہو سکتی - قرآن مجید میں اللہ

اللہ کے قانون اور اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔

نے صاف فرما دیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ -  
 حقیق اللہ تعالیٰ (اس جرم کو) کسی نہیں بخشے گا - کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے - ہاں اس کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے :-  
 (پشع ۴)

معلوم ہوا - شرک کا گناہ قانون خداوندی میں ناقابل معافی ہے اس کے لئے سفارش کی بھی کسی نبی، رسول، کو اجازت نہ ہوگی - یہاں تک کہ اگر مشرک مر جائے - تو اس کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں - کیونکہ جنازہ میں مغفرت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں - ارشاد خداوندی ہے :-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَاَوْ

كَانُوا أُولَئِی قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ  
الْجَحِيمِ ۳۷ - ”پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز  
نہیں کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار  
ہی (کیوں نہ) ہوں۔ بعد ظاہر ہو جانے کے ان پر کہ یہ لوگ  
دوزخی ہیں“

اسی طرح کافروں کے لئے قرآن میں آگیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ حَزَنًا مِّمَّا عَلٰى  
الْكٰفِرِيْنَ - ”بے شک اللہ تعالیٰ نے دووں چیزوں کو (یعنی جنت کا کھانا  
اور پینا) کافروں پر حرام کر دیا ہے“

پس کافر اور مشرک دووں کی  
کافرا و مشرک کی شفاعت نہ ہوگی | شفاعت نہ ہو سکے گی، اجازت

ہی نہ ہوگی۔ تو کون شفاعت کی نامی بھرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام  
صرف اتنا عرض کریں گے۔ کہ اے اللہ!۔ میرا باپ آج میدانِ حشر میں  
بڑا ذلیل و خوار ہے۔ اور تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ ابراہیم!  
میں تجھے رسوا نہ کروں گا۔ اے میرے رب! میری اس سے بڑھ کر اور کیا  
رسوائی ہو سکتی ہے۔ کہ میرا باپ عرصہٴ محشر میں سیاہ رُو ہے۔ ذلیل و  
خوار ہے۔ اس پر اللہ فرمائے گا۔ ابراہیم! اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو۔  
جب وہ دیکھیں گے۔ تو اپنے باپ کو پہلی حالت سے بدتر حالت میں  
پائیں گے۔ یعنی ان کی شکل انسانی نہ رہے گی۔ وہ بچو کی شکل میں کر دیا  
جاتے گا۔ اور فرشتے اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔  
جب اللہ ہی نہ چاہے! تو اور کون چاہے؟ جس کو اللہ نہ چھوڑے!  
اس کو کون پھڑائے؟

اہل بدعت کا برا حال ہوگا | اسی طرح بدعتیوں کی بھی قیامت کے روز  
کوئی سفارش نہ ہو سکے گی۔ ان کا بھی بہت  
برا حال ہوگا۔

بدعت کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل دین اور کامل  
شریعت کے اندر خود گھڑ کر مٹے جاری کرنا۔ اپنی مرضی سے نیک کام  
تجویز کرنا۔ بدعت کی تعریف رحمت عالم اس طرح کرتے ہیں۔ مَنْ أَخَذَ  
فِي أَمْرِنَا هَذَا مَالِيَيْنِ مِنْهُ فَهُوَ سَاقٍ۔ ”جس نے نیا کام (مسئلہ مسائل  
نیک کام، نکالا ہمارے امر (دین، میں۔ جو دین میں نہیں ہے۔ پس وہ  
مردود ہے۔ (مشکوٰۃ)

نیز فرمایا بَعْثُ مُحَمَّدٍ نَبِيًّا بَدْعَةٌ۔ ہر نیا کام (دین کے اندر، بدعت ہے۔

اہل بدعت آپ کو شر سے محروم رہیں گے | صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ

کے روز حوض کوثر پر ہوں گے۔ اور اپنی امت کے لوگوں کو پانی پلائیں گے  
جو شخص آپ کے ہاتھوں کو شر کا پانی پئے گا۔ اس کو بہشت میں چلنے تک  
پیس اس نہ لگے گی۔ اسی اشار میں آپ کے پاس کچھ لوگ آئیں گے۔ تو حضور

ﷺ یا دہے کہ نیک کام صرف وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا کرنے کو کہا  
اس کے علاوہ کوئی نیک کام نہیں ہے، اور نہ ہو سکتا ہے، جو کوئی اپنی طرف سے دین میں نیا  
کام نکالے اور اسے کارِ ثواب کہے وہی بدعت ہے۔ مثلاً قبروں پر عرس کرنا۔ اور اسکی حاضری  
کو ثواب دارین کہنا۔ یہ یقیناً بدعت ہے۔ کیونکہ یہ حضور کے قول یا فعل میں نہیں ہے  
نہی آپ کی قبر اطہر پر عرس ہوا۔ نہ صحابہ نے کیا۔ بلکہ حضور نے منع فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ  
قَبْرِيْ عَيْدًا۔ اے اللہ میری قبر پر میلہ نہ لگے۔ اسی طرح وہ تمام نئے کام بدعت جانیں،  
جو لوگوں نے کارِ ثواب کہہ کر دین میں جاری کر رکھے ہیں۔

کے اور ان کے درمیان رکاوٹ آجائے گی۔ حضور اللہ سے پوچھیں گے کہ یہ لوگ کیوں روکے گئے ہیں۔ اللہ فرمائے گا۔ اِنَّكَ لَا تَدْرِى مَا اَخَذَ لُوَا بُعْدَكَ۔ تو نہیں جانتا ان لوگوں نے تیرے بعد کیا کیا نئے کام دین میں جاری کئے تھے۔ (یعنی یہ بدعتی ہیں) پھر حضور فرمائیں گے۔ لَمُحَقَّقًا صَحَقًا لَمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي۔ لعنت تم پر۔ دور ہو جاؤ۔ میرے بعد دین میں تغیر کرنے والو! معلوم ہوا کہ دین میں نئے کام نکالنے والے۔ اہل بدعت بھی حضور کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اور نہ ہی حضور کے ہاتھوں آب کو شکر پئیں گے۔ کہ اللہ ان کو روک دے گا۔

حضرت ابو ہریرہ روایت  
**مال و جاہ اور فرزند ہی قیامت کو پیکار ہے** کرتے ہوئے کہتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

كَيْفَ يَرَى الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزُنُّ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ يَعْوَضُهُ وَقَالَ اقْرَءُوا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنَاهُ (بخاری مسلم)۔ البتہ آٹے کا ایک شخص بڑا (مال و جاہ میں اور) فریب دن قیامت کے۔ نہیں ہوگا وہ (قدر و قیمت میں) برابر پر پشہ کے نزدیک اللہ کے۔ اور فرمایا حضور نے پڑھو تم (دنیا کے تغاخر کا حال جاننے کے لئے یہ آیت) فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنَاهُ۔ پس نہیں رکھیں گے ہم کافروں کے لئے قیامت کے دن دان کے نیک اعمال کا،  
 کچھ قدر و اعتبار۔

یعنی وہ لوگ جو دنیا ہی کے طالب ہیں۔ دنیاوی مال و جاہ

مراتب اور مناصب پاکر بڑے بنے ہوئے ہیں۔ چرب اور مرغن غذا ہیں، کھا کھا کر خوب پیے ہوئے موٹے تازے ہیں۔ امیر کبیر رئیس۔ اور چوہدری ہیں۔ بڑی کڑو فر اور آن بان رکھتے ہیں۔ اگر ان کا ایکشن آتا ہے، تو صبح سے لے کر شام تک دیگیں پک رہی ہیں۔ لوگوں کو پلاؤ کھلا رہے ہیں۔ اپنی واہ واہ پر ہزاروں روپیہ روز لٹا رہے ہیں۔ باغ ہیں۔ باغیچے ہیں۔ کوٹھیاں، بنگلے۔ ایرکنڈیشنڈ کمرے۔ مریچے۔ زمینیں۔ ٹوب دیل۔ کاریں۔ سکوتر۔ نوکر چاکر۔ غرض دنیا کا بڑا جاہ و جلال رکھتے ہیں۔ لیکن آخرت کو بھلائے ہوئے۔ پورے خدا فراموش ہیں۔ دنیا کا کوئی کام نہیں چھوڑا۔ اور آخرت کا کوئی کام نہیں کیا۔ دنیا میں بڑا نام پا کر جب ایسا شخص موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔ اور اگلے جہان میں اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ تو مذکورہ حدیث کی رو سے۔

الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِيذُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ۔ یہ مرد عظیم و  
سمین قیامت کے دن اللہ کے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی قدر نہ پائیگا۔

یہ آئی کونسی منزل نہ ساحل ہے نہ دریا ہے  
شاور بھر غم کا اب کہاں ڈوبے کہاں نکلے

اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو! مسلمان بھائیو! یاد رکھو! اس چند روزہ دنیا خوب عنت کرو۔ کھاؤ۔ کھاؤ اور کھلاؤ۔ مال دار بن کر راہ خدا میں خلوص سے خرچ کرو۔ لیکن دنیا کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ۔ مولا کو ہرگز نہ بھولو، اس کے احکام کی پیروی کرو۔ اس کے فرائض کی ذمہ داریوں سے اسی زندگی میں عہدہ برآ ہونے کی جان توڑ کوشش کرو۔ اور جب مرو، تو

اپنے اللہ کو راضی کر کے مرو۔ تاکہ قیامت کے دن اس کے سامنے قدر و منزلت پاؤ۔ تو بس اس دنیا سے فانی میں اللہ سے کو لگاؤ لو۔ یہ جہاں جاناں میں اُفت یہ لذت کہ بارہے جنبش نظر بھی! جہاں جاناں کی اُفت یہ ہیبت جہاں چشم زدن نہیں ہے

متذکرۃ الصدر حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنیا دار عظیم و سمین آدمی کا ذکر کیا ہے۔ جس کی قدر قیامت کے

جن لوگوں کے اعمال کا کچھ وزن نہ ہوگا۔

دن اللہ کے نزدیک پھر کے پُر کے برابر نہ ہوگی۔ پھر آپ نے فرمایا پڑھو یہ آیت۔ فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا۔ ہم ایسے لوگوں کے اعمال کے لئے کچھ وزن نہ رکھیں گے۔ یعنی ان کے اعمال کی کچھ قدر و وقعت نہ ہوگی۔

اب اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ کہ وہ کون سے نیک اعمال ہیں جن کا قیامت کے دن کچھ وزن نہ ہوگا۔ اللہ ان کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ آجیے ہم آپ کو بتائیں۔

نزولِ قرآن کے دوران میں مکہ کے اندر رحمتِ عالم کی برادری کے لوگ موجود تھے۔ یہی مشرکین کہ کہلاتے تھے۔ ابو جہل اور اس کے سب ساتھی حضور ہی کے خون کے رشتے تھے۔ یہ لوگ بیت اللہ کی تعمیر کرتے تھے۔ چنانچہ نبوت سے قبل بیت اللہ کی تعمیر ان قریش ہی نے کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور سے عرض کیا۔ کہ میں بیت اللہ کے اندر جا کر نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! تیری قوم قریش نے جب بیت اللہ کی تعمیر کی۔ تو ان کے پاس خرچ نہ رہا۔ اس لئے تھوڑی جگہ انہوں نے

چوڑی تھی جس کو حطیم کہتے ہیں۔ یہ بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ تم یہاں نماز پڑھ لو حطیم میں نماز پڑھنا اور بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا ایک ہی بات ہے۔ یہ ذکر ہم نے یہاں اس لئے کیا ہے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ مشرکین کو بیت اللہ کی تعمیر بھی کرتے تھے۔ پھر اسود کو لے میں نصب کرتے مسجد الحرام کو آباد کرتے۔ اور روشنی وغیرہ کا انتظام بھی رکھتے تھے۔ آپ زمزم کا پانی بھی کثرت سے پیتے، اور لوگوں کو پلاتے تھے۔ بیت اللہ کا طواف، اور صفاروہ کی سعی بھی کرتے تھے۔ عرفات میں حاکر حج کرتے، اور منیٰ میں آکر قربانیاں بھی دیتے تھے۔ بتائیے یہ کتنے بڑے نیک کام ہیں۔ مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنا لاکھ نماز کا ثواب رکھتا ہے۔ ایسے ہی وہاں ہر نیکی لاکھ گنا زیادہ اجر کا موجب ہے۔ اب ان کے ان نیک کاموں کے بارے میں فیصلہ خداوندی من لیں:-

أَعْمَالُهُمْ كَوْمَادٍ وَاشْتَدَّتْ بِهِمُ الرَّجِيمُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ  
مَتَا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ (دہ ۱۵ ع ۱۵)

”اعمال ان کے گویا راکھ (کا ڈھیر) ہیں۔ کہ آندھی کے دن اس کو ہوا لے اڑی۔ (اسی طرح) جو نیک اعمال، یہ لوگ دنیا میں، کر گئے۔ ان میں سے کچھ بھی ان کے لاکھ نہیں آئے گا۔“

مشرکوں کا اللہ پر ایمان | حالانکہ یہ مشرکین مکہ اللہ کو مانتے تھے۔ زمین آسمان۔ سورج۔ چاند۔ ستاروں کا خالق اس کو تسلیم کرتے تھے۔ قرآن میں ہے:-

قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (داسے پیغمبر! ان سے) کہو (یہ) زمین اور جو کچھ اس میں ہے (یہ سب کچھ)

کس کا ہے ؟ اگر تم جانتے ہو :

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ - وہ فوراً دہی، جواب دیں گے کہ اللہ کا ہے !  
 قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ -  
 بولے پیغمبر ! ان سے کہو - کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور عرش  
 عظیم کا مالک کون ہے ؟

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ - وہ فوراً دہی، جواب دیں گے - کہ اللہ ہی ہے !  
 قُلْ مَنْ يَبْدِئُ مَا كُنْتُمْ كُفْلٌ شَيْءٌ وَهُوَ يُخَيِّرُ وَلَا يُجَادُّ عَلَيْهِ -  
 اے پیغمبر ! ان سے کہو - کہ کون (ایسا قادر مطلق) ہے جس  
 کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے - اور وہ (جس کو چاہتا ہے)  
 پناہ دیتا ہے - اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں  
 دے سکتا -

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ - وہ فوراً دہی، جواب دیں گے کہ یہ سب  
 صفتیں، اللہ ہی کی ہیں ۔

(یہ آیات شائع ۵ میں ہیں)

آپ نے غور فرمایا کہ مشرکین مکہ صاف اقرار کرتے ہیں - کہ تمام دنیا  
 و ما فیہا کا اللہ ہی مالک ہے - ساتوں آسمانوں دنیاز سوچ - چاند -  
 ستاروں - برجوں، کا اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے  
 اور اللہ ہی وہ قادر مطلق ہے - جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے  
 یعنی وہ مختار کل ہے - اور صرف وہی جس کو چاہے پناہ دیتا ہے -  
 یعنی ہر کسی کے پھرے کو چھڑا سکتا ہے - اور صرف وہی ذات برحق  
 یہ صفت رکھتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے

سکتا۔ یعنی اس کے پکڑے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ یہ عقیدہ تھا اللہ کے متعلق مشرکین مکہ کا۔ کہ ان تمام صفات کا مالک و مختار وہ اسی ذات لایزال کو مانتے تھے۔

دیکھئے مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اللہ

**مشرکوں کا اللہ سے دُعا مانگنا**

سے دعا مانگتے ہیں:-

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَكَاتَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمِطْهُ  
عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوْ أُنزِلْ عَلَيْنَا آيَاتٍ بَعْدَ آيَاتِ الْبَيْتِ (پ ۱۷ ع ۱۸)۔  
» اور جب کافروں نے دعائیں مانگیں۔ کہ یا اللہ! اگر یہ (دین  
اسلام، یہی دین، حق ہے۔ (اور، تیری طرف سے (اترا ہے)  
تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے۔ یا ہم پر (کوئی اور) دردناک  
عذاب نازل کر۔

مشرکوں کے اعمال اکھ کا ڈھیر ہیں | یا اللہ، کہہ کر اس سے دعا مانگ

رہے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ بد بخت کیا دعا مانگ رہے ہیں۔ دیکھنا  
یہ ہے۔ کہ کس سے مانگ رہے ہیں۔ کس کو پکار رہے ہیں۔ کیا الفاظ کہہ رہے  
ہیں۔ اللَّهُمَّ۔ کہہ کر دعا کر رہے ہیں۔ آپ کی اکثر دعائیں اللَّهُمَّ سے  
شروع ہوتی ہیں۔ یعنی آپ بھی کہتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے!۔ اور ابو جہل  
وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے!۔ تو مشرکین مکہ اللہ کی ہستی کے  
قائل ہیں۔ اس کو قادر مطلق، مالک، مختار، زمینوں آسمانوں کا رب اور  
رب عرش عظیم تسلیم کرتے ہیں۔ بارش اتارنے والا۔ غلہ اگانے والا۔ رزاق

ذو القُوَّةِ الْمُتِينِ جانتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے۔ کعبۃ اللہ کو بسانے والے۔ مسجد الحرام کو آباد کرنے والے، زمزم پینے پلانے والے، عمرے اور حج کرنے والے۔ صدقات و خیرات بانٹنے والے۔ اَعْمَالُہُمْ کَرَمًا۔ ان سب کے تمام نیک اعمال راکھ دکا ڈھیر ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ قَلَّا نُنْفِئُہُمْ لَہُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ وَزَنًا۔ ہم ان لوگوں کے اعمال کا قیامت کو کچھ وزن نہیں رکھیں گے۔ ان کے عملوں کی کچھ قیمت اور قدر نہ ہوگی۔ سب راہنگان جاتیں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کو ماننے اور اسے قادر مطلق جاننے کے باوجود شرک کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہتے تھے۔ کہ بولو! - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - کہ نہیں ہے کوئی الہ مگر اللہ۔ وہ کہتے۔ ہم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہیں گے۔ بلکہ اللہ ہی اللہ کہیں گے۔ کیونکہ اللہ کے سوا اس کے بنائے ہوئے اور الہ بھی ہیں۔ جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں ہماری اللہ کے پاس سفارش کرتے ہیں۔ اور ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیتے ہیں۔ اے مُحَمَّدٌ! ہم سے اللہ ہزار بار کہلوا لے۔ لیکن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہیں گے۔ یعنی یہ نہیں کہیں گے۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے سوا اس کے مقرر کئے ہوئے اس کے شرکاء، لات، منات، ہبل، دوسرا، یعوق، سواع، نسر، وغیرہ ضرور ضرور ہیں۔ بس یہ شرکیہ عقیدہ ہی ان کو لے ڈوبا۔ اس شرک کے باعث ان کے اعمال بے وزن ہو گئے۔ اور وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔

انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول صرف اس لئے نہ مانا۔ کہ رسول رحمت ان کو کہتے تھے۔ کہ کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہ اللہ کے سوا



بدل کے بھیس زمانے میں پھر سے آتے ہیں!

اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات

یعنی انسان بوڑھا ہوتا ہے۔ یا مرنا بھی ہے۔ لیکن لات و منات سدا جواں رہتے ہیں۔ قیامت تک ان کی پوجا ہوتی رہے گی۔ یعنی عقیدوں میں شرک اور اعمال میں دوئی رہے گی۔ اذیان و قلوب پر غیر اللہ کی الوہیت کے باول چھائے رہیں گے۔ مزید ارشاد ہے،

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نو میدی

مجھے بتا تو سہی اور کافر سی کیا ہے

آگے فرماتے ہیں یہ

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے!

ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

تمام شرکیہ نظریے اور عقیدے۔ بت خانہ ہی تو ہے، جب تک

یہ بت خانہ پاش پاش نہ ہوگا۔ توحید کو قلبِ مومن میں جگہ نہیں مل

سکتی۔ اور نہ اس کی عبادت اور اعمال بار آور ہو سکتے ہیں۔

”زمین سے تا بہ شریا تمام لات و منات“۔ بھی تو کلمہ گو مسلمانوں

ہی کے اعمال پر علامہ مرحوم کی بھرپور طنز ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں،

اور توحید خالص کا زلال نوش جان کریں۔ مسلمانوں کو یہ بات کبھی نہ

بھولنا چاہیے۔ کہ شرکیہ عقاید کی بنیاد پر اعمال صالح کی عمارت ہرگز

ہرگز کھڑی نہ ہوگی۔ ہر خشت لگتے ہی مہبل بہ رنما ہو جائے گی۔

توحید خالص کا مضمون یہاں ہم اس لئے لائے ہیں۔ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث الرجل العظیم السمین

میں فرمایا تھا۔ کہ پڑھو یہ آیت فَلَا تُقِيمُوا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا۔  
 کہ ان لوگوں کے (اعمال کے) لئے قیامت کے روز ہم کچھ وزن نہ رکھینگے  
 تو جو نہایت عملوں کو بے وزن کرنے والی ہے۔ ان کی قدر و قیمت برباد  
 کرنے والی ہے۔ ہم نے مسلمان بھائیوں کو اس سے متنہہ کر دیا ہے۔ کہ  
 وہ اپنے قول، فعل، خیال، تصور، ذہن، کو کسی قسم کے شرک سے  
 آلودہ نہ ہونے دیں۔

قیامت کے دن زمین خبریں بیان کریگی | مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن  
 باب العشرین ہے کہ حضرت

ابو ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے یہ آیت پڑھی۔ یَوْمَئِذٍ تُخْبِرُكَ أَخْبَارُهَا۔ اس دن یعنی قیامت  
 کے دن، بیان کرے گی زمین خبریں اپنی؛ قَالَ دَبَّ آيَتِ پڑھنے کے بعد حضور  
 نے، فرمایا۔ اَتَدْرُونَ مَا أَخْبَارُهَا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ کیا ہیں خبریں  
 زمین کی کہ بیان کرے گی ان کو؟ قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ وَرَسُولُهُ۔ صحابہ  
 نے کہا۔ اللہ خوب جانتا ہے۔ اور اللہ کے بتانے سے اس کا رسول ہے!  
 قَالَ۔ فرمایا حضور نے:-

فَاتَّخَبَرَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ وَ أَمَةٍ بِمَا عَمِلَ  
 عَلَى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُولَ عَمَلٌ عَلَى كَذَا وَ كَذَا يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا  
 قَالَ وَ هَذِهِ أَخْبَارُهَا۔

”پس خبریں زمین کی یہ ہیں۔ کہ گواہی دے گی اوپر بندے اور لونڈی  
 کے (یعنی ہر مرد و عورت پر زمین گواہی دے گی) ساتھ اس چیز  
 کے کہ کی ہے اس کی پشت پر۔ اس طرح سے کہ کہے گی کیا مجھ

پر ایسا اور ایسا یعنی فلاں مرد، یا عورت نے مجھ پر ایسا ایسا فعل کیا۔ نیک یا بد، فلاں دن اور فلاں دن یعنی فلاں سال فلاں ماہ فلاں دن اور فلاں گھڑی میں فلاں مرد، یا عورت نے مجھ پر فلاں فلاں کام اچھا یا برا کیا تھا، فرمایا حضور نے، پس یہ شہادتیں، خبریں زمین کی ہیں۔“

## ہوش میں آؤ اٹھو ساعتِ غفلت نہ رہی

متذکرۃ الصدقہ حدیث میں آپ نے پڑھ لیا۔ کہ قیامت کے دن زمین گواہی دے گی۔ کہ فلاں مرد یا عورت نے فلاں دن میرے اوپر فلاں فلاں کام کیا تھا۔ یعنی زمین یہ خبر دے گی۔ کہ میرے اوپر فلاں آدمی نے فلاں عورت نے فلاں ماہ، فلاں دن، اور فلاں گھڑی میں منہ کالا کیا تھا۔ فلاں شخص نے میری پشت پر اتنی بار شراب پی تھی۔ فلاں نے اتنی مرتبہ جوا کھیلا تھا۔ فلاں نے فلاں فلاں جگہ اتنی بار چوری کی تھی۔ فلاں نے اتنے قتل کئے تھے۔ فلاں نے فلاں فلاں وقت اتنی اتنی رقم رشوت میں لی تھی۔ فلاں نے فلاں فلاں فعل شرک کے کئے، اور فلاں فلاں بدعات کا ارتکاب کیا تھا۔ الغرض۔ کانوں، آنکھوں، زبان، اور ہاتھوں، اور پاؤں کے ہر قسم کے گناہوں، بدیوں، بدکاریوں، بے حیائیوں کے متعلق زمین گواہی دے گی۔ اندھیروں، اجالوں، خلوتوں، جلوٹوں، پوشیدگیوں، تنہائیوں، میں کئے ہوئے گناہوں اور نافرمانیوں کی خبریں دے گی۔

اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات، صدقات، تہجد، اشراق، تسبیح، قرآن خوانی، اوراد و وظائف، وعظ، نصیحت، برقم کی قوی بدنی اور مالی عبادت، لاضوں، پاؤں، آنکھوں، کانوں، اور زبان کی نیکیوں کی بھی زمین خبر دے گی۔ اب وقت ہے کہ جو کچھ کرنا ہے۔ اس زمین کے اوپر کر کے اسے اپنی نیکیوں اور اچھائیوں کا گواہ بنالیں۔

**گناہوں کی بخشش کی بشارت** اللہ کے حضور پیش ہونے پر ایمان رکھنے والا انسان اس سوچ میں

ڈوب جائے گا۔ کہ اس نے آج تک زمین کی پیٹھ پر جو بے شمار گناہ کئے ہیں قیامت کے روز ان کا کیا بنے گا۔ زمین کی شہادت اسے رسوا کر کے عذاب کا مستوجب بنا دے گی۔ کیا کوئی صورت اس دن کے عذاب اور رسوائی سے رہائی کی ہو سکتی ہے۔ ہاں ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اسی زندگی کے اندر اللہ کی جناب میں سچے دل سے خالص توبہ کر لیں۔ ایسی توبہ کہ تادم مرگ پھر ان گناہوں کا اعادہ نہ کریں گے۔ اور باقی زندگی اللہ کے فرائض و احکام کی پابندی میں گزاریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے تائب کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اور زمین نہ اس کے متعلق کوئی خبر دے گی۔ اور نہ گواہی۔ ارشاد خداوندی ہے :-

وَرَاتِي لَعْنَةُ رَبِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ (سورۃ البقرہ: ۱۶)

اور تحقیق میں بڑا بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو گناہوں سے توبہ کرے۔ اور عقیدہ توحید کے ساتھ، ایمان لائے۔ اور نیک عمل

(پہنچے) کرے۔ (اور) پھر راہِ راست پر رہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ خلوص دل سے توبہ کرنے والے کے اللہ تعالیٰ

گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ آئندہ نیک عمل کرتا رہے، راہِ راست پر رہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کی بخشش کا دریا۔ محدود فراموش ہو گیا ہے۔۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پہلے ع ۴)۔

”مگر جس نے (گناہوں سے) توبہ کی اور ایمان لایا۔ اور نیک عمل کئے۔ تو اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

اور بخشنے والا مہربان ہے“

اس آیت میں تو اللہ کی بخشش کی کوئی حد ہی نہیں رہی۔ دریا تھے غفران

مواج اور متلاطم ہو کر بہ گیا ہے۔ سبحان اللہ!۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص

توبہ کر لے۔ اور توحیدی ایمان لے آئے۔ پھر نیک اعمالی کرنا شروع کر دے،

تو اللہ اس شخص کے نہ صرف گناہ ہی بخش دے گا۔ بلکہ ان گناہوں کو

نیکیوں سے بدل دے گا۔ گناہوں کو نیکیاں بنا دے گا۔ کیونکہ وہ غفور

و رحیم ہے۔

حضور ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

**جس کے گناہ دنیا میں ڈھانکے گئے**

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تخیق اللہ تعالیٰ نزدیک کرے گا مومن کو

(اپنی رحمت سے) پھر رکھے گا اس پر محافظت اپنی اور ڈھانکے گا اہل

کو اہل محشر سے، پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومن کو، کیا پہچانتا ہے تو

فلاں گناہ؟ پس کہے گا مومن۔ ہاں اے میرے رب پہچانتا ہوں، میں

ان گناہوں کو۔ یہاں تک کہ اقرار کروا دے گا اللہ تعالیٰ اس مومن سے

اس کے گناہوں کا۔ اور گمان کرے گا مومن اپنے دل میں۔ کہ ہلک ہوا۔  
 (بسیب سزا پانے گناہوں کے، فرمائے گا اللہ تعالیٰ ا۔ سَتَوْتَهَا عَلَيْكَ  
 فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ)۔ (اے مومن، ڈھانکا میں نے ان  
 گناہوں کو تجھ پر دنیا میں، اور بخشوں گا ان کو تیرے لئے آج کے دن۔

پھر دیا جائے گا مومن عمل نامہ اپنی نیکیوں کا۔ (چھوٹ گیا حساب کی  
 پوچھ گچھ سے۔ اور نجات پا گیا، وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادُوا  
 بِصَوْمِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ هُوَ لَدَى الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا  
 لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ)۔ (لیکن کافر اور منافق۔ پس پکارا جائے گا۔  
 ان کو رو برو خلقت کے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جھوٹ باندھا  
 اپنے رب پر۔ خیردار ہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر۔ (بخاری۔ مسلم،

وہ بڑا خوش قسمت مومن ہوگا۔  
**اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کریگا**  
 جس کی اللہ تعالیٰ قیامت کے

روز پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس کی رحمت کتنی وسیع ہے۔ اور بخش کتنی  
 حدود فراموش۔ کہ ارشاد فرمائے گا۔ دنیا میں تیرے گناہوں کو میں نے  
 ڈھانپ رکھا تھا۔ پس آج ان کو بخش دیتا ہوں۔

کیا ہر مومن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا۔ یا وہ خاص مومن  
 ہوگا؟ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ یہ اس بندہ مومن کے حق میں ہے، جو  
 دنیا میں نہ کسی کی غیبت کرتا تھا۔ نہ کسی پر بہتان لگاتا۔ نہ ذلیل و  
 رسوا کرتا، اور نہ کسی کی آبرو ریزی کرتا تھا۔ بلکہ اللہ کے بندوں کی  
 پردہ پوشی کرتا تھا۔ تاکہ رسوا نہ ہوں۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت  
 کے دن اپنی حفاظت میں لے گا۔ اور پردہ پوشی فرمائے گا۔ مشکوٰۃ میں

ایک حدیث یوں بھی آئی ہے۔ کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔

پھر جس مومن کو اللہ چاہے گا۔ اس کے عیبوں پر پردہ ڈال کر بخش دے گا۔ مومن کو چاہیے کہ وہ مردم آزار۔ اور حقوق العباد کا گنہگار نہ ہو۔

حدیث شریف میں رسول رحمت م نے فرمایا۔ جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے۔ اور مصیبت زدہ سے سختی دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس سے سختی دور کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن لوگ تین گروہ

**قیامت کے دن خلقت کے تین گروہ ہونگے**

کر کے اٹھائے جائیں گے۔ صِنْفًا مَّشَاةً۔ وَصِنْفًا اَرْكَبَانًا۔ وَصِنْفًا عَلَيَّ وَجُوْهِهِمْ۔ ایک گروہ پا پیادہ۔ ایک گروہ سوار۔ اور ایک گروہ منہ کے بل ۱۱ لوگوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! منہ کے بل کس طرح چلیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جس نے ان کو قدموں پر چلایا۔ وہ قادر ہے کہ ان کو منہ کے بل چلائے۔ (ترمذی شریف)

ملاحظہ ہو: ایک گروہ پا پیادہ ہوگا۔ یہ وہ مومن ہوں گے۔ جن کے نیک اعمال۔ برے اعمال کے ساتھ خلط ہوں گے۔ اور وہ متردد ہوں گے درمیان خوف اور رجا کے، اور امید وار ہونگے رحمت الہی کے۔

دوسرا گروہ۔ جو سوار ہوگا۔ یہ سابقین کامل ایمان والے ہوں گے۔  
اللہ کے آگے بھٹکے والے۔ اس کی عبادت میں زندگی گزارنے والے۔ حشر  
میں اللہ ان کو سواری دے گا۔

تیسرا گروہ۔ منہ کے بل چلنے والا ہوگا۔ چونکہ دنیا میں انہوں نے  
نہ رب العزت کے حضور سجدہ کیا۔ اور نہ گردن اطاعت رکھی۔ حشر کے  
میدان میں اللہ ان کو خوار اور سرنگوں کریگا۔ ان کے مونہوں کو ذیل کریگا۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْهَمُوا  
تَنْزِيلُ عَلَيْهِمُ الْمَلِكَةَ الْأَنْخَاوُا

توحید پر ثابت قدم  
رہنے والوں کا حال

وَلَوْ تَخَزَنُوا أَكْبَرُ وَإِلَّا لَبَجْتُمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ  
أَوْلِيَاءُ مَكْرُوفِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلكُمْ فِيهَا مَا شِئْتُمُو  
أَنْفُسِكُمْ وَلكُمْ فِيهَا مَا نَدَّخَلْنَا. نَزَّلْنَا مِنْ عَقُودٍ رَحِيمَةٍ (سُورَةُ بَقَرَةِ ۱۸۶)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس  
توحید پر، ثابت قدم رہے۔ اترتے ہیں ان پر فرشتے۔ اور  
کہتے ہیں، کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ۔ اور خوش خبری پاؤ،  
اس بہشت کی جس کا وعدہ تم کو دیا جاتا ہے۔ ہم تمہارے  
دوست ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔ اور تمہارے  
لئے ہے اس میں جو تم چاہو بطریق ہماری کے اللہ تعالیٰ بخشنے  
والے ہرمان سے“

صَلَاةً حَظْمًا۔۔ توحید الہی کے متوالوں، وحدانیت پر جم جانے، ہر  
آرائش میں پورا اترنے، بلا خوف لومہ لاثم حق سنانے، حقوق اللہ اور

حقوق العباد کو نگاہ رکھنے والوں - سجدہ ریزوں کو ملائکہ رحمت بشارت دیتے ہیں - موت کے وقت بھی - قبر میں بھی ، اور حشر میں بھی - کہ نہ تم ڈرو ، اور نہ غم کرو - ہم تمہارے دوست ہیں دنیا اور آخرت میں ، دنیا میں دوستی کا حق ادا کرتے رہے ہیں - کہ تمہارے لئے ثابت قدمی ، نزول رحمت اور بخشش کی دعائیں کرتے تھے - اور آج آخرت میں تمہیں جنت کی خوش خبری سناتے ہیں - اور اس جنت کی طرف لے کر چلتے ہیں - جس کا اللہ نے تم کو وعدہ دیا تھا - لو اب داخل ہو جاؤ جنت میں - اللہ تعالیٰ کی جہانی میں -

يَتِيمُونَ كَالْمَالِ كِهَانِ وَالْوَالِدِ كَالْحَالِ | إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ  
مَمَالِ الْيَتِيمِ ظُلْمًا إِنَّهَا

يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا (سورہ بقرہ ۱۷۴)

”بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں - سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھا رہے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے :

اس آیت کی تفسیر میں معالم التنزیل میں لکھا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میں نے معراج کی رات ایک قوم کو دیکھا - کہ ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے - اوپر کا ہونٹ سوچ کر ناک تک پہنچا ہوا تھا - اور نیچے کا پیٹ پر شک رہا تھا اور دوزخ کے داروغے دوزخ کے گرم پتھر ان کے مونہوں میں ڈالتے تھے میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا - کہ یہ کون لوگ ہیں - انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں - جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے تھے -

سُود خوارِ حشر کے میدان میں | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقْوَمُ الَّذِي  
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ - (پہ ۶۷)

”جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن، نہیں اٹھیں گے  
مگر جیسے وہ شخص اٹھتا ہے۔ جسے شیطان چھیڑ کر مغبوط  
الحواس کر دیتا ہے۔“

یعنی جس طرح حواس باختہ آدمی گر گر پڑتا ہے۔ اسی طرح سود خوار  
حشر کے دن مغبوط الحواس ہوں گے۔ گر گر پڑیں گے۔

ترمذی اور ابوداؤد میں | دو بیلیوں میں انصاف نہ کرنے والا  
بروایت حضرت ابو ہریرہؓ

حدیث آتی ہے۔ کہ جس مرد کے پاس دو عورتیں ہوں۔ پھر وہ ان میں  
انصاف نہ کرے، تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس  
کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔

مشکوٰۃ میں حدیث رسول رحمت ہے۔ کہ جو  
آگ کی دو زبانیں | شخص دنیا میں دو رویہ ہوگا۔ قیامت کے  
روز اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

دو رویہ وہ شخص ہوتا ہے۔ کہ جو دو آدمیوں کے درمیان ادھر کی  
بات ادھر۔ اور ادھر کی ادھر پہنچا کر فساد کرتا ہے۔

حق مسئلہ چھپانے والا | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ سَأَلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أَلْجَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِحَامِهِ  
مِنَ النَّارِ

”جس شخص سے علم دین، کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے۔ جس کو وہ جانتا ہے، پھر وہ اس کو چھپائے۔ تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی۔“

وہ علماء اور مشائخ جو جانتے ہیں۔ کہ صحیح حدیثوں میں فلاں، فلاں، مسئلہ اس طرح ہے۔ پھر وہ لوگوں کو ”مصلحت“ کی بنا پر نہیں بتاتے، چھپاتے ہیں۔ کہ اگر ظاہر کریں گے۔ تو آمدن ماری جاتے لی۔ یا اپنے مذہب کے خلاف عمل ہوگا۔ یا اپنا پہلا عقیدہ پھوڑنا پڑے گا۔ یا لوگ ناراض ہوں گے۔ غرض کسی سبب بھی حق مسئلہ ظاہر نہ کریں گے۔ تو ان کو قیامت کے روز آگ کی لگام دی جائے گی۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں ایسی ”مصلحتیں“ قیامت کے روز کتنی رسوائی کا باعث ہونگی۔ ایک بریلوی عقیدے کے استاد کے پاس ایک طالب علم پڑھتا تھا۔ فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ آگیا۔ کہ رفع سبایہ یعنی نماز میں انگلی اٹھانا، سنت ہے۔ شاگرد نے کہا۔ جناب ہم اور آپ رفع سبایہ نہیں کرتے؟ استاد نے فرمایا۔ ہم اس لئے نہیں کرتے، کہ دہانی کرتے ہیں۔ اگر وہ بھی کریں۔ اور ہم بھی کریں۔ تو دونوں میں کیا فرق رہا؟ — یاد رہے کہ یہ فرق ہی قیامت کو رسوا کرے گا۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث، اور نورانی سنتوں کو فرقے بندی کے فرق نے ہی ترک کر رکھا ہے

لئے ہے اپنے دامن میں لہذا ارمان و حسرت کا  
یہ رنگینی جو زیب داستان معلوم ہوتی ہے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-  
وَالَّذِينَ يُكْفَرُونَ، الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ  
وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

بِعَذَابِ أَلِيمٍ. يَوْمَ يُخَسِّلُ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَمُخَوًى بِهَا  
جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَنْفِقُونَ  
فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ . (پنچ ۱۱)

”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں  
خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا۔ جس دن  
اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں سخت گرم کیا جائے گا۔  
پھر اس کے ساتھ ان کے ماتھے، اور ان کی گردنیں، اور ان کی  
پیشیں داغی جائیں گی۔ اور کہا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے  
لئے جمع کیا تھا پس چکھو مزا اپنے جمع کئے کا“

یعنی محشر کے اندر ہی زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب شروع ہو جائے گا  
کہ ان کے سونے اور چاندی کو تپا تپا کر ان کو داغ دیا جائے گا۔

اور جن لوگوں نے اونٹوں - گایوں - بکریوں - بھیڑوں کی  
زکوٰۃ نہ دی ہوگی - اس شخص کو میدان حشر میں لٹا کر گایوں  
بکریوں - بھیڑوں ، سے اس کو پامال کرایا جائے گا۔ یہ جانور  
اس کو لتاڑیں گے - پاؤں سے کچلیں گے -

(مشکوٰۃ شریف)

یَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي  
النَّارِ يَفُوتُونَ يَلْتَمِتْنَا اَطَعْنَا  
اللَّهِ وَاَطَعْنَا الرَّسُولًا ۝

قیامت کے دن گمراہ لوگ اپنے  
سرداروں پر لعنت بھیجیں گے

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا مَا دَتَنَا وَكُفِّرَاءَ مَا فَاضَلُونَا السَّبِيلَةَ  
رَبَّنَا أَنْتُمْ ضَعُفْتُمْ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَهُمْ لَمَّا كَبُرُوا (پط ۵)

”جس دن ان کے منہ دکباب سیخ کی طرح، آگ میں الٹ پلٹ  
کئے جائیں گے (اس وقت) کہیں گے۔ اے کاش! ہم نے  
(دنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی۔ اور رسول کی اطاعت  
کی ہوتی۔ اور یہ بھی، کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار!  
ہم نے اپنے سرداروں، اور اپنے بڑوں کا کہا مانا۔ اور  
انہوں نے ہم کو (سیدھے) رستے سے گمراہ کیا۔ اے پروردگار  
ہمارے (آج) ان کو دو ہرا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی  
(سے بڑی) لعنت کر!“

مسلمانوں کو چاہیے۔ کہ آج دنیا کے اندر اللہ تعالیٰ، اور اس کے  
پے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ قرآن اور حدیث پر  
عمل کریں۔ صرف کتاب و سنت کی راہ پکڑیں۔ تاکہ قیامت کے روز  
سرخرو ہوں۔ اور نجات پائیں۔ کیونکہ نجات آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ  
نے قرآن مجید میں بار بار اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔۔۔ پر ہی زور  
دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت قرآن مجید پر عمل کرنا ہے، اور رسول  
کی اطاعت حدیث اور سنت پر چلنا ہے۔ قرآن قانون ہے۔ اور  
حدیث یا سنت اس قانون کا طریقہ عمل ہے۔ دونوں چیزیں فرض ہیں

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول خدا کی اطاعت سے محروم رہیں گے۔ قیامت کے دن جب ان کو عذاب ہوگا۔ تو اس وقت کہیں گے۔ اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ لیکن اس وقت پھٹانے سے خاک فائدہ نہ ہوگا۔

پھر یہ لوگ کہیں گے۔ کہ ہم نے دنیا میں اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تھی۔ جس طرح ہم کو ہمارے پیر و مرشد کہتے تھے۔ ہم ان کے کہنے پر چلتے تھے۔ آج دوزخ میں آکر معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کیا تھا۔ یا اللہ!۔ اب ہم کیا کریں۔ نہ معافی مل سکتی ہے۔ نہ عذاب سے چھوٹ سکتے ہیں۔ اے ہمارے رب! اب اتنا کر۔ کہ ہمارے سرداروں اور بزرگوں کو دو گنا عذاب دے۔ اور ان پر بے شمار لعنتیں برسائیں۔ جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اور کتاب و سنت کے خلاف راہ پر لے گئے۔

قرآن کہتا ہے۔

اعمالنا مشرکے میدان میں | وَوَضَعَ الْكِتَابَ فَفَرَأَ الْمُجْرِمِينَ

سُفْقَيْنَ مَتَّافِيهِ وَيَقُولُونَ يَوَلَيْتَنَا مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ  
لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْضَاهَا وَوَجِدُوا مَا  
عَمِلُوا أَحْضُرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (شعاع ۱۸)

”اور (لوگوں کا) اعمالنا مشرکے (سامنے لاکر) رکھا جائے گا۔ اور دیکھے گا تو گنہگاروں کو ڈرنے والے ہیں اس چیز سے، جو اس میں ہے۔ اور کہیں گے۔ دلئے ہے ہم کو کہ کیسا ہے یہ اعمالنا مشرکے کہ نہیں چھوڑتا کوئی چھوٹا بڑا دگناہ، مگر اس کو

احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جو عمل (انہوں نے) کیا تھا۔ اس کو حاضر پائیں گے، اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا۔  
 اس وقت کو یاد کریں۔ کہ جب اعمالنامہ کھول کر آگے رکھا جائے گا۔ اور ہر چھوٹا بڑا عمل۔ ہر گناہ۔ ساری زندگی کے لیل و نہار، خلوت اور جلوت کے کام، زندگی کے ہر ہر لمحہ کا ریکارڈ اس میں موجود ہوگا۔ اور ہر چیز اپنی آنکھوں سے پڑھیں گے۔ کیا بیٹے گی؟ کیا حال ہوگا۔ اور پھر کیا بنے گا؟

مزید ارشاد ہوتا ہے:-

وَكُلُّ إِنْسَانٍ أَلْفُ مِائَةٍ سِنِينَ فِي عُنُقِهِ دَوْنُ خُرُوجٍ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا. إِقْرَأْ كِتَابَكَ وَكُفَى بِنَحْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا. (دہا ۲۷)

”اور ہم نے ہر آدمی کا عمل اس کے ساتھ لازم کر کے۔ اس کے گلے کا لار بنا دیا ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسکا اعمالنامہ نکالیں گے۔ جس کو وہ اپنے سامنے کھلا ہوا دیکھنے لے گا۔ (اور ہم کہیں گے) اپنا اعمالنامہ خود پڑھ لے۔ آج تو اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے“

یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ ہے تیری زندگی کا (عمل نامہ) اسے پڑھ لے۔ اور تو خود ہی اپنا حساب لینے والا کافی ہے۔ بتا تو آج کس بات کے لائق ہے؟ تیرا کیا انجام ہو۔ تیرے کروتات تجھے کس سزا کا مستوجب بتاتے ہیں۔ اپنا فیصلہ آپ ہی کر لے۔

مسلمان بھائیو! محشر کا دن ضرور آنے والا ہے۔ اور جو محشر کے

حالات اللہ نے بتائے ہیں۔ وہ بھی ہو کر رہیں گے۔ تو پھر اسی زندگی میں  
اعمال نامہ پڑھ لیں۔ اور فیصحا کر لیں۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے  
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

ذرا گریبان میں منڈ ڈالئے۔ دیکھا ساری زندگی منکشف ہو گئی ہے۔  
کوئی چھوٹی بڑی بات ایسی نہیں رہی۔ جو آنکھوں کے سامنے رخصان نہیں  
ہوئی۔ پڑھا گیا ہے نا۔ نامہ اعمال!۔ ایک بات کی خوش خبری لیں۔  
کہ قیامت کے روز نامہ اعمال پڑھنے کے بعد آدمی سزا کے حوالے کیا  
جائے گا۔ اور یہاں۔ اس زندگی میں نامہ اعمال پڑھنے کے بعد اسے  
دھویا جاسکتا ہے توبہ کے پانی۔ انابت کے اولوں۔ استغفار کی برف  
سے ساری سیاہی دھل جائے گی۔ تو پھر دھو ڈالئے نا۔ بعد ازاں۔

شفات کتاب پر اعمال صالح کی زندگی کریں۔ سہ  
خود میری نگاہوں سے ترش جاتے ہیں مہتاب  
زہرہ ہے نہ پرویں، نہ ثریا میرے آگے  
جس سے نہ ڈھلے سینہ آدم کی سیاہی  
تو ہیں عبادت ہے وہ سجدہ میرے آگے

اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف | قرآن مجید خبر دیتا ہے :-  
وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ  
إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ هـ  
وَإِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ  
سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ هـ  
وَقَالُوا لَوْلَا رَبُّنَا الَّذِي أَلْهَمَنَا اللَّهُ

الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ  
إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (پہلے ۱۷)

”اور جس دن اللہ کے دشمن، آگ کی طیت اکٹھے کئے جائیں گے۔  
پھر وہ (اور دوزخیوں کے انتظار میں) رو کے جائیں گے۔  
یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آجمع ہوں گے۔ تو ان پر  
ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے گواہی دیں گے۔ جو کچھ  
وہ کرتے تھے۔ اور وہ اپنے چمڑوں کو کہیں گے۔ تم نے ہم  
پر کیوں گواہی دی۔ وہ کہیں گے۔ ہمیں، اس خدا تعالیٰ نے گواہی  
دی، جس نے ہر چیز کو گواہی دی۔ اور اس نے تم کو پہلی  
مرتبہ پیدا کیا۔ اور اسی کی طیت پھر لوٹنے جاؤ گے“

حضرت الشیخ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں  
اعضائے گواہی دیں گے

کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ آپ ہنسے، پھر فرمایا۔ لیا تم جانتے ہو کہ میں  
کس چیز سے ہنس رہا ہوں۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر  
جانتے ہیں۔ فرمایا (سنو) بندے کے اپنے رب سے خطاب کرنے پر  
(میں ہنسا) بندہ (قیامت کے دن) کہے گا۔ اے رب! تو نے مجھے ظلم  
سے پناہ نہیں دی؟ اللہ فرمائے گا۔ بیشک میں نے ظلم سے تجھے پناہ دی  
ہے، اس پر بندہ کہے گا۔ پھر تو میں اپنے اوپر کسی کی گواہی قبول نہیں  
کرتا۔ سوائے اپنے اندر کے یعنی میرے اعضاء گواہی دیں۔ تو وہ مانوں گا۔  
غیر کی گواہی نہیں مانوں گا۔ اللہ فرمائے گا۔ آج تجھ پر تیرا نفس اور  
تیرے اعمال لکھنے والے بزرگ فرشتے گواہ کافی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔

پھر اس کے منہ پر جہر لگا دی جائے گی۔ (خاموش!) اور اس کے اعضاء کو کہا جائے گا۔ کہ بولو! پھر اس کے اعضاء بول کر اس کے اعمال بتائیں گے۔ پھر اس کو بولنے کی طاقت دی جائے گی۔ تو اپنے اعضاء سے کہے گا۔ دور!۔ دفع!۔ میں تو تم سے ہی عذاب ہٹانے کو بھگڑتا تھا۔ (مشکوٰۃ،

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے

**امت خیر الوریٰ کی شہادت**

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام لائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ کیا تم نے میرے احکام اور پیغام اپنی امت کو پہنچائے تھے؟ نوح علیہ السلام کہیں گے۔ ہاں یا رب میں نے پہنچائے تھے۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا۔ کیا تمہیں نوح نے میرے احکام پہنچائے تھے؟ وہ کہیں گے، ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ پھر نوح علیہ السلام کو حکم ہوگا۔ تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور ان کی امت!۔ حضور نے فرمایا۔ پھر اسے امت، تم حاضر کئے جاؤ گے۔ اور گواہی دو گے، کہ نوح علیہ السلام نے پیغام پہنچایا۔ (صحیح بخاری)

پھر کافر کہیں گے۔ کہ یہ امت تو ہمارے بہت پیچھے ہوئی ہے۔ بغیر دیکھے کیسے شہادت دے سکتی ہے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی صداقت پر گواہی دیں گے۔ کہ میری امت نے قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام کا سارا حال پڑھا تھا۔ اور کلام اللہ کی صداقت پر پورا یقین کہ کے میری امت نے گواہی دی ہے اور سچی گواہی دی ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی:-

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى  
النَّاسِ وَيَكُونَ الرُّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (پط ۱۷)

”اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت بیچ کی - (یعنی عادل)،  
تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔ اور ہووے رسول تم پر گواہ“

قرآن مجید میرا ہے :-  
غفلت کا پردہ حشر میں دور ہو جائے گا | وَجَاءَتْ كُلُّ

نَفْسٍ مَعَهَا سَائِرٌ وَ شَهِيدٌ لَّقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ  
هَذَا أَذْكَرَ فَمَا عُنَّكَ عِظَاءُ لِي قَبْرِكَ الْيَوْمَ حَديدٌ ه  
وَقَالَ تَرْبِيئَةُ هَذَا مَا لَدَى عَيْتِي ه الْفِيئَةُ جَهَنَّمَ كُلُّ كَفَّارٍ  
عَيْنِي ه مَنَاجِعُ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ه الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ  
إِلَهَا أُخْرَىٰ لِقِيئِهِ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ه (پط ۱۷)

”اور ہر شخص (اعمال کی جواب دہی کے لئے) حاضر ہوگا۔  
ایک فرشتہ تو، اس کے ساتھ لائیکنے والا ہوگا۔ اور  
ایک فرشتہ) گواہ۔ (ہم اس کو جہنم کے، تو اس  
دن) سے غفلت میں تھا۔ پس (آج) ہم نے تیرے  
پردے کو (جو آنکھوں پر پڑا تھا)۔ تجھ سے ہٹا دیا ہے۔

سہ بعض جاہل یا فرقہ بندی کی فضا سے ”آکھین“ کھانے والے رسول کے شاہد ہونے سے  
آپ کو حاضر ناظر ثابت کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ حاضر ناظر صرف اللہ  
تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ اگر رسول تم پر گواہی دے گا۔ سے رسول  
حاضر ناظر ہیں۔ اور امت کو بھی انہی الفاظ سے کہا گیا ہے۔ لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى  
النَّاسِ۔ تا کہ ہوتم لوگوں (پہلی امتوں) پر گواہ۔ کیا یہ امت بھی حاضر ناظر ہو گئی  
ہے؟ کیونکہ یہ بھی شاہد ہے۔

پس آج تیری نظر بڑی تیز رہو گئی، ہے۔ اور اس کا ساتھی کہے گا۔ کہ (اس کا نامہ اعمال) جو میرے پاس ہے۔ وہ حاضر ہے۔ (پھر ہم دو فرشتوں کو حکم دیں گے) جتنے کافر، سرکش، نیکی سے روکنے والے، حد سے بڑھے ہوئے، (دین میں) شکوک پیدا کرنے والے ہیں۔ (سب کو) جہنم میں ڈال دو۔ (اور) جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہرایا۔ ایسے شخص کو سخت عذاب میں جھونک دو۔“

متذکرۃ الصدق آیات کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر شخص قیامت کو اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ ایک لانگنے والا فرشتہ ہوگا۔ اور ایک فرشتہ اس کا نامہ اعمال لئے بطور گواہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو فرمائیں گے۔ کہ یہ ہے تیرا نامہ اعمال۔ اس کو پڑھ! وہ فر فر پڑھے گا۔ اگر ان پڑھ ہوگا۔ پھر یہی پوری روانی سے پڑھ لیگا۔ اللہ فرمائیں گے۔ دنیا میں تیری آنکھوں پر جو غفلت کے پردے پڑے تھے آج ہم نے ان کو ہٹا دیا ہے۔ دیکھا! تیری نظر آج کتنی تیز ہے۔ ہر چیز تو نے خوب پڑھ لی ہے۔ کوئی بات تیری تجھ پر پوشیدہ نہیں رہی ہے۔

پھر اس کا ساتھی، یعنی وہ فرشتہ جو اس کا گواہ ہوگا کہے گا۔ اس کا نامہ اعمال جو میرے پاس لکھا ہوا ہے۔ یہ ہے حاضر! اس کے نامہ اعمال کی خواندگی سے ثابت ہو جائے گا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی۔ سرکش۔ نافرمان، اور قانون شکن ہے۔ لوگوں کو راہِ راست سے روکتا۔ نیکیوں سے منع کرتا۔ اللہ کی حدود کو پھاندتا، اور دین

میں شکوک پیدا کرنے والا تھا۔ مرتے دم تک اسی بغاوت و عصیان پر قائم رہا۔ اس پر فرد جرم لگ جائے گا۔ اور دو فرشتوں کو حکم ہوگا۔ جھونک دو اس کو جہنم میں۔ اور ساتھ ہی اس کو بھی دوزخ کا ایندھن بنا دو۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو مغبوط ٹھیراتا تھا۔ یعنی اللہ کو بھی مانتا تھا۔ اور اللہ کی ذات صفات میں شریک لانا تھا۔ عبادت کے جو کام اللہ ہی کے لئے ہیں۔ وہ کام غیر اللہ کے لئے بھی کرتا تھا۔ اللہ کے سوا دوسروں کو بھی غیب دان۔ حاجت روا۔ مشکل کشا۔ حاضر ناظر مانتا تھا۔ غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں۔ دیتا۔ اور قبروں پر سجدے کرتا تھا۔ اور اہل قبور سے رو رو کر حاجت روائی چاہتا تھا۔ واضح رہے کہ یہ سب کام غیر اللہ کو معبود بنانے کے ہیں۔ اَلَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ۔ جس نے ٹھیرایا ساتھ اللہ کے معبود دوسرا۔ فَالْقَبِيلَةُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ۔ پس جھونک دو اس کو (میرے فرشتو!) سخت عذاب میں۔

قرآن میں ہے:-

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِن  
عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً

بعض لوگوں کے اعمال غبار  
اور دھول بنا دیئے جاتینگے

مَنْشُورًا (دہڑاہ)۔ اور جو کچھ عمل انہوں نے کیا۔  
دنیا میں، ہم اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ تو اس  
کو پریشان غبار بنا دیں گے۔

دنیا میں جن لوگوں نے اپنے اپنے خیال سے نیک اعمال کئے  
ہیں۔ یعنی بغیر سند کے نیکیاں کی ہیں۔ یا نیک عملوں کو شرک اور

بدعت کے ساتھ ملایا ہے۔ یا شرکیہ عقیدے رکھ کر نیک کام کئے ہیں۔ یا نیک کام کرنے والا بدعتی ہے۔ یا ریاکارانہ نیک عمل کئے ہیں، یا وہ اعمال، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کے مطابق نہیں ہیں۔ ان پر مہر محمدی نہیں ہے۔ حضرت خیر النوری صلی اللہ علیہ و سلم کے نمونہ کے مطابق نہیں ہیں۔۔۔ نقل مطابق اصل نہیں۔ تو ایسے تمام نیک کاموں کو حشر کے روز اللہ گرد و غبار کی طرح اڑا دے گا۔ بکھری ہوئی دھول بنا دے گا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

حشر میں ظالم کی آہ و فغان  
وَيَوْمَ يَقُضُ الظَّالِمُ عَلَىٰ

يَدَيْهِ يَقُولُ لِيَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝  
يُوَلِّيكَ لِيَلَيْتَنِي لِمَ اتَّخَذْتُ فَلَانًا حَلِيلًا ۝ (پہلا ع)

”اور جس دن ظالم (آدمی) مارے افسوس کے، اپنے لائق کاٹے گا۔ (اور) کہے گا۔ اے کاش میں (بھی) پکڑتا ساتھ رسول کے راستہ۔ ہائے میری کم بختی۔ کاش میں فلاں (شخص) کو دوست نہ بناتا“

حشر کے دن اس ظالم کے شور و فغان سے اہل محشر میں کہرام مچ جائے گا۔ یہ شخص داڑھیں مار مار کر روئے گا، چھینے گا۔ چلائے گا۔ اور کہے گا۔ کاش میں نے دنیا میں راہ رسول پکڑی ہوتی۔ سنت کے مطابق عمل کئے ہوتے۔ پیغمبر کے نقش قدم پر چلا ہوتا۔ اور آج قیامت کے روز سرخرو ہوتا۔ لیکن میرے عمل پیغمبر کے عمل کے مطابق نہیں ہیں، علی الرغم سنت ہیں۔ مجھ پر بخت کو راہ رسول نصیب

نہ ہوتی۔ آج اللہ نے مجھے ظالم کہا ہے۔ آج میں ذلیل و خوار ہوں۔ میرے تمام اعمال خیر میرے منہ پر مارے گئے ہیں۔ ہباء منثورا ہو گئے ہیں۔ بے سند کئے ہوئے کام اکارت گئے ہیں۔ یوتیتی۔ اے میری بدبختی۔ ہائے میری شامت۔ لیتنی لہم آتخذنا فلائنا خیلًا۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ میں فلاں کو دوست نہ رکھتا۔

دنیا میں جس شخص کی صحبت کی تھی۔ جس کا چیلہ، مرید، پیرو، غلام، داس، شاگرد، خدمتی، اور تہل سیوا کرنے والا بنا تھا۔ عرصہ محشر میں اس کا نام لے لے کر کہے گا۔ کاش! میں اس کو دوست نہ بناتا۔ کہ اس نے دنیا میں مجھے راہِ رسول سے ہٹا کر میرا بیڑا غرق کیا۔

مسلمان بھائیو! آج وقت ہے، اس عالم کون و فساد میں راہِ رسول پکڑ لیں۔ سبیلِ رسول پر چلیں۔ زندگی، جناب خیر البشر، حبیبِ خدا، اشرفِ انبیاء، شافعِ روزِ جزا، راہِ نورِ جادہ اسری، حضرت مُحَمَّدٌ مَصْطَفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ پاک کے مطابق گزاریں۔ تمام دین کے کام حدیث کے نور میں کریں۔ احکامِ الہی اور فرائضِ خداوندی پر سنت کی مہر ضرور آو۔ سے

منزل ملی، مراد ملی، مدعا ملا

سب کچھ ملا جو مجھ کو تیرا نقش پا ملا

یعنی جس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نقش پا ملا۔ سنت کے مطابق عمل نصیب ہوئے۔ اس کو منزل مل گئی۔ وہ جنت میں جا پہنچا۔ جنت میں پہنچا۔ تو مراد بھی ملی۔ اور مدعا بھی حاصل ہو گیا۔

سنانوے طوماروں پر فوالب | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت  
آنے والا کاغذ کا پرزہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نکالے گا میری  
امت میں سے ایک شخص کو قیامت کے دن رو برو لوگوں کے،  
پھر کھولے گا اس پر سنانوے طومار، ہر طومار مانند درازگی بھر کے  
ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس شخص کو۔ کیا انکار کرتا ہے تو  
ان طوماروں میں سے کچھ؟ کیا ظلم کیا ہے میرے لکھنے والوں نے  
تجھ پر؟۔ وہ شخص کہے گا۔ اے میرے پروردگار! کچھ انکار نہیں کر  
سکتا میں۔ (یعنی میرے طوماروں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، سب درست  
ہے۔ مجھے کسی بات سے انکار نہیں ہے)۔ اور نہ تیرے کاتبوں نے  
ظلم کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تیرے لئے کچھ عذر ہے؟  
وہ کہے گا۔ اے میرے پروردگار! کچھ عذر نہیں ہے۔

لیس فرمائے گا اللہ تعالیٰ ہاں! (یعنی ہمارے پاس ایک چیز ہے  
جو قائم مقام عذر کے ہے)۔ تحقیق تیرے لئے ہمارے پاس ایک نیکی  
ہے۔ (جو بڑی بھاری ہے اور مقبول ہے۔ اور جو مٹائے گی تیرے  
سب طوماروں کے گناہوں کو)۔ وَ إِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَیْكَ الْیَوْمَ۔  
اور تحقیق نہیں ہے ظلم تجھ پر آج!۔ فَتُخْرِجُ بِطَاقَةٍ فِیْهَا أَشْهَدُ  
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ۔ پھر  
نکالا جائے گا ایک کاغذ کا پرزہ۔ کہ لکھا ہوگا اس میں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ  
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ،

پھر اللہ فرمائے گا۔ حاضر ہو اپنے عمل کے وزن پر! یعنی جس وقت یہ کاغذ کا پرزہ ننانوے طوماروں گناہوں کے ساتھ تو لا جائے۔ تو پھر حاضر ہو۔ پھر دیکھ اپنے رب کا فضل، پھر وہ شخص عرض کرے گا۔ اے میرے پروردگار! — مَا هَذَا الْبَطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السَّجَّالَاتِ — کیا مناسبت ہے اس پرزہ کاغذ کو ساتھ ان بہت سے طوماروں کے؟ — اللہ فرمائے گا۔ إِنَّكَ لَا تَظْلَمُ — تحقیق تو ظلم نہیں کیا جاویگا۔ یعنی یہ پرزہ کاغذ بہت بڑی نیکی ہے۔ اسے ضرور تو لا جائے گا۔ تاکہ تجھ پر ظلم نہ ہو، قَالَ — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ فَتَوَمَّعُ السَّجَّالَاتُ فِي كَفِّهِ — پس رکھے جائیں طومار ترازو کے ایک پلڑے میں۔ وَ الْبَطَاقَةُ فِي كَفِّهِ — اور پرزہ کاغذ دوسرے پلڑے میں۔ فَطَاشَتِ السَّجَّالَاتُ وَ ثَقُلَتِ الْبَطَاقَةُ — پس ہلکے ہوں گے وہ طومار، اور بھاری ہو گا وہ پرزہ کاغذ۔ فَلَا يَثْقَلُ مَعَ امْسِرِ اللّٰهِ شَيْئًا — پس نہیں بھاری آئے گی ساتھ نام اللہ کے کوئی چیز۔ (ترمذی - ابن ماجہ)

کلمہ پڑھنا عقیدہ توحید کے امانتہ کام دیگا | یاد رکھیں کہ کلمہ صورت میں مفید اور باعث نجات ہو سکتا ہے۔ کہ کلمہ پڑھنے والا اسے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر پڑھے۔ مشرکین مکہ نے اس وقت تک کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ جب تک ان کے قول اور فعل میں اللہ کے سوا اور معبود موجود تھے۔ تین سو ساٹھ معبود رکھتے ہوئے وہ کیسے کہہ سکتے تھے۔ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ —

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“۔ وہ بڑے دیا نندار مشرک تھے۔ شرک کے عقیدے اور عمل رکھتے ہوئے انہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا۔ انہوں نے اس وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا۔ جب ان کے خیال، ذہن، تصور عقیدے اور عمل ہر قسم کے الٰہ سے پاک ہو گئے تھے۔

آج مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ کہ قبروں کے عرسوں پر جاتے ہیں، وہاں قبر پر سجدے کرتے۔ قبر کا طواف کرتے، اور اہل قبر سے رو رو کر حاجت مانگتے اور مشکل کشائی چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کام کر کے چلتے ہیں۔ تو کہتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ اس مسلمان کو اتنی سمجھ نہیں کہ جس غیر اللہ کے ساتھ اللہ والا معاملہ کیا جائے۔ وہ غیر اللہ، اللہ کے سوا الٰہ، یعنی معبود ٹھہرایا جانا ہے، اسی طرح مسلمانوں نے سینکڑوں الٰہ بنا رکھے ہیں۔ زمیں سے تا بہ شریا۔ لات و منات کی بھیڑ رکھتے ہوئے زبان سے کہتے ہیں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یاد رہے۔ کہ جب تک قولی۔ بدنی۔ اور مالی عبادت خالص اللہ کے لئے نہ ہوگی۔ ہر طرح کے شرک سے مبرا، منترہ اور پاک نہ ہوگی۔ اس وقت تک لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ بالکل بے سود اور عبث ہے۔ شرکیہ اقوال و افعال والے شخص کی کوئی عبادت ہی قبول نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

لَنْ أَسْرُقَ لِيَخْبَطَنَّ عَمَلِكَ (پہا ۴۴)۔ ”اگر تم نے شرک کیا۔ تو ضرور تمہارے تمام عمل مٹا دیئے جائیں گے“

پس ہر مسلمان کو اپنے عقاید اور اعمال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقاید و اعمال کے مطابق بنانے چاہئیں۔ کیونکہ وہ اول درجہ کے

مسلمان تھے۔ انہوں نے عقاید و اعمال براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

اوپر کی حدیث میں جس پرزہ کاغذ — بطاقہ کے بھاری ہونے کی وجہ (بطاقہ) کا ذکر ہے۔ یہ بطاقہ اس آدمی

کا ہوگا۔ جس کا عقیدہ توحید، صحابہ کے عقیدہ کے عین مطابق ہوگا۔ توحید اس کی رگ رگ میں رچی بسی ہوگی۔ عقیدہ توحید کے ساتھ اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ پڑھا ہوگا، پھر زندگی اس کی گناہوں میں گزری۔ اور بلا توبہ ہی مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے دفاتر کو ترازو میں کلمہ طیبہ کی نیکی کے ساتھ تول کر ہلکا کرے گا۔ اور کلمہ بھاری، اور یہ محض اپنے فضل سے کرے گا۔ وہ جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب کرے، مالک و مختار ہے لیکن اس کا قانون ہے کہ شرک کو ہرگز ہرگز نہیں بخشے گا۔ خود ارشاد فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۴۷)۔ "اللہ تعالیٰ اس (گناہ) کو کبھی معاف نہیں کریگا کہ اس کے ساتھ کسی کو، شریک پھیرایا جائے۔ اہل اس کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے"

نوٹ :- ننانوے سجدات کو اللہ نے معاف کرنا چاہا۔ اور معاف کر دیا

کیونکہ ان گناہوں کے طوماروں میں شرک نہ تھا۔

اسان حساب کیا ہوگا | حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اپنی بعض نماز میں فرماتے ہوئے سنا۔

اللَّهُمَّ حَاسِبِي حِسَابًا يَسِيرًا - يَا اَلٰهِي حَسَابِ كَرْتُمْ مِثْرِي عَمَلِي كَحَسَابِ

آسان! حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ اے نبی اللہ کے۔ کیا چیز ہے حساب آسان  
 (یعنی اس کی صورت کیا ہے)۔ فرمایا آپ نے۔ اَنْ يَنْظُرُوْا فِيْ كِتَابِيْهِ فَيَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ  
 کہ دیکھیے گا اللہ تعالیٰ اس کے عمل نامہ میں اور درگزر کرے گا اس سے۔ (یعنی  
 یونہی نظر مار کر چھوڑ دے گا۔ کچھ پوچھ گچھ نہ کرے گا، اِنَّهُ مِنْ نُّوْقِسِ الْحِسَابِ  
 يَوْمَئِذٍ يَا عَائِشَةُ هَكَكَ۔ تحقیق شان یہ ہے کہ جس شخص سے کدو کاوش  
 کی گئی اس دن اے عائشہ، پس تحقیق وہ ہلاک ہوگا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحساب،  
 اے اللہ!۔ ارحم الراحمین اللہ!۔ ہم گنہگاروں کا حساب آسان ہی لینا  
 نامہ اعمال ہمارے دائیں ہاتھ میں تمہارے ہی درگزر فرما دینا اے پیارے اللہ!  
 ہم سے کدو کاوش نہ کرنا۔ اپنی رحمت اور فضل سے یونہی نظر مار کر مٹا کر دینا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول (ص)۔  
**جس دن کھڑے ہونگے لوگ**  
**رب العالمین کے سامنے**

خبر دیجئے مجھ کو، کہ کون شخص طاقت رکھے گا کھڑے ہونے کی قیامت کے  
 دن (یعنی اللہ کے آگے حساب کے لئے کھڑے ہونے کی کون طاقت رکھے  
 گا۔) ایسا دن کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اس کے متعلق يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ  
 لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔ اس دن کھڑے ہونگے لوگ سامنے رب العالمین کے،  
 فقال۔ پس فرمایا (جواب میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) يَخْفَقُ  
 عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّىٰ يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلْوَةِ الْمَكْتُوبَةِ۔ ہلکا کیا جائے گا دن  
 قیامت کا مسلمان (کامل، موحد، عامل کتاب و سنت) پر۔ یہاں تک کہ ہوگا  
 وہ دن اس پر مانند نماز فرض کے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحساب)۔

ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابن عمرؓ نے پڑھی یہ سورت پس جب پہنچے

اس آیت پر یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ - تو روئے اور نہ پڑھ کے مابعد اس کا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ! - اللہ رب العالمین کے رو برو کھڑے ہو کر حساب دینے کا منظر صحابہ کو رلا دیتا تھا۔ حالانکہ وہ سب جنتی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بھی یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی کہ کون طاقت رکھے گا اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینے کی؟ - دنیا (معمولاً عدالتوں میں) گواہ شہادت دیتے وقت پینہ پینہ ہو جاتا ہے، عدالت کے رعب سے خائف و لرزاں ہوتا ہے، تو اللہ واحد القہار کے حضور کھڑا ہو کر حساب دیتے وقت کیا گزے گی۔ یہ تصویر آدمی کی روح قبض کر لیتا ہے، ہوش اڑھاتے ہیں کہ حشر کا دن جو دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا۔ مسلمان پر کتنی قیامتیں ڈھائے گا۔؟ جناب رحمۃ اللعالمینؐ نے فرمایا، اے ابوسعید خدریؓ! قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن مسلمان پر بڑھا کر دیا جائے گا۔ بقدر نماز فرض کے، یعنی جتنا وقت چار فرض ادا کرنے میں لگتا ہے، اتنے وقت میں وہ دن پورا ہو جائیگا یعنی مومن مسلمان، صالح الاعمال پر قیامت کا دن بڑی جلدی گزر جائے گا۔ گویا کہ اس نے فرض نماز پڑھی ہے۔ کہ دن ختم ہو گیا۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے پچاس ہزار سال لمبے دن کے متعلق فرمایا۔ وَالَّذِي لَفِي نَفْسِي سَيِّدَاهُ إِنَّهُ لِيَحْفَظُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَتَّىٰ يَكُونَ أَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ الْكُتُوبِةِ يَصَلِّيَهَا فِي الدُّنْيَا - ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق وہ دن سبک کیا جائے گا مسلمان کامل پر یہاں تک کہ ہو گا سبک تر، اور آسان تر، مسلمان پر نماز فرض سے کہ پڑھتا ہے اس کو دنیا میں“ (مشکوٰۃ شریف)۔

## کہاں میں تہجد پڑھنے والے

اسما بنت یزید سے روایت ہے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی

کہ فرمایا حضور نے، جمع کے جاؤں گے لوگ ایک میدان فراخ میں قیامت کے دن پس پکارے گا ایک پکارنے والا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جدا ہوتے ہیں ان کے پہلو خواب گا ہوں سے یعنی تہجد پڑھنے والے، پس انھیں گے اہل محشر سے ایسے لوگ حالانکہ وہ تھوڑے ہوں گے، پس داخل ہوں گے جنت میں بغیر حساب کے، کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا مشقت طاعت پر اور ترک کی تھی لذت راحت آرام کی۔ کہ نرم گرم بستر چھوڑ کر رات کو عبادت کے لئے اٹھتے تھے، پھر حکم کیا جائے گا باقی لوگوں کے لئے حساب لینے کا۔ (مشکوٰۃ باب الحساب)

رحمت للعالمین کا حوض کوثر

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةٌ شَهْرٌ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاءُهُ أَبْيَضٌ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكَيْزَانُهُ كَنْجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حوض میرا جو میدان حشر میں ہوگا ایک ہینہ چلنے کی مسافت ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس کے آنچوں سے مانند ستاروں آسمان کے ہیں۔ جو شخص اس سے ایک بار پی لےگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میدان حشر میں ہر نبی کا حوض ہوگا۔ اور اس نبی کی امت کے صالح

لوگ وہاں سے پانی پیش گئے، ایسے ہی ہمارے رسولؐ امین، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذنبین، سید الکونین، سید الثقلین، سید ولد آدم، راہ نور و جادہ اسرہی، حبیب خدا، اشرف انبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حوض ہوگا۔ یہ حوض ان کی شایان شان ہوگا۔ اس حوض کے چاروں زاویے برابر ہوں گے۔ یعنی مربع ہوگا۔ ہر طرف اس کی ایک ماہ کی مسافت ہوگی۔ یعنی ایک مہینے میں آدمی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچے گا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور خوشبو مشک سے بڑھ کر معطر ہوگی، حوض کے آبخوئے آسمان کے ستاروں کی مانند ہوں گے، کثرت اور روشنی میں جو شخص ایک بار اس حوض سے پئے گا، اس کو میدان محشر میں قطعاً پیاس نہ لگے گی، جتنے کہ جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرصہ محشر میں یہ حوض عطا کرے گا۔ جنت کی نہر کوثر سے پانی اس میں آئے گا۔ اور حضورؐ اپنی پیاسی امت کو اس سے پلائیں گے۔ کہ آپؐ ساقی کوثر ہوں گے۔

جب حضرت نعم نبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج جنت کی نہر کوثر میں گئے۔ تو آپؐ نے جنت کی سیر کی، وہاں آپؐ

نے ایک نہر دیکھی، جس کی مٹی مشک تیز خوشبودار تھی، اور اس کے دونوں طرف موتی کے گنبد تھے۔ حضورؐ نے جبرئیل سے پوچھا۔ کیا ہے یہ نہر لے جبرئیل؟ جبرئیل نے عرض کیا۔ هَذَا الْكُوْتْرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبِّيْكَ - یہ نہر کوثر ہے۔ جو اللہ نے آپؐ کو عطا کی ہے۔ (بخاری شریف)

یہی جنت کی نہر کوثر ہے۔ جس کا پانی حوض کوثر میں گرے گا، اور

امت خیر الوریٰ کے خوش بخت لوگ نہیں گے۔ اور عرصہ محشر میں ٹھنڈے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
مقام قرب رحمت سے دور ہو جاؤ سلم حوض پر امت کے

پیش رو ہوں گے، آپ کی امت کے لوگ حوض کوثر سے پانی پئیں گے، وہاں کچھ لوگ ایسے آئیں گے، کہ ان کے اور حضور انور کے درمیان پردہ آجائے گا، حضور فرمائیں گے۔ اِنَّهُمْ ضَلُّوا۔ یہ میری امت کے لوگ ہیں۔ فَيُقَالُ۔ پھر کہا جائے گا۔ اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحَدًا تُوِّا بَعْدَكَ۔ آپ کو معلوم نہیں۔ جو کچھ آپ کے بعد انہوں نے (دین میں) بدعینیں پیدا کیں۔ پھر حضور فرمائیں گے۔ سَمِعْتُ سَمُحًا مَسْحًا لِمَنْ غَيْرِ بَعْدِي۔ ہلاکت ہو اور رحمت سے دوری ہو، ان لوگوں کو جنہوں نے میرے بعد دین کو بگاڑا۔ (متفق علیہ)

نوٹ:- ثابت ہوا۔ کہ بدعتی لوگ نہ حوض کوثر سے پانی پی سکیں گے نہ ان کو حضور کی شفاعت نصیب ہوگی۔ بلکہ بزبان رسول خدا ان کے لئے پھٹکار اور ہلاکت ہوگی۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حضور انور بعد وفات اپنی امت کے حالات سے بے خبر ہیں۔ نہ غیب دان ہیں۔ نہ حاضر ناظر۔

حضرت عائشہ سے روایت  
حضرت عائشہ روزخ کے خوف سے روئیں ہے۔ کہ وہ دوزخ کی آگ

کو یاد کر کے (خوف سے) روئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا يَبْكِيكِ - عائشہ! - کیا سبب ہے تیرے رونے کا؟

قَالَتْ ذِكْرُكَ النَّارَ فَبَكَيْتُ - عرض کیا۔ یاد کیا میں نے آگ کو۔ تو

اس کے خوف سے، روئی ہیں! -

فَهَلْ تَذَكَّرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - سحرت عائشہ نے پوچھا۔ آیا یاد رکھو گے آپ اپنے اہل و عیال کو دن قیامت کے ؟  
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَمَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذَكَّرُ أَحَدٌ أَحَدًا - لیکن تین جگہ دہی میں کہ، کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ (بے عائشہؓ)۔

(پہلی جگہ) عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يُعْلَمَ أَيُّخَفُ وَمِيزَانُهُ أَمْرٌ يَثْقَلُ -  
 نزدیک میزان کے یہاں تک کہ ہلکی ہوئی ترازو اس کی یا بھاری ہوتی !  
 (دوسری جگہ) وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ هَذَا وَمَرَأَةٌ وَأَكْتَسَبَتْهُ  
 حَتَّى يُعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ مِنْ وَرَاءِ  
 ظَهْرِهِ - اور وقت دینے اعمالناموں کے۔ جس وقت کہا جائے گا۔ یعنی  
 ازراہ خوشی کے کہے گا وہ شخص لوگوں کو جس کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ  
 ملے گا۔ - لوجی پڑھو! اعمالنامہ میرا۔ یہاں تک کہ جانے کہ کہاں پڑا۔  
 اعمالنامہ اس کا! - (د آیا دائیں ہاتھ میں۔ یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ  
 کے پیچھے ہے)

(تیسری جگہ) وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وَضِعَ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ  
 (ابوداؤد)۔ اور نزدیک پُل صراط کے۔ جس وقت رکھا جائے گا (پُل)،  
 درمیان اوپر دوزخ کے !

مُتْلَا حَظُّهَا - حشر کے دن کوئی  
 تین جگہ کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا | کسی کو یاد نہ کرے گا۔ بالخصوص  
 تین جگہ سب کو اہل و عیال بھولے ہوں گے۔ میزان کے نزدیک، کہ

جب نیکی بدی مثل رہی ہوگی، ہر کوئی اسی غم میں ہوگا۔ کہ کیا انجام ہوتا ہے اس کے اعمال کا۔ آیا پلڑا نیکی کا بھارا ہوتا ہے یا بدی کا۔ اس نازک مرحلہ میں ہر شخص نظر تفر کا نپے گا۔ ہوش اڑے ہوں گے!۔

جب اعمال نامے ملنے کا وقت ہوگا۔ اس گھڑی بھی ہر شخص کا کلیجہ منہ کو آئے گا۔ کہ آیا اس کا عمل نامہ دائیں ہاتھ میں تھا یا جاتا ہے۔ یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَذَا مَا مَرَرْتُ أَفَرَدْتُمْ أَكْثِبِيهِ ۖ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلِقٌ حِسَابِيهِ ۖ فَهَوِّنِي عَيْشِهِ رَاضِيَهُ ۖ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۖ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا آسَفْتُمُ فِيهَا ۚ  
الْآيَاتُ الْغَالِيَةُ ۚ (پطع ۵)

”تو جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو وہ (خوشی خوشی لوگوں سے) کہے گا۔ (وہ) میرا نامہ اعمال تو پڑھو۔ مجھ کو تو (دنیا کی زندگی میں) یقین تھا کہ (ایک دن) میرا حساب (یعنی نامہ اعمال) مجھ کو ملے گا۔ (سو ملا)۔ تو وہ (شخص بڑے) خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ (یعنی) بہشتا بریں میں۔ جس کے پھل بھکے ہوں گے (اور ان سے) کہا جائیگا۔ کہ کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ۔ ان عملوں کے صلہ میں، جو تم نے گذشتہ ایام (یعنی دنیا) میں کئے ہیں“

اور پل مراط کے نزدیک بھی اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے گی۔ کہ آیا اس نے پل کو عبور کر کے نجات پائی ہے، یا پل

سے نیچے گر گیا ہے جہنم میں۔

واضح ہو کہ پل جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا۔ جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اور وہاں گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوگا۔ ہر شخص کو اس پل سے گزرنا ہوگا۔ یعنی پل کو عبور کر کے جنت میں جانا ہوگا، پھر مومن موصداً صالح الاعمال، اللہ کے فضل سے اپنے اعمال کی روشنی میں اسے چشم زدن میں پار کر جائیں گے۔ اور کافر اور منافق اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔ عَافَانَا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ۔

یہ ہیں وہ تین جگہیں۔ جہاں سب خلقت حیران اور درماندہ ہوگی۔ کسی کو کسی کی خبر لینے، اور یاد کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ اسے اللہ! ہم پر یہ سب منزلیں اپنے فضل اور کرم سے آسان کر دینا۔ واسطہ دیتے ہیں ہم تجھ کو تیری بے پناہ رحمت کا۔

## پل جہنم میں اعمال نامہ ملنے والے کا حال

وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۖ فَيَقُولُ يُبَيِّنُنِي لَمْ أُوْتِ  
 كِتَابِيهِ ۗ وَكَمْ أَذْرَ مَا حَسَابِيهِ ۗ يُبَيِّنُهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ ۗ  
 مَا آعَنِي أَعْتَىٰ مَالِيهِ ۗ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيهِ ۗ خُدَادُهُ نَقْلُوهُ  
 ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلَّوهُ ۗ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا  
 فَاسْرُكُوهُ ۗ إِنَّهُ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۗ وَلَا يَحْصُرُ عَلَىٰ  
 طَعَامِ الْبُسْطِيَيْنِ ۗ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَهُنَا حَمِيمٌ ۗ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا  
 مِنْ غَنَائِنِ ۗ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۗ (پطع ۵)

”اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پس وہ نہایت حسرت سے، کہے گا۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ مجھ کو میرا نامہ اعمال ملتا ہی نہ۔ اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی۔ کہ میرا حساب کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ موت ہی (میرا) خاتمہ کر کر چکی ہوتی۔ (وہ) میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری بادشاہت (جاہ و جلال) نٹ گئی۔ زہر ہم حکم دیں گے کہ، اس کو پکڑو۔ پس اس کے گلے میں طوق ڈالو۔ پھر اس کو جہنم میں دھکیں دو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پمائنش ستر گز ہے، اس کو جکڑ دو۔ یہ شخص خدائے عظیم پر ایمان نہ لایا تھا۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب (بھی) نہیں دیتا تھا۔ سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوست دار ہے اور نہ کھانے کو کوئی چیز ہے۔ بجز زخموں کے دھون کے جس کو سوائے بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کی بغاوتوں، سرکشیوں، نافرمانیوں، اور بدکاریوں کے سیاہ نامے حشر کے روز انسان کا منہ کالا کر کے رکھ دیں گے اور اسے ان سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور ایسے عذابوں کی چکی میں پسا ہوگا۔ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی وقت ہے۔ انسان! — کچھ سوچ لے! — اور غور کر لے! — فردا سر پر ہے۔



## موت فبرج کر دی جائے گی

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَصَارَ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ -  
 جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے  
 دوزخ میں - اُنِی بِالْمَوْتِ - موت لائی جائے گی - حَتَّاءِ  
 يُجْعَلُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ - ثُمَّ يُذْبَحُ - یہاں تک کہ اسے  
 جنت اور دوزخ کے درمیان لاکر ذبح کر دیا جائے گا - ثُمَّ  
 يُسَادِي سُنَادِيًا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَأَمْوَاتِ زَيَا أَهْلَ النَّارِ لَأَمْوَاتِ  
 مَوْتٍ - پھر ایک پکارنے والا پکارتے گا - اے جنت والو!  
 اب موت نہیں ہے - اور اے دوزخ والو! - اب موت  
 نہیں ہے - فَيُزَادُ أَهْلَ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَ  
 يُزَادُ أَهْلَ النَّارِ حُزْنَ إِلَى حُزْنِهِمْ ط - جنت والوں کو  
 یہ سن کر خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی - اور دوزخ والوں کو رنج  
 پر رنج زیادہ ہوگا - (مسلم شریف)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

موت مینڈھے کی شکل میں ہوگی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن موت کو بلائیں گے -  
 ایک سفید مینڈھے کی شکل میں - اور جنت اور دوزخ کے درمیان میں  
 اس کو ٹھیرائیں گے - پھر کہا جائے گا -

اے جنت والو! تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ اپنا سراٹھائیں گے۔ اور اس کو دیکھیں گے۔ اور کہیں گے۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں۔ کہ یہ موت ہے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے دوزخ والو! تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سراٹھائینگے۔ اور اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں کہ یہ موت ہے۔ پھر حکم ہوگا۔ پس وہ مینڈھا ذبح کیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ اے جنت والو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ کبھی موت نہیں ہے۔ اور اے دوزخ والو! تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ کبھی موت نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی :-

وَأَسْنِدُ رُحْمِهِمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَ  
هُمْ لَا يَوْمُنُونَ ۝ — وَأَشَارَ بِبِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا —

”اور ڈرا ان کو افسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو جائے گا۔

اور وہ غفلت میں ہیں اور یقین نہیں کرتے“

پھر آپ نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے دنیا کی طرف۔ یعنی لوگ

دنیا میں ایسے مشغول ہیں۔ کہ قیامت کا ڈر نہیں،۔

موت مہر جائے گی | مذکورہ حدیث میں آپ پڑھ آئے ہیں۔ کہ جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی شکل میں لاکر

ذبح کر دیا جائے گا۔ اور جنتیوں اور دوزخیوں کو سنا دیا جائے گا۔ کہ اب تم کو موت نہیں آئے گی۔ کہ موت مر گئی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ جس شخص کو عذاب دوزخ کا سامنا ہوگا۔ اس کا عذاب دائمی ہوگا۔ دنیا کے مصائب اور نواب اگر ساری عمر بھی رہیں۔ تو بالآخر ختم ہو جاتے ہیں۔ کہ موت آکر ان کو مٹا دیتی ہے۔ لیکن قیامت کے دن کی تکلیفیں،۔ سیتیں، اور سزائیں کبھی ختم نہیں

ہوں گی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا، تو کدھر جائیں گے

دنیا کی مصیبتوں سے تو مر کر پھوٹ جائیں گے، لیکن آخرت کی مصیبتوں

اور عذابوں سے تو کبھی پھسکارا نہ ہوگا۔ لہذا غور اور فکر کریں۔ اور اسی جہان

میں آخرت کے آرام و چین کا بندوبست کر لیں۔



## عرصہ محشر میں شفاعتِ کبریٰ کا منظر

قیامت کے روز تمام ذریتِ آدم وادِ محشر کے حضور چٹیل میدان میں

حاضر ہوگی۔ آفتابِ محشر کی دوزخِ بدوش گرمی ساری خلقت کو آتش زیر پا

کردے گی۔ مارے پیاس کے سب جاں بلب ہوں گے۔ سورج بہت قریب

آجائے گا۔ زمین انگارا ہوگی۔ اور عرباں بدن اہل محشر نعل در آتش ہو

جائیں گے۔ ہر شخص پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ ایسی کھلبلی مچے گی۔ وہ ہنگامہ

ہوگا۔ جو کسی نے دیکھا ہے نہ سنا۔ ہل چل کے عالم اضطراب کی فضا،

گھبراہٹ اور بے قراری کی حالت سے ان کے کلیجے موڑوں کو آجائیں گے،

اور یہ قیامت کا دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ موقوف میں

اس ظویل قیام کے غم سے ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔

سب کی یہ خواہش ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حساب شروع کریں۔ تاکہ

پتہ چل جائے۔ کہ ہمارا کیا انجام ہوا ہے۔ اور اس عذاب سے یہاں پھوٹے،

بر لحد ان کے اضطراب کی آتش کو بھڑکا۔ اور بے چین۔ اور بے قراری

کو بڑھاتے گا۔ پر کون کہے اللہ کو، کہ حساب شروع کر۔ یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت کسی میں نہ ہوگی۔ سب دم بخود، ہر بلب، خائف، ترساں لرزاں حیران اور پریشان ہوں گے! — ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ذَبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا السَّخٰرِ  
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا (پ ۲۴)

” (وہ) آسمانوں کا اور زمین کا، اور جتنی مخلوقات ان دونوں میں ہے، سب کا مالک (ہے) بڑا مہربان۔ (قیامت کے دن مارے ہیبت کے لوگ، اس سے بات تک نہیں کر سکیں گے“

چالیس برس تک ساری خلقت حشر کے میدان میں کھڑی رہے گی۔ اندوہ و غم کے پاٹوں میں پے گی۔ ان کا مغز شدت کی گرمی سے لاندھی کی مثل ابالے کھائے گا۔ اور وہ ماہی بے آب کی طرح تر ہیں گے۔

قارئین کرام! یہی ہے وہ وقت  
حشر میں کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا جس کے متعلق قرآن میں آیا ہے

يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝  
گے لوگ واسطے وحکم، رب العالمین کے “

حضور نے فرمایا۔ اس روز۔ تَذُوَا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ  
مِنَ الْعَسْمِ وَالْكُؤْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ۔۔۔ نزدیک ہوگا آفتاب  
(لوگوں کے سروں سے)، پس بسبب غم اور گھبراہٹ کے لوگوں  
کی ایسی حالت ہوگی کہ طاقت نہیں رکھیں گے “

یعنی مدت تک حشر کے میدان میں کھڑے رہنے، اور آفتاب کی

نزدیکی سے لوگوں کا یہ حال ہوگا، کہ صبر و سہار کی طاقت کھو بیٹھیں گے۔

پھر لوگ آپس میں کہیں گے، کیا نہیں دیکھتے کوئی شفیع تلاش کرو | ہو تم ایسے شخص کو جو سفارش کرے تمہاری

نزدیک اللہ تعالیٰ کے۔ یعنی ایسا شفیع تلاش کرو۔ جو اللہ سے عرض کرے۔ کہ اہل محشر کا حساب شروع کیا جائے۔ کیونکہ ساری خلقت عذاب محشر سے جان بلب ہو چکی ہے۔

پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ سارے لوگوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور رکھا بہشت میں۔ اور سجدہ کروایا فرشتوں سے۔ اور سکھائے آپ کو نام ہر چیز کے۔ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ کہ

اِسْتَفْعِمْنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّىٰ يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا۔ شفاعت

کرو ہماری اپنے رب کے پاس۔ تا راحت بخٹے ہم کو اور لے جائے ہم کو اس جگہ سے کہ سخت عذاب میں ہیں ہم، حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے۔ لَسْتُ هُنَاكُمْ۔ نہیں ہوں میں اس مقام و مرتبہ میں۔ یعنی بعید ہوں میں مقام شفاعت سے۔ رتبہ اس کام کا میں نہیں رکھتا۔ (لیکن تم جاؤ حضرت لوح علیہ السلام کے پاس)۔

پھر اکابر اہل محشر حضرت لوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، کہ اللہ سے شفاعت کرو۔ کہ ہم اس مقام سخت سے خلاصی پائیں، ہمارا حساب شروع کیا جائے۔ حضرت لوح علیہ السلام کہیں گے۔ لَسْتُ هُنَاكُمْ۔ نہیں ہوں میں اس مقام و مرتبہ میں۔ یعنی شفاعت کرنا میرا

منصب نہیں ہے۔ میں نہیں کر سکتا۔ (لیکن تم جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔ کہ وہ اللہ کے دوست ہیں)۔

پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور وہی عرض کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے۔ اِنِّیْ لَسْتُ هُنَاکُمْ۔ بلاشبہ میں نہیں ہوں اس مرتبہ میں۔ (و لیکن جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس)۔

لوگ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور وہی عرض کریں گے۔ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہی کہیں گے۔ اِنِّیْ لَسْتُ هُنَاکُمْ۔ بلاشبہ نہیں ہوں میں اس مرتبہ میں۔ (و لیکن جاؤ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس)۔

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کے لئے کہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ لَسْتُ هُنَاکُمْ۔ میں نہیں ہوں اس مقام میں۔ (و لیکن جاؤ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم شفاعت کریں گے

فرماتے ہیں۔ پس آئیں گے لوگ میرے پاس۔ پھر میں اذن مانگوں گا۔ اپنے رب کے پاس آنے کا۔ (یعنی جنت میں عرش کے نیچے)۔ اور یہی ہے مقام محمود۔ جس کا اللہ نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ عَسَیْ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس آنے کا اذن دے گا۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ (دیکھنے کی کیفیت اللہ ہی جانتا

ہے) تو سجدہ میں گر پڑیں گے۔ حضور انور ایک بوقت تک اللہ کے آگے سجدے میں پڑے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمدیں اور تعریفیں کریں گے، یہ حمدیں اللہ تعالیٰ آپ کو اسی وقت الہام فرمائے گا۔ حدیث میں خود حضور فرماتے ہیں۔ **يُلْهِمُنِي مَحَامِدًا أَحْمَدُهَا بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ**۔ الہام کرے گا اللہ تعالیٰ مجھ کو طرح طرح کی حمدیں کہ حمد کروں گا میں اس کو ساتھ ان حمدوں کے، وہ حمدیں اس وقت (یعنی دنیا میں) نہیں ہیں حاضر مجھ کو۔ یعنی اب مجھے ان حمدوں کا علم نہیں ہے۔

پھر اللہ فرمائے گا۔ **سِرَاظًا** سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہہ (جو کہنا ہے) قبول کی جائے گی عرض تیری۔ اور شفاعت کر، قبول کی جائے شفاعت تیری۔ اور مانگ تو، دیا جائے گا۔ حضور فرماتے ہیں، پھر میں اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں گا۔ اور (شکرانہ میں) تونین کروں گا میں اپنے رب کی، ساتھ تعریف اور حمد کے، جو کھلائے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ وہ تعریف۔

یہ ہے وہ مقام محمود جہاں حضور سجدہ میں گرے۔ اور قبولیت کی دولت سے مالا مال ہو کر اٹھے۔ تمام اہل محشر آپ کا یہ رتبہ دیکھ کر تعریف کریں گے۔ اسی لئے اس کو مقام محمود کہتے ہیں۔ اور اس لئے ہی یہ مقام محمود ہے۔ کہ یہاں حضور اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمدیں کریں گے اور اس مقام محمود کا نام وسیلہ بھی ہے۔ اور فضیلہ بھی۔ یہ تینوں نام دعائے اذان میں آتے ہیں۔ یہ ہے دعائے اذان۔

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ  
إِلَى مُحَمَّدٍ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْبَعَثَةُ مَقَامًا مَحْمُودًا

بِالنَّيِّ وَعَدَّتَهُ - (بخاری شریف)

”اے اللہ مالک اس دعوتِ تامہ کے یعنی اذان کے، اور نماز قائم ہونے والی کے۔ عطا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (بلند درجہ بہشت کا یعنی مقام محمود)۔ اور بزرگی۔ اور کھڑا کر ان کو مقام محمود میں کہ وعدہ کیا تو نے اس کا“

اس دعائے اذان میں جناب رحمتِ عالم کے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگا گیا ہے۔ اور حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے، کہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے۔ جو صرف ایک ہی بندہ کے لئے ہے۔ اور امید کرتا ہوں، کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جو کوئی میرے لئے اللہ سے یہ درجہ یعنی وسیلہ مانگے گا۔ میں (۳۱) کے لئے قیامت کو شفاعت کروں گا یعنی اذان کے بعد اذان کی دعا پڑھنی چاہیے۔ اس میں حضورؐ کے لئے وسیلہ مانگا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی حضورؐ شفاعت کریں گے۔ (مشکوٰۃ)

تو حضورؐ نے خود ہی وسیلہ مانگنے کی دعا سکھا دی۔ اِنَّتَ مُحَمَّدًا رِنَ الْوَسِيْلَةِ۔ اے اللہ عطا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ یعنی بہشت کا بلند درجہ۔ جہاں پہنچ کر حضورؐ نے باذن اللہ شفاعت کبریٰ کرنی ہے۔

آگے وَالْفَضِيْلَةَ فرمایا۔ کہ اللہ سے میرے لئے فضیلہ (بزرگی) مانگو۔ یہ فضیلت بھی وسیلہ کا نام ہی ہے۔ مزید ارشاد ہوا۔ کہ کہو وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا رِنَ النَّيِّ وَعَدَّتَهُ۔ اور اے اللہ! کھڑا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر جس کا تو نے (قرآن میں) وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ مقام محمود ہی وسیلہ ہے۔ اور یہی فضیلہ ہے۔

رحمتِ عالم کی مقامِ محمود سے زمین پر واپسی | تو جناب رحمت للعالمین صلی

اللہ علیہ وسلم حشر کے میدان سے بڑی عزت و شان کے ساتھ براق پر سوار ہو کر جنت کے اندر، -  
مقامِ محمود میں جائیں گے۔ بہشت کے بلند درجہ وسیلہ، میں قدم رنجہ  
فرائیں گے۔ فضیلت کا اعزاز پائیں گے۔ حضرت کا یہ مرتبہ، اور شان  
سارے اہل محشر دیکھیں گے، اور سب کی زبان پر حضور کی تعریف ہوگی۔  
پھر خدا کے حکم سے یہاں حضور رب الارباب کے آگے سجدہ میں رگر  
جائیں گے۔ اور اہل محشر کی شفاعت کریں گے۔ جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور حضرت سید ولد آدم  
پھر واپس اہل محشر کے پاس آجائیں گے۔ اور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام  
اہل محشر کا حساب لینے کے لئے زمین پر تجلی فرمانے لگے ہیں۔ حساب  
کے لئے تیار ہو جاؤ۔

رَبِّ الْعِزَّةِ كَا حَشْرِ تَحْلِیٰ فَرَانَا | وَاشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُورِ

رَبِّهَا وَوَضَعَ الْكِتَابَ

وَجَحَىٰ بِالنَّبِيِّنَ وَالشَّهَادَةَ وَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ

هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (پک ۴۷)

”اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور لوگوں  
کے اعمال نامہ کی، کتاب (سامنے) رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر  
اور گواہ حاضر کئے جائیں گے۔ اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ  
کر دیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔“

محشر میں عدالتِ خداوندی | اللہ کی تسبیحیں پڑھتے ہوئے پہلے آسمان

کے فرشتے زمین پر آئیں گے۔ ان کے آنے پر بہت روشنی ہوگی۔ وہ اہل  
 محشر کو گھیر لیں گے، پھر دوسرے آسمان کے فرشتے نورانی فضا میں نازل ہوں  
 گے۔ اور صفیں بنائیں گے۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں کے ملائک زمین پر  
 آکر قطار اندر قطار کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر کرسی اور عرش کے فرشتے بھی  
 زمین پر آجائیں گے۔ ساتھ ہی آٹھ فرشتے عرش رب العالمین کو اٹھائے  
 ہوئے زمین پر لے آئیں گے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ وَيَجْمَلُ عُشْرَ رَبِّكَ  
 فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔ یعنی اس دن تیرے رب کے عرش کو اپنے  
 اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا  
 صَفًّا۔ اور (اے پیغمبر) آئے گا رب تیرا، اور فرشتے صفت بستی ۱۱

یعنی ملائکہ آسمان سے زمین پر (میدان محشر میں) آئیں گے، قطار  
 اندر قطار۔ اور تمام اہل محشر کو گھیر لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کے نور سے  
 زمین جگمگا اٹھے گی۔ یعنی ذات باری تعالیٰ جلوہ فرما ہوگی۔ اس کی کیفیت  
 ہم نہیں جانتے۔ اور ایمان ضرور لاتے ہیں۔ کہ اللہ واحد القہار لوگوں کے  
 محاسبہ کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ اور عرش مجید بھی آٹھ فرشتے  
 اٹھائے ہوئے لے آئیں گے۔

حشر کے میدان میں کہیں سایہ نہ  
 عرش کے سایہ میں جگمگانے والے ہوگا۔ سوائے سایہ عرش کے۔ جن

لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگمگ دے گا۔ ان کی خبر رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں دی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے

سایہ میں رہینی عیش کے سایہ میں، رکھے گا۔ جس دن سوائے اس کے  
سایہ کے کہیں سایہ نہ ہوگا۔

① حاکم عادل۔

② وہ جوان جس نے اپنے پروردگار کی عبادت میں ہوش سنبھالا ہو۔

③ وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے۔

④ وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ جب

ملتے ہیں، تو اسی کی محبت میں۔ اور جدا ہوتے ہیں۔ تو اسی کی  
محبت میں۔

⑤ وہ شخص جو تنہا اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں سے

آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

⑥ وہ شخص جسے کسی حسین مالدار عورت نے (دہری کے بیٹے، بلا یا۔

پھر اپنی شخص نے کہا۔ تحقیق میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

⑦ وہ شخص جس نے کچھ دیا۔ (اللہ کے نام پر، پھر چھپایا اس کو۔

یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوا۔ کہ اس کے دائیں

ہاتھ نے کیا خرچ کیا؟ (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم

آپس میں دوستی رکھنے والے

نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ

جو میری عظمت و جلال کے خیال سے آپس میں دوستی رکھتے تھے

آج میں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس دن میرے سایہ کے

سوا اور کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم شریف)

**حشر میں نورانی چہرے** | حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض خدا

کے بندے ایسے ہوں گے۔ جن پر قیامت کے دن انبیاء اور شہید رشک کریں گے، وہ ایسے (صالح الاعمال) لوگ ہیں۔ جو بغیر تعلق رشتہ داری اور بغیر معاملہ مالی کے اللہ تعالیٰ کی محنت کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے۔ ان کے چہرے نورانی ہوں گے۔ (البوداؤد)

**تنگ دست کو ہمت دینا** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی تنگ دست کو ہمت دے

یا اسے معاف کر دے۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (مسلم شریف)۔

**حشر میں امت خیر الوری کی پہچان** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دوست رکھتا

ہوں۔ کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا ہاں تو میرے دوست ہو۔ اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں۔ جو ابھی نہیں آئے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا۔ یا حضرت آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو جو ابھی وجود میں نہیں آئے۔ کیونکر پہچانوں گے؟ آپ نے فرمایا۔ اگر کسی شخص کے گھوڑے سب کے سب پہنچ کلیان ہوں۔ یعنی ان کے منہ، ہاتھ، پاؤں سفید ہوں۔ وہ اور لوگوں کے گھوڑوں میں ملے ہوئے ہوں، جو سب کے سب سیاہ رنگ ہوں۔ کیا وہ شخص اپنے پہنچ کلیان، گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ نے عرض کیا۔ ہاں حضور ضرور پہچان لے گا۔

آپ نے فرمایا۔ میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے اثر سے سفید رنگ اور سفید منہ اور سفید ہاتھوں پاؤں والے ہونے کی حالت میں میرے پاس آئیں گے، اور میں اپنے حوض پر موجود ہوں گا۔ (مسلم شریف، ملاحظہ)۔ حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا۔ کہ جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کو سفید منہ، سفید ہاتھوں۔ پاؤں والے ہونے کی حالت میں پہچائیں گے۔ اور ان اعضاء کا چمکنا وضو کے اثر سے ہوگا۔ اور وضو نمازوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ سنت کے مطابق نماز پڑھنے والوں کے اعضاء روشن ہونگے، اور نمازیوں کو حوض کوثر پر جناب ساقی کوثر پہچان لیں گے۔ اور ان کو کوثر کا پانی بھی پلائیں گے۔ تو بے نمازوں کا حشر کے دن برا حال ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ بے نماز فرعون، ہامان، اور ابی بن خلف کے ساتھ دوزخ میں ہوں گے۔ نماز ترک کرنے والو! اب وقت ہے۔ توبہ کر کے نماز شروع کر دو اور تازیست نہ چھوڑنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے میں اولادِ آدم کا سردار ہونگا

س نے فرمایا۔

اَنَا سَيِّدُ دَوْلَادِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ میں سردار ہوں گا اولادِ آدم کا دن قیامت کے۔ وَ اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ۔ اور پہلے قبر سے میں ہی اٹھایا جاؤں گا۔ وَ اَوَّلُ سَارِضٍ وَ اَوَّلُ مُشْفَعٍ۔ اور اول شفاعت کرنے والا، اور اول شفاعت قبول کیا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

سیلاب رنگ و نور طلوعِ سحر میں ہے

تا بندہ کہکشاں تیری گردِ سفر میں ہے

سبحان اللہ! کیا شان بخشی ہے اللہ نے اپنے رسولِ معظم کو

کہ سید ولد آدم ہیں آپ!۔ اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی آپ کی

عنان جیسا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، اور نہ کسی ماں نے جنا ہے۔ آپ ہی

سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے، اور سب سے پہلے آپ ہی، محبوب

اہلِ معشر کے لئے اللہ سے عرض کریں گے۔ تو اول شافعِ معشر ہوتے،

اور آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی، اور اہلِ معشر

کا حساب شروع ہوگا۔ تو آپ اول متفق ہوتے۔

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں

دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

رحمتِ عالم بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آؤں گا میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے

دن۔ پھر کھلو آؤں گا میں۔ پس کہے گا نگہبان بہشت کا کون ہے تو؟

میں کہوں گا کہ میں محمدؐ ہوں۔ پھر کہے گا وہ کہ تیرے سبب حکم کیا

گیا ہوں۔ کہ نہ کھولوں میں دروازہ کسی کے لئے پہلے تیرے۔ (مسلم شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ نے بہشت کے دربان کو حکم دے رکھا ہے کہ حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اگر کوئی بھی دروازہ کھلوانا چاہے۔ تو ہرگز

نہ کھولنا۔ اسی لئے حضورؐ کے دروازہ کھلوانے وقت دربان پوچھ لے گا۔

کہ تم کون ہو؟۔ حضورؐ اپنا نام بتائیں گے۔ تو پھر دربان دروازہ کھول

دے گا۔ سبحان اللہ! کتنا مرتبہ ہے رسولِ رحمت کا۔ کہ سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھلوائیں گے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آیا ہے، حضور فرماتے ہیں  
 أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ  
 میں زیادہ ہوں گا پیغمبروں میں از روئے تابوں کے دن قیامت کے۔  
 یعنی میری امت سب نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہوگی اور سب سے  
 پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ یعنی کھلواؤں گا۔ (اسلم شریف)۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
**حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ میں** | کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ میں بہترین اولاد آدم ہوں دن قیامت کے۔ اور نہیں کہتا میں  
 یہ بات فخر سے بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ اور میرے  
 ہاتھ میں ہوگا جھنڈا حمد کا۔ (کہ آپ عہد میں یگانہ ہیں۔ کلِ خلائق پر)  
 اور نہیں کوئی پیغمبر قیامت کے دن کیا آدم اور کیا سوا ان کے، مگر  
 میرے جھنڈے کے نیچے آئیں گے۔ رہناہ ڈھونڈیں گے، اور میرے تابع  
 ہوں گے۔ اور اول قبر سے میں ہی نکلوں گا۔ اور نہیں فخر سے  
 کہتا ہوں۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے  
**فقیر مسلمان حضور کے ساتھ ہونگے** | کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے صحابہ کی جماعت میں، فرمایا۔ کہ میں اللہ کا حبیب ہوں، اور  
 میں اٹھانے والا ہوں جھنڈا حمد کا دن قیامت کے، آدم اور آدم کے سوا  
 جو ہیں۔ سب اس علم کے نیچے ہوں گے۔ اور میں ہوں گا اول شفاعت

کرنے والا۔ اور اول شفاعت قبول کیا گیا قیامت کے دن۔ اور میں فخر سے نہیں کہتا۔ اور میں ہوں اول ان کا جو حلفے بلائیں گے۔ بہشت کے دروازے کے۔ پس کھول دے گا اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ بہشت کا پھر مجھ کو داخل کرے گا میں میں۔ اور میرے ساتھ ہوں گے فقیر مسلمان، اور نہیں فخر سے کہتا میں، اور میں ہوں بزرگ ترین انگوں اور پھلوں کا۔ اور نہیں فخر سے کہتا میں۔ (ترمذی شریف)

فقیر مسلمان سے مراد وہ مسلمان ہیں۔ جنہوں نے ساری زندگی اللہ کے دروازہ کے سوا کوئی اور دروازہ نہ دیکھا۔ کبھی غیر اللہ سے سوال نہ کیا۔ احکام الہی اور قرآن کی سخت پابندی کی۔ اور زندگی سنت کے مطابق گزاری۔

فقیر کہتے ہی ہیں۔ صرف اللہ کے محتاج، اور غیر اللہ کی احتیاج سے بچنے والے کو۔ جس نے اللہ کے سوا دوسرے دروازے کی طرف نظر کی وہ فقیر الی اللہ نہ ہوا۔ وہ تو عسراور یسر میں، صحت اور مرض میں، خوشی اور غمی ہر حال میں اللہ ہی کی طرف رجوع اور اسی پر بیروسا کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت فاقہ کی حالت میں کہا تھا۔ رَبِّ اِنِّیْ رَاٰی لَنَا اَنْزَلْتَ اِلَیْیْ مِنْ خَیْرِ فَقِیْرٍ۔ (پت)۔ اے میرے پروردگار! تو (اپنے خزانہ کرم سے اس وقت) جو نعمت بھی) مجھ کو بھیج دے۔ میں اس کا (سخت) محتاج ہوں یاد رہے۔ کہ سب سے بڑے فقیر الی اللہ انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ ان کے بعد حسب طاقت ایمان و ایقان امت کے غیور و خود دار مسلمان۔ اسی کی



ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی عورتوں اور باندیوں سے۔ کہ ان کے ساتھ صحبت کرنے سے، ان پر کچھ ملامت نہیں۔ پس جو کوئی اس کے سوا طلبگار ہوگا۔ تو وہ لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں، اور عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شہادت پر قائم رہنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ قیامت تو، عزت سے باغوں میں ہوں گے۔“

## اُمّتِ خیرِ اُورّیٰ کے لئے خوشخبری

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو بلائے گا۔ اے آدم!۔ حضرت آدمؑ کہیں گے۔ لَبَّيْكَ وَ سَعْدُ لَيْكَ وَ الْخَيْرُ مَعْلُوكَ فِي يَدَيْكَ۔ میں حاضر ہوں۔ اور خدمت کے لئے مستعد ہوں۔ اور سب طرح کی نیکی نیرے ہاتھوں میں ہے۔ (کیا حکم ہے؟) اللہ فرمائے گا۔ دوزخ میں جانے والے لشکر کو (اپنی اولاد سے) علیحدہ کر!۔ وہ عرض کریں گے دوزخ میں جانے والے لشکر کی کیا مقدار ہے؟۔ اللہ فرمائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (یعنی ایک۔ فی ہزار جنت کو اور باقی دوزخ کو بھیجا) پس اس وقت دوزخ سے ہر پلٹے ہوئے ہو جائے گا۔ اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی، اور لوگوں کو دیکھے گا تو مست اور نہیں ہوں گے وہ مست (یعنی شراب سے)

لیکن عذاب اللہ کا سخت ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ (خوف اور حسرت سے کہ ہشتی ہزار  
 میں سے ایک ہوگا) اے اللہ کے رسول! اور کون ہم سے وہ ایک ہوگا؟ حضور  
 نے فرمایا۔ اُبْتَرُوا۔ تم کو خوشخبری ہو۔ (عزم نہ کرو) پس تحقیق تم میں سے ہوگا ایک  
 شخص، اور یا جوج ماجوج سے ہزار۔ (یعنی تمہاری گنتی بہ نسبت یا جوج ماجوج،  
 اور دوسرے کافروں کے ہزار میں ایک کے حساب پر ہے)۔ پھر فرمایا، مجھے اس  
 ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں امید کرتا ہوں، کہ  
 تم (یعنی میری امت)، اہل جنت کا جو چوتھا حصہ ہو گے۔ یعنی اور تمام امتوں میں سے  
 تین حصے، اور چوتھا حصہ تم ہو گے۔ صحابہ نے خوشی سے تکبیر کہی۔ پھر حضور نے  
 فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم تمام جنتیوں کی تہائی ہو گے۔ پھر صحابہ نے تکبیر کہی  
 پھر حضور نے فرمایا۔ مَا اسْتَمَدَ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْمَسْوُودَةِ فِي جِلْدِ كُوْدِرِ  
 اَبِيصٍّ۔ نہیں ہو تم درمیان لوگوں کے (قلبت میں)، مگر مانند بال سیاہ کے

دلہ بقیہ منہ ۳۳) پھر پورھا ہو جائے گا اور ہر عمل والی اپنا عمل ڈالے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے  
 کہ جب اہل مشرک کو پتہ چلے گا کہ اولاد آدم سے نوسونانو سے فی ہزار دوزخ میں جاؤں گے تو سب  
 کو اس قدر خوف و غم دامیگر ہوگا کہ بالفرض اگر وہاں پھر ہو، تو وہ غم سے پورھا ہو جائے گا  
 اور بالفرض اگر حاملہ عورت ہو، تو وہ مانے خوف و غم کے عمل گراہیگی مطلب یہ کہ اہل مشرک دوزخیوں  
 کی خبر سن کر بڑی طرح خوف و غم کی پیٹھ میں آجائینگے حتیٰ کہ وہ فرط غم سے مدہوش ہو جائینگے  
 شدت عذاب کی تاب نہ لاسکیں گے۔ رَاللَّهِ مَا تَاْنَا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ  
 فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)۔

سہ حضور انور نے پہلے چوتھا حصہ فرمایا۔ پھر تہائی کی بشارت دی، پھر نصف کا سڑبہ سنایا،  
 پھر خوشخبری کا دریا بہا دیا کہ جس طرح سفید رنگ کے بیل کی جلد پر ایک سیاہ بال ہوا اس طرح تم جنت  
 میں جاؤ گے۔ قلیل ہو گے اور دوزخی کثرت سے ہونگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں حضور کے قلب پر  
 پروردگی صحنی ہوتی گئی۔ توں توں حضور بشارتوں میں اضافہ کرتے گئے۔

بیچ پوست بیل سفید کے : (بخاری - مسلم)

(نوٹ) :- اس خوشخبری پر ہر مسلمان کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔ کہ امتیت خیر الوری تمام بہشتیوں کا نصف ہوگی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ لیکن یہ بات یاد رہے۔ کہ کوئی مسلمان شریک عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ شریک عمل کا مرتکب ہو۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں صاف فرما دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ ”یقیناً اللہ ہرگز نہیں بخشنے گا یہ کہ شریک لایا جائے ساتھ اس کے : تو مشرک عقیدے کا۔ یا عمل کا۔ یقیناً جہنمی ہے۔“

بغیر حساب و عذاب کے  
جنت میں جانے والے

مَنْ اٰمَنَ بِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَا حَسَابَ عَلَیْہُمْ وَلَا عَذَابَ  
مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَ شَلْتَ حَنَیَاتٍ مِنْ  
حَنَیَاتِ سَمَیْیَ۔ (احمد - ترمذی - ابن ماجہ)

”روایت ہے ابو امامہ رضی سے۔ کہا!۔ سنائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو۔ فرماتے تھے، کہ وعدہ کیا مجھ سے، پروردگار میرے لئے، کہ داخل کرے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب، اور بغیر عذاب کے۔ ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار، (یہ ہو گئے چار ارب نوے کروڑ)۔ اور تین پتیس میرے پروردگار کی لپوں سے“

یہ کون اللہ والے ہیں۔ جو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے

اس کی تشریح کے لئے بخاری - مسلم، کی حدیث ذیل ملاحظہ فرمائیں، جو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ أَمَّتِي سَبْعُونَ ألفًا بغير حساب هم الذين لا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ**۔ (بخاری، مسلم)۔ "وہ لوگ ہونگے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے، وہ (وہ) لوگ ہونگے کہ نہ طلب منتر کی کرتے ہیں۔ اور نہ شگون بد لیتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔"

**ملاحظہ ہو:۔۔ لَا يَسْتَرْقُونَ**۔ نہیں منتر کی طلب کرتے۔ یعنی مطلقاً منتر کی طلب نہیں کرتے، عورت دعا کرتے اور اللہ پر چھوڑتے ہیں، یا کلمات قرآنیہ اور اسماء الہیہ کے سوا منتر کی طلب نہیں کرتے، **وَلَا يَتَطَيَّرُونَ**۔ اور نہ شگون بد لیتے ہیں، یعنی جانوروں کے اڑ جانے یا آ بیٹھنے، یا ان کی آواز سننے، یا بلی کے راہ کاٹنے یا پھینک آنے، یا آنکھ پھر کھینے سے شگون نہیں لیتے۔

دور جاہلیت میں لوگ شرکیہ تعویذ گنڈے، ٹونے ٹوٹکے۔ منتر۔ منتر۔ جنتر اور شگون بد وغیرہ اختیار کرتے تھے، اور مسلمانوں پر ان عادات جاہلیت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ پس جو مسلمان صالح الاعمال کتاب سنت کی شمع کے پر لٹنے رسوم جاہلیہ اور امور شرکیہ سے بال بال بچیں گے، اور اللہ ہی پر ہر حال میں تکیہ اور بھروسہ رکھیں گے۔ دعا کے سوا ہر بات سے اعراض کریں گے، تو مذکورہ حدیث کے انعام سے سرفراز ہوں گے۔

جتنا تعلق اور قرب مرد مومن کا اللہ تعالیٰ سے بڑھتا جاتا ہے، اتنا ہی وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوتا جاتا ہے۔ جب اس پر قرب الہی کا ایسا وقت آ جاتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ رب متعال سے صرف نظر نہیں کرتا۔ تو پھر اس کی نظر اسباب سے بھی اٹھ جاتی ہے۔ اور وہ سو فیصد اللہ ہی کا

ہو کر رہ جاتا ہے تو پھر ایسے بندے جو مرنے سے پہلے ہی مر گئے ہوں جنہوں نے اللہ کے حکم اور اس کی رضا کے تختہ پر اپنے نفس کے مرے کو لٹا دیا ہو، وہ بلا حساب و عذاب جنت میں نہ جائیں، تو اور کون جائیں گے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت سے چار ادب لڑے کروڑ موحدین بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

### شہیدِ عالم اور سخیِ دوزخ میں

فرمایا۔ اول لوگوں کا جس پر قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شخص ہوگا، جو شہید کیا گیا۔ وہ حضور خداوندی میں لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اس کو جٹائے گا، جو دنیا میں اسے دی تھیں۔ وہ بندہ ان نعمتوں کو یاد کریگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کونسا عمل کیا بندہ کہے گا، اے رب میں تیرے راستہ میں لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ تیری راہ میں مارا گیا۔ اللہ کہے گا۔ تو نے جھوٹ کہا۔ و لیکن تو اس لئے لڑتا رہا۔ کہ لوگ کہیں۔ فلاں بڑا بہادر ہے۔ اور یہ بات کہی گئی۔ پھر اس کے بائے میں حکم ہوگا اس کو منہ کے بل گھیٹ کر آگ میں ڈال دیں گے۔

ایک دوسرا شخص ہوگا۔ جس نے دنیا میں علم (دین کا) حاصل کیا ہوگا۔ اور لوگوں کو علم سکھایا ہوگا، اور قرآن پڑھا ہوگا، وہ پیش کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا، سو اسے یاد آجائیں گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ان نعمتوں میں تو نے کونسا عمل کیا، وہ کہے گا۔ میں نے علم پڑھا۔ اور پڑھایا، اور اے پروردگار! تیری خوشنودی کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے، تو نے علم تو اس لئے پڑھا۔ کہ لوگ کہیں فلاں بڑا عالم ہے، اور قرآن اس لئے

پڑھا۔ کہ کہیں فلاں بڑا قاری ہے۔ سو ایسا کہا گیا۔ دینی تیری مراد دنیا میں پوری ہو گئی، پھر حکم ہوگا۔ تو اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ تیسرا ایک شخص ہوگا جس پر اللہ نے کثافت کی۔ اور ہر قسم کا مال دیا، اس کو حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ جان جائے گا، اللہ کہے گا۔ ان کے بارے میں تو نے کیا عمل کیا، وہ کہے گا۔ میں نے کوئی راستہ اور طریقہ نہیں چھوڑا۔ جس میں مال خرچ کرنے کو تو پسند کرتا ہے، مگر میں نے اس میں تیری خوشی کے لئے مال خرچ کیا۔ اللہ کہے گا۔ تو بھوٹا ہے۔ تو نے تو اس لئے خرچ کیا کہ لوگ کہیں بڑا سخی مرد ہے۔ سو کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا۔ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (صحیح مسلم)

نوٹ :- خوب یاد رکھیں کہ جو عمل بھی کریں۔ سو بار سوچ کر کریں۔ کہ نیت خالص ہو۔ صرف اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے کریں۔ دل پر خلوص کا پہرا بٹھا کر اعمال خیر بجالائیں۔ دیا اور نمود کی نیت سے کئے ہوئے تمام اعمال حشر میں بریاد ہو جائیں گے، اور عامل سزا پا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دفتر (یعنی اعمال نامے)

دو قسم کے ہیں

تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جسے اللہ نہیں بخشتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ (إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ)۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک لایا جائے۔

دوسرا وہ دفتر ہے جس کو اللہ تعالیٰ بغیر مطالبہ و حساب کے ہمیں نظر انداز نہیں کرے گا۔ یہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ قصاص اور بدلہ دلاوے بغیر درگزر نہیں کرے گا۔

تیسرا وہ دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حقوق اللہ ہیں۔ پس اللہ کی سپرد ہیں، چاہے اللہ عذاب دے چاہے مداف کرے۔ مشکوٰۃ باب العظم، نوٹ :- سب سے خطرناک دفتر پہلا ہے۔ جس میں شرک ہوگا، اس دفتر والا ابد الابد تک دوزخ میں رہے گا۔ کبھی نجات نہ پائے گا۔ اس دفتر کی آج خوب جانچ پڑتال کر لیں۔ کسی قسم کا شرک ہو چکا ہو۔ تو خلوص دل سے توبہ کر کے آئندہ عقیدہ اور عمل درست کر لیں۔ ورنہ حشر میں کوئی علاج کارگر نہ ہوگا۔ دوسرا دفتر بندوں کے حقوق کا ہے، اس کی بھی یہاں ہی صفائی کر لیں۔ حشر میں سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔

تیسرے دفتر کے کیا کہنے ہیں۔ قربان جاؤ اپنے اللہ پاک پر، اس دفتر کی اللہ پرواہ نہیں کرتا۔ اور کرے بھی کیوں۔ بندوں کو سزا دے کر اس کا کیا سوراہا۔ خود فرماتا ہے۔ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ۔ اللہ تم کو عذاب کر کے کیا کریگا۔ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاْمْسَلْتُمْ۔ اگر تم شکر کرو۔ اور (اس پر توحید بھرا) ایمان لاؤ۔

(پ ۱۸ ع ۱۸)

سب سے بڑا شکر اللہ کا یہ ہے۔ کہ اس کے فرائض پہنکانہ کو سنت کے مطابق پور کرتے رہو۔ اور جہاں تک ہو سکے، استغفار میں لگے رہو، حشر میں اللہ بیڑا پار کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت اس جہان میں بے حد بے پایاں ہے۔ ہر عامی اور گنہگار کو اللہ کی طرف لوٹ آنا چاہیے۔ اس کا درانا بت ہر وقت وا ہے اس کی درگاہ میں ناامیدی نہیں ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ایک بندہ نے گناہ کیا، پھر کہا اے رب مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، سو مجھے بخش دے، تو اس کے رب نے فرمایا۔ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے، کہ اس کا رب ہے، جو گناہ بخشتا ہے، اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر کچھ مدت جتنی اللہ کو منظور تھی ٹھہرا رہا۔ (یعنی گناہوں سے وہ بندہ بچا رہا)۔ پھر ایک اور گناہ کیا۔ اور کہا۔ اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہو گیا ہے سو معاف کر دے، اس پر رب تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا میرے بندے کو علم ہے، کہ اس کا کوئی رب ہے، جو گناہ معاف کرتا ہے، اور اس پر پکڑتا ہے، میں نے بندے کا گناہ معاف کر دیا ہے۔ پھر جتنی مدت اللہ چاہتا ہے، ٹھہرا رہتا ہے۔ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے، تو کہتا ہے۔ اے رب میں نے اور گناہ کیا ہے۔ وہ بھی مجھے بخش دے خدا تعالیٰ فرماتا ہے، کیا میرے بندے کا اعتقاد ہے، کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، سو جب تک چاہے، اسی طرح کرنا چائے، (یعنی جب تک گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتا رہے گا۔ میں بخشتا جاؤں گا، خواہ کتنی مرتبہ بار بار گناہ کرتا جائے۔ (بخاری مسلم)، ایک حدیث ابن عباسؓ سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص میری نسبت یہ اعتقاد رکھے۔ کہ میں گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں، تو میں اسے بخش دیتا ہوں، اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ جب تک میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہو۔ (مشکوٰۃ)

زمین بھر گناہوں کی بخشش | حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے آدم زاد! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا۔ اور مجھ سے امید رکھے گا۔ خواہ تیرے گناہ کس حال پر ہوں۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں

اے آدم زاد!۔ اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں۔ پھر تو مجھ سے بخش مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اور میں پرواہ نہیں رکھتا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھ سے زمین بھر گناہ لے کر ملاقات کرے۔ لیکن شرط یہ ہے، کہ ملاقات کے وقت تک تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو۔ تو میں زمین بھر بخشش لے کر تیرے پاس آؤں گا۔ (مشکوٰۃ)

خبردار! اسی جہان میں اللہ کے حضور سر بسجود رہو۔ اس کے در پر دائم پرشے رہو۔ بخشش مانگتے رہو۔ نامہ اعمال دھلتا رہے گا۔ غفار و توّاب رب، گناہ بخشتا رہے گا۔ لیکن یاد رکھو، میدان محشر میں۔ اگلے جہان کوئی توبہ قبول نہ ہوگی، وہاں پھپھتا کسی کام نہ آئے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آکر بیٹھ گیا، اور عرض کیا،

**محشر میں پرش کے خوف سے  
سارے غلام آزاد کر دیئے**

اے اللہ کے رسول! میرے کئی ایک غلام ہیں، جو باتوں میں مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور میرے مال میں خیانت کرتے ہیں، اور میرا کہنا نہیں مانتے، پھر میں ان کو برا کہتا ہوں، اور مارتا بھی ہوں (ازراہ تادیب کے، پس کیا حال ہوگا میرا، بسبب ان کے قیامت کو؟ آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ان کے خیانت کرنے، اور تیری نافرمانی کرنے، اور جھوٹ بولنے کا حساب ہوگا۔ اور تیرے سزا دینے، برا کہنے اور مارنے کا بھی حساب ہوگا۔ پھر اگر تیرا سزا دینا ان کو ان کے گناہوں کے برابر نکلا۔ تو برابر کا بدلہ ہو جائے گا۔ نہ تجھے ثواب نہ عذاب ہوگا، اور اگر تیرا سزا دینا ان کے گناہوں سے کم رہا۔ تو یہ تیرے حق میں زیادہ فائدہ ہوگا اور

اگر نیرا سزا دینا ان کے گناہوں سے زیادہ تھا۔ تو جتنی زیادتی ہوگی، اس کا برابر تہ سے ان کے واسطے لیا جائے گا۔ پھر وہ شخص علیحدہ ہو کر لگا روئے اور چینی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا۔ کیا تو نہیں پڑھتا قول اللہ تعالیٰ کا قرآن میں :-

وَلَنُضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ  
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خُرْدٍ لَنُؤْتِيَنَّهَا وَكَفَىٰ بِنَحَارِ سِيبِينَ رِجَالًا

”اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھیں گے، پھر کسی شخص پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر (نیکی) راتی کے دانہ کے برابر ہوگی اس کو بھی ہم لے آئیں گے اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے“

پھر اس شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! — مَا أَجِدُنِي وَ لِيَهُوَ لِآلِهِ  
شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مَقَارِفِهِمْ أَمْ سَهَدُكَ إِنَّهُمْ كُلُّهُمْ أَحْرَاسٌ —  
”میں اپنے لئے اور ان (غلاموں) کے لئے ان کی جلائی سے بہتر اور کوئی چیز نہیں پاتا، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ وہ سب آزاد ہیں۔“

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحساب)

ملاحظہ فرمائیے، غور کریں کہ شخص مذکور کو جب رحمت عالم نے فرمایا۔ کہ تیرا اور تیرے غلاموں کا حساب ہوگا، جبکہ اللہ عدل کی ترازو رکھے گا، دانہ راتی کے برابر بھی نیکی لا موجود کی جاسیگی تو وہ شخص چینی مار مار کر روئے لگا۔ اس قدر خوف آیا اس کو کہ حساب کے وقت کیا بنے گا۔ چنانچہ اس نے رحمت عالم کو گواہ کر کے اپنے سگے غلام آزاد کر دیئے، تاکہ ان کی باز پرس سے بچ جائے۔

کاش ہم بھی روز محشر کے حساب سے لرزیں، اور حقوق العباد کے معاملہ یہاں ہی صاف کر لیں۔

اور چاہیے کہ نہ کسی کو گالی دیں، نہ کسی پر بہتان لگائیں، نہ کسی مسلمان کو ہاتھ اور زبان سے کسی طرح کی ایذا پہنچائیں، نہ خیانت کریں نہ چوری، نہ کسی کے خلاف سازش، نہ کسی پر جھوٹی گواہی، نہ دودھ میں پانی، نہ کسی چیز میں کھوٹ ملائیں، نہ کم تولیں، نہ کم ناپیں، نہ کم ماپیں، نہ رشوت لیں، نہ کسی پر کسی طرح کا ظلم کریں، نہ کسی کا حق ماریں، ورنہ قیامت کو برا حال ہوگا۔ جب عدل کی ترازو رکھی گئی۔ تو ہوش اڑ جائیں گے۔

مذکورہ حدیث میں ایک شخص کو رسول رحمتؐ نے فرمایا۔ تیرا اور نیے غلاموں کا حساب ہوگا۔ تو وہ چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ اور اس نے سب غلام آزاد کر دیئے، لیکن افسوس ہم لوگ شس سے مس نہیں ہوتے۔ کان پر جوں نہیں رنگیتی، سارے پاکستان میں ظلم و ستم، اور حق تلفی کا بازار گرم ہے، نہ کسی کو مرنا یا وہی، نہ قیامت کی باز پرس کا خیال۔

غیر اللہ کو پکارنے والے

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ  
مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ

عَنْ دُعَائِهِمْ غَفُلُونَ • وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَ  
كَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ (سورہ بقرہ، ۱۷۱)۔ اور اس شخص سے بڑھ  
کر کون گمراہ ہوگا، جو اللہ کے سوا ایسے (معبودوں) کو پکارتا ہے،  
جو قیامت تک اس کو جواب نہیں دے سکتے، اور (جو اب دینا تو  
درکنار، وہ تو ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔) سنتے تک نہیں،  
اور جب قیامت کے دن، لوگ (حساب کے لئے) اکٹھے کئے  
جائیں گے، تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور ان کی عبادت  
سے انکار کریں گے۔

دنیا میں جو لوگ انبیاء، اولیاء، شہداء اور بزرگوں کو حاجت روا، اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں، ان کی قبروں پر جا کر نذر نیا ز چڑھاتے اور ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں، دور دراز مقامات سے بھی ان کو پکارتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے، یہ لوگ ان پکارنے والوں کی پکار اور نذاری سے بے خبر ہیں۔ نہیں سنتے، اور قیامت کے دن یہ بزرگ اور اولیاء ان لوگوں کے دشمن ہونگے، اللہ سے صاف کہہ دیں گے کہ ہماری یہ تعلیم نہ تھی۔ جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا لے اللہ تو ان کو پکڑ لے۔ اور جو سلوک چاہے ان سے کر۔ ہم ان سے سخت بے زار ہیں۔

اس مضمون کی ایک آیت دوسرے پائے میں بھی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے،

اذ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اورْؤُ الْعَذَابِ وَ  
نَقَطَعْتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ - (پ ۴۷)۔

”قیامت کے دن ایسا میڑھا وقت ہوگا۔ کہ اس وقت پیر اپنے مریدوں سے دست بردار ہو جائیں گے، اور عذاب (آنکھوں سے) دیکھیں گے، اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے“

یعنی جو پیری مریدی کے تعلقات اور ارادت و عقیدت کے بندھن (ties) دنیا میں انہوں نے قائم کر رکھے تھے، محشر میں ٹوٹ جائیں گے، ان جاہلوں کے کوئی کام نہ آئے گا۔

حضرت علیؑ۔ حضرت امام حسینؑ حضرت امام  
جعفر صادقؑ۔ تمام اہل بیتؑ حضرات،  
حضرت امام ابوحنیفہؑ حضرت امام شافعیؑ

تمام اولیاء اللہ مشرکوں  
سے بیزار ہو جائیں گے،

حضرت امام مالکؑ حضرت امام احمد حنبلؑ۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؑ حضرت

خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت علی ہجویریؒ بقول عوام دامنا صاحب) اور اسی طرح کے ہر زمانے کے اولیاء اور بزرگان دین سب کے سب اپنے ان مریدوں، اور عقیدت مندوں سے بیزار ہو جائیں گے۔ بلکہ دشمن ہو جائیں گے جنہوں نے ان کی تقلید شخصی کر کے حدیث چھوڑ کر ان کے اقوال ماننے ہونگے۔ جنہوں نے ان بزرگوں کو حاجت روا سمجھ کر پکارا ہوگا۔ یا ان کے مزاروں پر حاضر ہو کر نذر چڑھائی ہوگی، اور مشکل کشائی اور حاجت روائی چاہی ہوگی، یہ مقتدار میدان حشر میں علی الاعلان کہہ دیں گے۔ کہ اے اللہ!۔ ان لوگوں نے ہماری تعلیم کے خلاف ہم کو مشکلوں میں پکارا یا ہماری تقلید شخصی کر کے احادیث کے خلاف ہمارے اقوال کو اپنا یا۔ ہم ان سے بیزار ہیں۔

**مشرك ہر زمانے میں شرک ہے** | اگلو کوئی کہے، کہ یہ آیتیں تو کافروں کے بتوں کے متعلق ہیں۔ مسلمانوں کے بزرگوں کے بارے میں نہیں ہیں۔ تو گزارش ہے کہ مشرک ہر ایک کے نئے ہر زمانے اور ہر وقت میں شرک ہے، جیسے مشرکین مکہ کے بزرگوں لات۔ ود۔ یغوث۔ یوق۔ سواع۔ نسر۔ کو مصیبتوں میں پکارنا، اور ان سے حاجتیں مانگنا شرک تھا۔ ویسے ہی مسلمانوں کے بزرگوں کو بھی مصائب و حوائج میں پکارنا اور انہیں مشکل کشا ماننا شرک ہے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کی شکل کے سنگ مرمر کے بت تراش رکھے تھے، ہم نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو۔ سنگ مرمر سے تعمیر رکھا ہے۔ وہ بھی اپنے بزرگوں لات و منات کے۔ درباروں میں حاضر ہو کر ان کے نام کی نذریں دے کر ان سے مرادیں مانگتے تھے ہم بھی اپنے بزرگوں کے عوسوں میں جا کر نذریں نیازیں دیتے، اور رورہ کر

ان کو پکارتے اور مرادیں مانگتے ہیں، وہ بھی کہتے تھے۔ هُوَ الَّذِي شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ  
 اللّٰهِ۔ (پ ۱)۔ ”یہ اللہ کے پیارے، اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“ یعنی  
 ہماری عرض ان کے آگے، ان کی اللہ کے آگے، وہ اللہ سے کہہ کر ہماری  
 مشکل کشائی کر دیں گے، ہم بھی بزرگوں کے مزاروں پر جا کر یہی کہتے ہیں  
 ہماری مانتا نہیں، آپ کی مانتا نہیں، ہماری اللہ سے مشکل کشائی کرا دیجئے۔  
 امید ہے زندہ ضمیر والوں کو سمجھ آگئی ہوگی۔ کہ شرک کی تردید کی  
 آیتیں صرف پہلے زمانے کے مشرکوں کے لئے ہی مخصوص نہیں ہیں؛ بلکہ  
 ہر زمانے میں مشرک کرنے والوں کے لئے دُرّہٗ اِنذار ہیں، پھر آج اپنے عقیدے  
 اور عمل قرآن اور حدیث کے مطابق درست کر لیں، قیامت کے دن  
 تمام اولیاء اور بزرگان دین آپ سے دست بردار اور بے زار ہو  
 جائیں گے، اور آپ کے عقاید کے خلاف شہادت دیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ  
 عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا  
 لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (پ ۷ ع ۱۴)

جن کو پکارتے ہو وہ  
 بندے ہیں مانند تمہاری

”تحقیق جن کو تم پکارتے ہو (مشکلوں اور مصیبتوں میں)۔  
 سوائے اللہ کے (وہ) تم جیسے بندے ہیں، تو ان کو پکار دیجو  
 تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچیں اگر تم سچے ہو۔“

غور کریں۔ یہاں اللہ نے عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ فرمایا ہے، کہ بندے ہیں  
 مثل تمہاری۔ اب تو بت نہیں ہیں۔ بلکہ بندے ہیں جن کو پکارنا  
 مشرک قرار دیا گیا ہے۔ کیا اس آیت کو بھی پتھر کے بتوں پر چسپاں کرو گے؟  
 — نہیں! — یہ عباد ہیں۔ بندگان دین ہیں۔ اولیاء اللہ ہیں۔

جن کو پکارنا شرک ہے۔

**دوزخ کی چنگاریاں** | آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ حشر کے میدان میں دوزخ لائی جائے گی۔ اس کی ستر ہزار بائیں ہونگی

ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے، جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ دوزخ کی تپش، شعلوں کی بلندی اور خوفناک آواز سے اہل عہد کے رہے ہیں جو اس میں جاتے رہیں گے، ایک کہرام مچ جائیگا۔ قرآن مجید میں آیا ہے:-

إِنهَا تَرْمِي بِشَرِّهَا كَالْقَصْرِ ۗ مَا كَانَتْ جَمَلَتْ صُفْرَهُ ۗ وَيْلٌ

لِيَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۗ (پہ ۲۴)

”وہ دوزخ کی آگ بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتی ہے، جو بٹسے

محلوں کی طرح ہونگی۔ گویا وہ (چنگاریاں) زرد رنگ کے اونٹ

ہیں۔ خرابی ہے اس دن بھٹلانے والوں کے لئے۔“

یعنی اہل عہد دوزخ سے محلوں اور زرد اونٹوں کے مانند چنگاریاں

اشتی دیکھیں گے، اور شعلے بھی بلند ہوں گے۔ بڑا دہشتناک منظر ہوگا۔

**ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوگی** | میدان حشر میں حساب کے خوف سے ہر امت گھٹنوں

کے بل گری ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:-

وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَارِثِيَةً ۚ تَقِفُ كُلُّ أُمَّةٍ مُّسَدِّعًا إِلَىٰ عَسِيْقِهَا

الْيَوْمَ ۗ وَمَرْتَدًّا ۚ وَرَوَّانًا ۚ وَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ (پہ ۲۰)

”اور تو ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھے گا۔ ہر امت اپنے

نامہ عمل کی طرف بلائی جائے گی۔ دگر پڑھ لے اپنے اعمال، آج

کے دن بدلہ دیئے جاؤ گے تم جو عمل کرتے رہے ہو۔“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک سلوٹ ہوگی۔ جس میں تمام لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فریاد کریں گے۔ اَللّٰہِیْ فَهٰنِیْ لَا اَسْأَلُكَ اِلَّا فَهٰنِیْ۔ ”اے میرے اللہ میری جان کو عذاب سے بچالے۔ میں اپنی جان کے سوا کسی کے لئے تجھ سے سوال نہیں کرتا“ (مغالم التنزیل)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ محشر میں مفلس ہو جائے گا (صحابہ سے) فرمایا۔ اَتَذَرُوْنَ

مَا اَلْفَلْسُ۔ جانتے ہو تم کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ مَنْ لَا دَرَهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ۔ جس کے پاس نہ روپیہ پیسہ ہو نہ اسباب۔ دعوت عام میں مفلس کی یہی تعریف ہے، حضور نے فرمایا۔ (سنو)۔

مفلس میری امت سے (درحقیقت) وہ ہے۔ کہ جو آٹے کا دن قیامت کے، نماز، روزے، زکوٰۃ۔ اور دیگر مقبول عبادات کے ذخیرے کے ساتھ۔ اور آٹے کا (یہ نیکو کار اس حال میں) کہ گالی دی ہوگی کسی کو۔ اور بہتان لگایا ہوگا کسی پر۔ اور کھایا ہوگا مال کسی کا (ناحق) اور مارا ہوگا کسی کو (بلاوجہ) پھر مظلوم اس کی نیکیوں سے (بقدر حق) دیا جائے گا۔ یعنی مظلوموں کو ان کے حق کے عوض اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی تمام نیکیاں ختم ہو گئیں۔ اور مظلوموں کے حق ابھی اس پر باقی رہے۔ تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال کر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم)

نوٹ:- یہ بڑا عابد۔ نیکیوں کے ڈھیر، اور مقبول اعمال کے خزانے لئے کر حشر میں آئے گا۔ اور وہ لوگ بھی آ موجود ہوں گے۔ جن پر اس

نیکو کار نے ظلم زیادتی کی ہوگی۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کے ڈھیران مظلوموں میں حصہ رسدی بانٹ دے گا۔ اور ابھی مظلوم باقی ہونگے اور نیکیاں نہ ہوں گی۔ پھر اللہ اس کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ تاکہ وقتی سزا بھگتے۔ پس دنیا میں بندوں کے حقوق کی خوب نگرانی کریں۔ کہ حق تلفی نہ ہونے پائے۔

## رحمتك للعالمين صلي الله عليه وسلم کی شفاعتِ عامہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا حال آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ موقف میں تمام خلقت مجبوس ہوگی۔ حشر کے میدان کی سختی سے نعل در آتش ہوگی۔ کوئی پیغمبر اللہ سے یہ عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ کہ اے ارحم الراحمین! اپنی خلقت کا حساب شروع کر۔ اور ان کو اس سختی اور کرب سے نجات دے۔ لیکن جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی اجازت، تو فائق اور فضل سے مقام محمود پر جا کر شفاعت کریں گے۔ تو اللہ رب العزت عرصہ محشر میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ عرش عظیم بھی اٹھ فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے۔ جنت بھی حاضر کی جائے گی۔ اور دوزخ کو فرشتے گھسیٹ کر لا موجود کریں گے عدل کی ترازو لگ جائے گا۔ ہر نبی اپنی اپنی امت لے کر حساب کے لئے حاضر ہو جائے گا۔ گواہ بھی لائے جائیں گے، اور عدل سے فیصلے ہونگے۔

اور اس کے فضل کا دریا بھی بہے گا۔

## مشرک اور بدعتی کی شفاعت ہنس ہوگی

یاد رہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے اور منکر اس کا گمراہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی بھولنے نہ کہ شفاعت اسی کے لئے ہوگی۔ جس کے لئے اللہ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:-

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَنَا إِلَّا لِلَّذِينَ أُذِنَ لَهُمْ (پہ ۹۷)

”اور اللہ کے ہاں کسی کی سفارش نفع نہ دے گی، مگر اس کے لئے نفع دے گی، کہ اللہ جس کیلئے (شفاعت) کی اجازت دیگا“

تو جن گنہگاروں کو اللہ بخشنا چاہے گا۔ ان کی سفارش کی اجازت رحمت عالم کو دے گا۔ اور جسے اللہ پکڑ لے۔ اور پھوٹنا نہ چاہے۔ اس کی کون سفارش کر سکتا ہے۔ اور کیسے پھڑا سکتا ہے۔

چنانچہ بخاری مسلم میں ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَّ عَنِّي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدَّ عَنِّي۔ ”میں داؤن شفاعت لینے کے لئے سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر چھوٹے گا مجھ کو اللہ سجدے میں جس مدت تک چاہے گا۔ کہ چھوڑے مجھ کو۔“

ثُمَّ يَقُولُ اذْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ وَسَلْ تُعْطَى

پھر کہے گا اللہ سرافٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور کہہ۔ قبول کی جائے گی عرض تیری۔ اور شفاعت کر قبول کی جائے گی شفاعت تیری اور مانگ۔ دیا جائے گا تو۔“

حضورؐ فرماتے ہیں۔ پھر میں سراپنا اٹھاؤں گا۔ اور تعریف کروں گا۔ اپنے رب کی ساتھ تعریف اور حمد کے، کہ سکھائے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ وہ تعریف (اس وقت)۔

ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحْدُثُ لِي حَدًّا۔ ”پھر میں شفاعت کروں گا۔ پس حد کی جائے گی میرے لئے ایک حد معین“  
یعنی اللہ تعالیٰ شفاعت کے لئے ایک جماعت گنہگاروں کی میرے لئے مخصوص کر دے گا۔ جن کی میں شفاعت کروں گا۔

فَاخْرُجْ فَاخْرِجْهُمْ مِنَ النَّارِ وَاَدْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ مَا يَبْقَىٰ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ اَنْىٰ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ۔ پس

نکلے گا میں (مقام محمود سے اذن شفاعت لے کر) پھر نکالوں گا میں اس جماعت کو جسے اللہ اجازت دے گا، آگ دوزخ سے، اور داخل کروں گا ان کو بہشت میں۔ یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ روکا ہے اس کو قرآن نے، یعنی واجب ہوا ہے اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں“

(نوٹ) :- یاد رہے۔ کہ حضورؐ کی شفاعت مشرک اور بدعتی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ بدعتی کے متعلق تو حضورؐ حوض کوثر پر ہی سُحُوكًا سُحُوكًا (دور ہو جاؤ۔ دور ہو جاؤ) فرمادیں گے۔ اور مشرک کو قرآن نے روک دیا ہے۔ کہ اس کے لئے نجات ہی نہیں ہے۔ پھر اس کے لئے شفاعت کیسی ہے۔ ہاں شفاعت کے حقدار وہی ہوں گے۔ جن کے لئے حضورؐ کا ارشاد ہے:-

قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ لِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ

خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ - (بخاری شریف)

”فرمایا۔ بہرہ مند لوگوں میں سادہ شفاعت میری کے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا۔ کہ کہا اس نے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ خالص تہ دل اپنے سے؟“

ثابت ہوا۔ کہ شفاعت صرف ان عاصیوں کے لئے ہوگی۔ جو اہل توحید ہوں گے۔ خالص موحد ہوں گے۔ شرکیہ عقیدہ اور شرکیہ عمل والے شفاعت سے محروم رہیں گے، کبھی نجات نہ پائیں گے،

حضرت عوف بن مالک رضی سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — وَهِيَ لَنْ تَمَاتَ لِأَيْشِرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا ط (ترمذی۔ ابن ماجہ)۔ اور شفاعت (رحمت للعالمین کی) ثابت ہے اس کے لئے جو مرا ایسے حال میں۔ کہ نہ مشرک کیا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو۔“

یہ مت خیال کریں۔ کہ مشرک صرف کے میں ہی تھے۔ اس کے بعد شرک ختم ہو چکا ہے۔ اگر کلمہ گو بھی شرکیہ عقیدے رکھے گا۔ اور شرکیہ اعمال بجا لائے گا۔ تو بھی وہ مشرک ہے، قرآن کہتا ہے:—

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا هُمْ مُشْرِكُونَ (سورہ آل عمران ۷۶) اور اکثر لوگوں

کا حال یہ ہے کہ اللہ کو بھی مانتے ہیں، اور شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔“

تو مسلمان بھائیو! شرک کے عمل اور عقیدے سے توبہ کر کے موحد مسلمان بن جاؤ۔ تاکہ شفاعت سرورِ رسولان نصیب ہو۔ اے اللہ! ہم سب کو ان اعمال کی توفیق دے۔ جو قیامت کو نجات کا ذریعہ بن جائیں۔ نیز حضورؐ کی شفاعت ہم سب کو نصیب کر۔

انبیاء و علماء اور شہداء کی شفاعت کریں گے

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يُشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ - الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ - ثُمَّ

الشُّهَدَاءُ - (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعة)۔

شفاعت کریں گے قیامت کے دن تین طرح کے لوگ، انبیاء، علماء، شہداء۔ (نوٹ)۔ انبیاء کو اللہ تعالیٰ اجازت شفاعت دیگا۔ تو وہ شفاعت کریں گے، پھر علماء کو بھی جتنے آدمیوں کے لئے اللہ چاہے گا۔ اذن شفاعت دیگا تو وہ شفاعت کریں گے۔ واضح ہو۔ کہ علماء و وقم کے ہیں حضورؐ فرماتے ہیں،

الْإِنِّ تَسْوَى الشَّرِّ شَرَّاءُ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خَيْرُ الْعُلَمَاءِ (مشکوٰۃ)۔

خبردار! تحقیق بدترین ہرے کے بڑے علماء ہیں۔ اور نیک ترین نیکوں کے نیک علماء ہیں :-

معلوم ہوا۔ کہ بڑے علماء بدترین ہرے کے ہیں۔ یعنی ان سے بد اور بُرا کوئی نہیں، اور وہ، وہ علماء ہیں۔ جو شرک اور بدعت پھیلاتے ہیں، خود گھڑ کر مسئلے سناتے ہیں، حق چھپاتے اور علم کو دنیا حاصل کرنے کی غرض سے بیچتے پھرتے ہیں۔ قرآن میں بھی آیا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كُنْتُمْ رَأَيْتُمُ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكِينَ لِيَأْكُلُوا أَمْوَالَ

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (پنچ ع ۱۱)

۲۲۷ ایمان والو!۔ (دہوشیار رہو) تحقیق بہت سے عالموں اور

فقیروں میں سے البتہ کھا جاتے ہیں مال لوگوں کے، ساتھ جھوٹ کے، اور روکتے ہیں راہ خدا سے :-

یعنی علماء اور مشائخ مذہب میں دھوکہ دے کر غلط بیانی کر کے۔ غلط مسائل بتا کر۔ حق چھپا کر۔ حق اور باطل ملا کر۔ دین بیچ کر لوگوں سے ناجائز اور حرام مال کھاتے ہیں، اور انہیں مشرک، اور بدعت پر چلا کر اللہ کے سیدھے راستے سے بھی روکتے ہیں۔ حضورؐ نے شَرُّ مَنْ تَحْتِ اَردِيحِ السَّمَاءِ۔ بھی فرمایا۔ کہ آسمان کے نیچے بدترین خلائق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

یہ بھی تو علماء ہی ہیں۔ انہوں نے شفاعت کیا کرنی ہے جس کے دن اللہ جانے ان کے لئے کیسی کیسی سزائیں اور کیا کیا عذاب تیار کئے جائیں گے۔

دوسری قسم علماء کی ہے۔ حَيْزُ الْخَيْرِ خَيْرُ الْعُلَمَاءِ۔ نیک ترین نیکوں کے نیک علماء۔ یعنی جو نیک علماء ہیں۔ ان سے بڑھ کر کوئی نیک نہیں ہے یہ خدائے لم یزل کے اوامر کی صوبھی پیتے اور نوحی کے خاروں سے بچتے ہیں، یہی بات ہے کہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ نیک علماء رزق حلال کھاتے، اللہ کے خوف سے ڈرتے۔ ایک ایک آیت اور حدیث پر عمل کرتے۔ کتاب و سنت کی اشاعت کرتے، تلواروں کے سایہ میں کلمہ حق بلند کرتے، مشرک اور بدعت کا قلع قمع کرتے ہیں۔ تقویٰ شعار، صالح، اخلاق فاضلہ کے پیکر اور اُمم و حستہ کے نور میں ییل و نہار گزارتے ہیں۔ یہی علماء معلم الخیر ہیں۔ جن پر اللہ کا درود و سلام اترتا ہے۔ اور جن کے لئے ملائکہ بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اور چھپلیاں دریاؤں میں، اور چيونٹیاں اپنے بلوں میں اللہ سے بخشش مانگتی ہیں۔

قیامت کے روز ان علمائے ربانی کو اللہ اجازت دے گا۔ کہ تم اتنے گنہگار آدمیوں کی شفاعت کر سکتے ہو، چنانچہ وہ شفاعت کریں گے، اور اللہ ان کی شفاعت سے اتنے آدمیوں کو دوزخ سے رہا کر دے گا۔

ایسے ہی شہدار کو بھی اللہ اذین شفاعت دے گا۔ اور وہ مخصوص آدمیوں کی شفاعت کریں گے، جو بخشے جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت  
حافظ باعمل دس آدمیوں کی شفاعت کریں گے

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے قرآن پڑھا۔ اسے حفظ کیا۔ پھر اس کے حلال کو حلال، اور حرام کو حرام جانا۔ یعنی قرآن پر پوسے طور سے عمل کیا۔ اور عقیدہ اور عمل، توحید اور سنت کے مطابق رکھا۔ اس کو اللہ بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا۔ جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(نوٹ) :- شرک اور بدعت کی رسموں پر چلنے، بدعات کے کھانے کھانے، شرکیہ عقیدے اور عمل رکھنے والا۔ قرآن کو ذریعہ معاش بنانے والا حافظ قیامت کے دن مستوجب عذاب قرار پائے گا۔ حافظ کو چاہئے کہ نعمتِ حفظِ قرآن کی قدر کریں۔ اور بالکل قرآنی توحید و عقاید کو اپنائیں۔ اور قرآن کے اوامر اور نواہی پر صدق و دل سے عمل کریں۔ لالچ۔ حرص۔ اور طمع سے کوسوں دور رہیں۔ رضائے الہی کے لئے اس کو سنائیں۔ تو پھر حشر میں اس کا بیٹھا پھل کھائیں گے۔

انتباہ :- بعض پیر اور مولوی مریدوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہاری قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ تم ہماری خوب خدمت کیا کرو۔ ایسے مشائخ و علماء بڑے ظالم ہیں۔ ان کو کیا معلوم ہے کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ پیغمبر تو محشر میں نفسی نفسی پکاریں گے ان پیروں

کو کیسے علم ہو گیا۔ کہ وہ ضرور ضرور جنتی ہیں۔ اور ضرور ان کو شفاعت کی اجازت بھی ملے گی۔ اللہ کی بے نیازی سے تو پیغمبر لرز لرز جاتے ہیں۔ جو یقیناً جنتی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَفْعَلُ لِيَ وَلَا بِكُمْ۔ (دہش ۱۷)۔ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نہیں جانتا کہ (آئندہ) میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے

**دوزخ سے نکلے ہوئے مومن** | کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلاص کئے جائیں گے مومن دوزخ کی آگ سے، پھر روکے جائیں گے اوپر پل صراط کے، کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ہے۔ پس بدل لیا جائے گا۔ بعض ان کے سے واسطے بعض کے حقوق کا، کہ تھے درمیان ان کے دنیا میں، یہاں تک کہ جب پاک کئے جائیں گے (اعمال خبیثہ سے)، اذن دیا جائے گا ان کو بہشت میں داخل ہونے کا۔ (بخاری شریف)

ملاحظہ!۔ مذکورہ حدیث میں یہ جو حضورؐ نے فرمایا یُخَالِصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ۔ مومن خلاص کئے جائیں گے دوزخ سے، یہ مومن موحّد ہوں گے۔ جنہوں نے گندے اور برے اعمال کئے، پھر بلا توبہ مر گئے، ان کو اعمال بد کی نجاست سے پاک کرنے کے لئے وقتی طور پر آگ میں داخل کیا جائے گا۔ جس طرح سونے کو میل سے پاک کرنے کے لئے کٹھالی میں ڈال کر چرخ دیتے ہیں۔ میل جل جاتا ہے اور سونا کھرا رہ جاتا ہے۔ ایسے ہی جب ان مومنوں کی نجاست جل جائے گی۔ تو ان

کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ (یوہ عقیدہ توحید کے اور شرک سے بچنے کے، اور بہشت میں داخل کر دیا جائے گا۔

مومن موجد کے گناہ دنیا میں بسبب مصائب و امراض کے بھی بھرتے رہتے ہیں، اور بعضوں کے شدتِ سکرَاتِ موت کے باعث بھی دور ہو جاتے ہیں، اور بعضوں کے عذابِ قبر سے کافور ہو جاتے ہیں، اور بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ جلاتی ہے۔

پھر دوزخ سے نجات پاتے ہوئے مومنوں کو پہل صراط سے گزرنا ہوگا یہاں یہ روک لئے جائیں گے۔ تاکہ حقوق العباد کا فیصلہ ہو جائے۔ پھر تصفیہ حقوق کے بعد ان کو جنت کی راہ دکھا دی جائے گی۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ جس وقت ذہل

دانہ رائی کے برابر ایمان والے بھی  
دوزخ سے نکال لئے جائیں گے

ہوں گے بہشتی بہشت میں۔ اور دوزخی دوزخ میں۔ فرمائے گا اللہ تعالیٰ کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ پس اس کو نکال لو (دوزخ سے) پس نکالے جائیں گے اس حال میں کہ جل گئے ہوں گے وہ مانند کونلے کے۔ پھر وہ نہر الحیوۃ میں ڈلے جائیں گے، پس اگیں گے یعنی تروتادہ ہو جائیں گے، جیسے اگتا ہے دانہ گھاس کا بیج کوڑے رو (بیل) کے۔ کیا نہیں دیکھتے تم کہ تحقیق دانہ گھاس کا نکلتا ہے زرد، پلٹا ہوا۔ یعنی تروتادہ۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

ملاحظہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ وہ مسلمان جو شرک سے پاک و منزہ ہوں گے، اللہ کی ذات اور صفات میں انہوں نے

کبھی شرک نہ کیا ہوگا۔ بچے موحد ہونگے، لیکن ہونگے گنہگار مر گئے بلا توبہ ان کو اللہ دوزخ میں ڈال کر ایک مدت کے بعد نکال لے گا۔ توحید کی برکت سے، حاصل کلام موحد مومن اپنے گناہوں سے پاک ہو کر بالآخر نجات پائیں گے۔

دوزخ پر ایک پل رکھا جائے گا۔ ہر ایک کو پل صراط سے گزرنا ہوگا ہر شخص کو اسے عبور کرنا ہوگا۔

جب لوگ گزریں گے، تو پیغمبر کہیں گے۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَلَمٰتِہٖ۔ اے اللہ سلامتی سے گزرا ان کو۔ پھر گزریں گے اور بعض مومن پل صراط سے، مانند چھپکنے آنکھ کے۔ اور بعض مانند بجلی کے، اور بعض مانند باؤ کے، اور بعض مانند پرندوں کے، اور بعض مانند تیز رفتار گھوڑوں کے، اور بعض مانند اونٹوں کے۔ پس مسلمان نجات پانے والے سلامتی دیشے گئے ہونگے آگ دوزخ سے، یعنی صراط سے گزر جائیں گے اور نہیں پہنچے گا ان کو کچھ ضرر۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حاضر ہونگے لوگ آگ پر یعنی پل صراط پر کہ وہ دوزخ پر رکھا جائے گا۔ اس کو عبور کر کے جنت میں جانا ہوگا، پھر نجات پائیں گے لوگ اس سے بسبب اپنے اعمال کے۔ پس اول اور افضل ان کے گزریں گے مانند چھپکنے بجلی کے۔ پھر مانند دوڑنے گھوڑے کے۔ پھر مانند اونٹ سوار کے، پھر مانند دوڑنے مرد کے، پھر مانند چلنے اس کے پاپیادہ موافق عادت کے۔ (ترمذی)

صرف اللہ کے فضل و کرم سے بیڑے پار ہوں گے، آخرت اور

حشر کے حالات بڑے دہشت ناک، اور منازل بڑی کٹھن ہیں، یہی پل صراط جس کا ذکر مذکورہ حدیث میں ہے، اس کی چڑھائی ایک ہزار سال کی اور ایک ہزار سال کی برابر کی راہ اور ایک ہزار سال کی اترائی ہے۔ اس پل کے نیچے جہنم گرے گا۔ آگ کے شعلے پہاڑوں کے برابر اٹھیں گے۔ شدت کی گرمی سے دماغ پگھلیں گے۔ خلقت مارے خون کے چلائے گی۔ انبیاء تک روئیں گے، اور نفسی نفسی پکاریں گے، اس جگہ سنت کے مطابق کئے ہوئے نیک اعمال کام آئیں گے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات، تقویٰ، اخلاق فاضلہ، اور دوسری نیکیوں کا نور پیشوائی کرے گا۔

حضور نے فرمایا: سَمِعُوا ضَمَائِكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَا كَفَرٍ  
 مدخوب موٹی تازی قربانیاں کرو تم۔ کہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی !

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَأَن تَنكُرُوا آلَاءَ مَا جَدَدْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبًا لَّكُنَّ فِيهَا كَنَزًا لَّكُم مَّا كُنْتُمْ تُكَفِّرُونَ بِهِ  
 وَإِن تَنكُرُوا آلَاءَ مَا جَدَدْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبًا لَّكُنَّ فِيهَا كَنَزًا لَّكُم مَّا كُنْتُمْ تُكَفِّرُونَ بِهِ  
 كَانَ عَلَى رِبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنزِلُ الَّذِينَ أَتَقَوَّا وَاذُنُ الرَّاغِبِينَ فِيهَا جَنَّتِيَا (رطاب ۷۷)۔

”اور اے اولاد آدم، تم میں سے کوئی (ایسا بشر) نہیں، جو جہنم پر سے ہو کر نہ گزرے، یہ (وعدہ) فیصل شدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا، تمہارے پروردگار (نے اپنے) پر لازم (کر لیا) ہے، پھر وہ ہم پر ہیزگاروں کو نجات دیں گے، یعنی وہ امن و امان سے پل صراط سے گزر جائیں گے، اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے !“

بڑا نازک اور پرخطر وقت ہوگا۔ جہنم سے گزرنا ہوگا۔ آج ہی سامان کر لینا چاہیے۔ ارشاد رب العالمین ہے:-

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ  
وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرًا لَّهُمْ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پ ۱۷۷)

”(اے پیغمبر) اس دن دیکھے گا تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو (پہل صراط پر گزرتے ہوئے۔ اس حال میں کہ، ان کا نور (ایمان، ان کے آگے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا اور فرشتے کہیں گے ان کو، تم کو خوشخبری ہو۔ آج تمہارے لئے باغات ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی ہے کامیابی بڑی“

خوش قسمت مومن موحد پہل صراط کو عبور کر کے جنت میں چلے جائیں گے، اور کافر مشرک، ظالم پہل کے نیچے، دوزخ میں جا کریں گے اللہ کی پناہ! دوزخ نہایت بری جگہ ہے۔ دوزخ کے سات درکات ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:-

وَأَنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدٌ لَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ  
لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ (پ ۱۷۷)

”اور تحقیق جہنم ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کیلئے ایک حصہ ہے تقسیم کیا ہوا“

سات دروازوں سے مراد سات طبقے ہیں۔ اور طبقے درکات ہیں

جو یہ ہیں:-

جہنم نطی حطمہ سعیر سقر عجیم — لاویہ —

پہلے طبقے جہنم میں مسلمان گنہگار بلا توبہ مرے ہوئے جائیں گے اور اپنے گناہوں کی مقدار کے لحاظ سے ٹھہر کر پھر نکل آئیں گے۔

دوسرے طبقے نطی میں نصاریٰ رہیں گے۔

تیسرے طبقے حطمہ میں یہودی - اور

چوتھے سعیر میں صابی - اور

پانچویں سقر میں مجوسی - اور

چھٹے عجیم میں مشرک - اور

ساتویں لاویہ میں منافق رہیں گے۔

جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الذَّرِّئِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ - ”بے شک

منافق لوگ دوزخ کے نیچے طبقے میں ہونگے ! (یعنی لاویہ میں)۔

جہنم میں سب طبقوں سے کم عذاب ہے۔ اس کے بعد ہر طبقہ اور

درجہ میں عذاب بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ لاویہ میں سب درجات سے

زیادہ عذاب ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ دوزخ کی آگ ہزار سال تک جلائی گئی۔ کہ سفید ہو گئی۔ پھر

پھر ہزار سال تک جلائی گئی۔ یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی۔ پھر وہ سیاہ

اور نہایت سیاہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صعدو پہاڑ کی چڑھاٹی | صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الضُّعُودِ جَبَلٍ مِّن تَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيهِ سَبْعِينَ خَرِيْفًا وَكُهُوِي  
 بِهِ كَذَلِكَ فِيهِ اَبَدًا۔ (ترمذی)۔ ”ضُعُودِ دُجْنِ كَا ذِكْرُ قُرْآنٍ  
 مِّنْ اَيَّاهِ سَاوِدُهُقَّةٌ ضُعُودًا۔ شباب اس كو دوزخ كے پہاڑ  
 پر چڑھاوں گا، ایک پہاڑ ہے اُگ سے۔ چڑھایا جائے گا اس  
 پر كا فرستز برس، اور گرایا جائے گا اس سے ایسے ہی دوزخ میں  
 ہمیشہ۔“ یعنی ہمیشہ چڑھتے اور اترنے میں رہے گا۔

اے اللہ! ہمیں اپنے عذابوں سے پناہ میں رکھ۔ آخرت کے ہر  
 طرح کے عذابوں سے بچا لینا۔ آمین۔

رحمت عالم نے فرمایا۔ اگر ایک ڈول زرد آب کا جو دوزخیوں  
 کے زخموں سے بھرا ہے گا۔ ڈالا جائے دنیا میں۔ تو تمام اہل دنیا البتہ  
 سرجائیں۔ (ترمذی شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق  
**نالہ ہبیب** دوزخ میں ایک نالہ ہے۔ کہا جاتا ہے اس کو بہت  
 رہے گا اس میں ہر متکبر۔ سرکش۔ (دارمی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
**سبک ترین عذاب میں** نے فرمایا۔

أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ  
 بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ ط (بخاری شریف)  
 ”سبک ترین دوزخیوں کا عذاب میں ابو طالب ہے  
 اور وہ دو پا پوشی پہنے ہوگا۔ کہ ان سے جوش مارے گا  
 دماغ اس کا۔“

**دوزخیوں کا طعام** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر ایک قطرہ درخت زقوم سے دنیا میں پچکے۔

تو البتہ تباہ کر دے دنیا والوں پر ان کے اسباب زندگی کو۔ پس کیا حال ہوگا اس کا کہ ہو زقوم خوراک اس کی۔ (ترمذی شریف)

نوٹ:- کتنا سخت عذاب ہوگا۔ زقوم کا کھانا۔ جس کا ایک قطرہ تمام اہل دنیا کے اسباب حیات کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ مسلمان بھائیو! آخرت کے عذابوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ اور اللہ کو راضی کرنے والے اعمال بجالاؤ۔

**دوزخ کے سانپ اور بچھو** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق دوزخ میں سانپ ہیں مانند سختی

ادنتوں کے۔ کہ بہت بڑے ہوتے ہیں۔ کاٹے گا وہ سانپ ایک بار۔ پس پائیکا دوزخی سختی۔ درد اور اثر زہر کا چالیس برس۔ اور تحقیق دوزخ میں بچھو ہیں، مانند نچروں پالان بندھوں کے، کاٹے گا بچھو۔ پس پائے گا دوزخی درد اور زہر اس کا چالیس برس ۷ مشکوٰۃ کتاب الفتن

**جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت** | حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ تحقیق اول جماعت جو داخل ہوگی بہشت میں قیامت کے دن، وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کے چہروں کی روشنی مانند چود ہوگی رات کے چاند کے ہوگی۔ اور دوسری جماعت (اولیاء اور صلحاء کی) مانند بہترین چمکتے ستاروں آسمان کے ہوگی۔ (ترمذی شریف)

**جنت کی عورتیں** | جنت کی عورتیں جو اللہ جنتیوں کو عطا کرے گا۔ ان

کی صفات میں سے یہ بھی ہے۔ یومی مَحْرُ سَاقَهَا مِنْ دَرَائِصَ۔ ان کی پنڈلی کا گودہ کپڑوں کے اوپر سے نظر آئے گا۔

دنیا کی عورتیں جو جنت کی عورتوں کی ادنیٰ سی نقل ہیں، ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر آدمی عجز و حیرت ہو جاتا ہے۔ تو جنت کی عورتیں جو اصل ہیں ان کے حسن و جمال کا کیا حال ہوگا۔ جن کے شفات اور بلورین بدن سے گودہ تک دکھائی دے گا۔

یہ بھی حضور نے فرمایا جنت کی عورتوں کے سر پر تلخ ہونگے کہ ادنیٰ موقی اس تلخ کا روشن کر دے گا مشرق اور مغرب کے مابین کو۔ (مشکوٰۃ)۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت زمین پر جھانکے۔ تو جنت سے زمین تک کے مابین کو روشن کر دے۔ اور خوشبو سے بھر دے، اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف)

جنت میں اللہ لامتناہی نعمتیں دیکھا کہ اللہ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بندوں

کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں، اور نہ کسی بندے کے دل پر گزری ہیں۔ (بخاری مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشتیوں کے جسم کا حال فرمایا۔ بہشتی لوگ بہشت میں داخل

ہوں گے۔ اس حال میں کہ ان کے بدن پر بال نہ ہوں گے اور داڑھی موچھ بھی نہ ہوگی۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ عمر تیس برس ہوگی۔

(مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اہل جنت وہاں کھائیں گے۔  
 پیئیں گے، لیکن نہ تقویٰ کریں گے، نہ پاخانہ پھریں گے، نہ پیشاب کریں گے۔ نہ  
 نہ ریشہ نکالیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ پھر طعام کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے  
 فرمایا۔ ڈکار ہوگا۔ اور پسینہ آئے گا۔ (بس کھانا ہضم ہو جائے گا، بہشتیوں  
 کو تسبیح، اور تحمید کا الہام ہوگا۔ یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنے، اور ذکر  
 الہی کرنے کا)۔ اور ہو جائے گا دیہ ذکر، لازم حال ان کے یعنی بے تکلف  
 ان کے منہ سے نکلے گا جیسے باہر نکلتا ہے تم سے سانس۔ (صحیح مسلم)

حضور نے فرمایا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ چین میں رہے گا نہ محتاج  
 ہوگا۔ نہ فکر مند۔ نہ پرلنے ہوں گے کپڑے اس کے۔ اور نہ تمام ہوگی جوانی  
 اس کی۔ (صحیح مسلم)

رحمت عالم نے فرمایا۔ ایک پکارنے والا پکارے گا جنتیوں کو۔ کہ  
 تمہارے لئے ہے۔ تندرستی۔ پس نہ بیمار ہو کبھی! اور تمہارے لئے ہے زندہ  
 رہنا۔ پس نہ مرو کبھی! اور تمہارے لئے ہے جوان رہنا۔ پس نہ بوڑھے ہو  
 کبھی!۔ اور تمہارے لئے ہے چین میں رہنا۔ پس نہ دیکھو محنت و  
 مشقت کبھی! (صحیح مسلم)



# دِیدارِ رَبِّ الْعَالَمِینِ

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، چاہتے ہو تم کچھ کہ زیادہ دوں میں تم کو؟ (یعنی جو نعمتیں تم کو بہشت میں دے چکا ہوں، ان سے زیادہ چاہتے ہو؟) بہشتی کہیں گے، (اے اللہ! کیا روشن نہیں کیا تو نے منہ ہمارا؟۔ کیا داخل نہیں کیا تو نے ہم کو بہشت میں؟ کیا نجات نہیں دی تو نے ہم کو دوزخ سے؟) پس اس سے کیا زیادہ ہوگا؟۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پس اٹھایا جائے گا پردہ دیکھنے والوں کی آنکھ سے، پس دیکھیں گے طرف ذات اقدس اللہ تعالیٰ کے (جو منترہ ہے صورت اور چہرہ وغیرہ سے)، پس نہیں دیئے گئے بہشتی کوئی چیز کہ دوست تر ہو نزدیک ان کے نظر کرنے سے طرف پروردگار کے۔ (یعنی بہشتیوں کے نزدیک دیدار حق تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی شے پیاری نہیں ہوگی۔ کیونکہ دیدار حق تعالیٰ تمام نعمتوں کا منتہا ہے)۔ پھر پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت۔ **رَبِّ لِّلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا لِحُسْنٰہِمْ وَزِیَادَۃً**۔ جن لوگوں نے دنیا میں نیکی کی۔ ان کے لئے (آخرت میں) نیکی (جنت) ہے۔ اور کچھ زیادہ بھی ہے۔ یعنی رویت حق تعالیٰ۔ (صحیح مسلم)

نوٹ:۔ جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ دیدار کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ ایمان ضرور لاتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو نصیب کرے، اس وقت پتہ چل جائے گا۔ کہ دیدار کیسے ہوا ہے، قرآن مجید

میں بھی دیدارِ حقِ تعالیٰ کا ذکر آیا ہے :-

وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرًا إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرًا (پتہ ۴) ” کتنے منہ من

دن تروتازہ ہوں گے، اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ؛

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہ ہوگا** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بہشتیوں کو فرمائے گا۔ هَلْ رَضِيْتُمْ۔ آیا راضی ہو تم؟

بہشت میں داخل ہو کر اور اس کی نعمتیں پا کر، وہ کہیں گے۔ ہم کیوں

نہ راضی ہوں اے رب ہمارے۔ کہ عنایت فرمائی ہے تو نے ہم کو وہ

چیز جو اپنی مخلوقات میں سے کسی کو عنایت نہیں کی۔ اللہ فرمائے گا۔

کیا نہ دوں تم کو بہتر اس چیز سے کہ وہی میں نے؟ وہ کہیں گے۔ کون سی چیز

بہتر ہے اس سے؟ اللہ فرمائے گا :-

أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أُسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَكَ أَبَدًا۔

”عنایت فرماؤں گا میں تم پر خوشنودی اپنی۔ پس نہ ناراض

ہوں گا تم پر بعد اس کے کبھی“ (بخاری مسلم)

ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بہشتیوں

کو کہے گا :-

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ

”اے بہشتیوں! تم پر سلام ہے!“

قرآن مجید میں بھی آیا ہے :-

**سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ** سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ (پتہ ۳۴)

”سلام کہا جائے گا (بہشتیوں کو) جہان پروردگار کی طرف سے“

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بھلا کوئی ہے جو دامن کس کر جنت کی طرف قصد کرے۔ کیونکہ جنت ایسی چیز ہے۔ کہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ یعنی جنت بے بہا ہے۔ قسم ہے رب کعب کی۔ کہ وہ کل نور ہے۔ جو جگمگاتا ہے۔ اور ریحان طیب ہے۔ جو لہلہاتا ہے۔ اور قصر خوب صورت ہے۔ جو اپنی خوبی دکھاتا ہے۔ اور نہرواں ہے۔ جن کا بے مثل پانی لہراتا ہے۔ اور میوہ ہائے پختہ ہیں۔ اور زوجات خوب صورت جمیلہ ہیں۔ اور چلہائے کثیرہ ہیں۔ اور مقام ابدی سکونت ہے۔ دار سلامت ہے۔ اور فواکہ تروتازہ ہیں۔ اور نعمت لائے بے اندازہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول!۔ ہم لوگ اس کے واسطے مستعد ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہو انشاء اللہ تعالیٰ!۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!۔

رواہ ابن ماجہ من حدیث الولید بن مسلم عن محمد بن جہا جرہ،  
پھر عیبِ جنتی ان بہشتیوں میں داخل ہو کر، ان نعمتوں سے لذت اندوز ہوں گے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:-

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِهُِونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرْدَائِكِ مُتَّكِفُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ ۝ وَ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ ۝ (پک ۳۷)

”بے شک اہل جنت اس روز اپنے شغل (لذت اندوزی) میں خوش ہیں“ (یعنی جس عذاب اور کرب میں دوزخی پڑے ہوں گے۔ یہ لوگ اس سے بچے ہوں گے اور اپنی نعمت

اور عیش میں مشغول ہوں گے۔ خوشی سے پھولے نہیں سمائیے،  
 - اہل جنت اور ان کی بی بیوں میں تکیہ لگائے تختوں  
 پر بیٹھے ہوں گے۔

یعنی نفیس نہیں جو یا قوت اور زمرہ کی لوح پر مشک، اور  
 موتی کے ریزوں کے ساتھ جاری ہوں گی۔ ان کے کنارے  
 ایسے تخت ہوں گے۔ جن کی ساخت اور خوبی کی کیفیت  
 سوائے حق تعالیٰ کے ہمارے خیال سے باہر ہے، پھر ان  
 تختوں پر ظلال ہوگا۔ یعنی چاند کی صورت نفیس تہ ہوگا۔  
 اس میں جنتی مع ازواج کے تخت نشین ہوں گے اور یہ  
 جنت تمام ظلال ہے۔ یعنی عرش الرحمن کے سایہ میں ہے۔  
 ان سایوں میں اہل جنت نہروں کے کنارے حوران بہشتی  
 کے ساتھ شاہانہ تختوں پر جلوہ فرما ہوں گے۔

ان کے واسطے جنت میں (ہر طرح کے) میوے ہوں  
 گے۔ اور ان کے لئے ہر ایسی چیز ہوگی۔ جس کی وہ خواہش  
 کریں گے۔

یعنی ان کی پاکیزہ خواہش جس چیز کی طرف راغب ہوگی  
 وہ چیز فوراً اس کے سامنے آجائے گی۔ وہ جو کچھ چاہیں  
 گے چشم زدن میں موجود پائیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ کے یہ مہمان جنت میں انتہائے عیش  
 جاوداں کو پائیں گے۔ ان کی محنت کے پھل ان کو بھرپور  
 ملیں گے۔ ان کی مسرتوں، خوشیوں، عیشوں، راحتوں کی

گوئی حد نہ رہے گی۔ حوروں کے حسن و جمال، اور ان کی محبت لامثال کی بہاروں میں مگن ہوں گے، تو اس وقت  
سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ سَرَابٍ سَرَّحْنَاهُ۔

کی معنبر ہوا چلے گی۔ جس سے ان کی تمام خوشیوں اور نعمتوں کو چار چاند لگ جائیں گے۔ اتنے میں ناگاہ ان پر ایک نور پھیل جائے گا۔ پس وہ لوگ اپنا سراٹھا کر دیکھیں گے۔ تو ان کو معلوم ہوگا۔ کہ سَلَامٌ بِصَیْحَةٍ وَاللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّتِ ان پر تجلی فرما ہے۔ پس وہ اپنے رب عزوجل کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان پر نظرِ رحمت فرماتا رہے گا۔ وہ جب تک اپنے رب عزوجل کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ تب تک اپنی جنت کی نعمتوں میں سے کسی چیز کی طرف التفات نہ کریں گے، یہاں تک کہ ان پر حجاب طاری ہوگا۔ اور ان کے دیار میں رب العزت کا نور اور برکت رہ جائے گی

## اہل بہشت پر عطر کی بارش ہوگی

مشکوٰۃ باب صفتہ الجنۃ و اہلہا میں حدیث ہے کہ اہل بہشت

پر ایک ابر پھائے گا۔ جو ان پر خوشبو برسائے گا۔ کہ نہ پایا ہوگا بہشتیوں نے اس بو کی مانند کسی چیز کو یعنی ان پر بے مثل عطر کی بارش ہوگی۔ پھر اللہ اہل بہشت کو فرمائے گا۔ آو اس چیز کی طرف جو میں نے تمہارے لئے بزرگی کی قسم سے تیار کی ہے۔ پس لو تم

جو پاپا ہو۔ پھر اہل بہشت ایک بازار میں آئیں گے۔ اور وہاں پائینگے ایسی چیز کہ نہیں دیکھا آنکھوں نے مثل اس کے، اور نہ سنا کانوں نے مانند اس کے، اور نہ گزرا خیال دلوں پر مانند اس کے، پھر بہشتی اپنی رغبت کے مطابق وہاں سے چیزیں لیں گے۔ دجن کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، پھر جنتی ٹوٹ کر اپنے گھروں میں آئیں گے۔ تو ان کی دنیا کی، بیبیاں، اور جنت کی حوریں کہیں گی۔ خوش آئے ہو تم اپنے گھر میں۔ تم پر اتنا حسن آیا ہے کہ جاتے وقت اتنا نہ تھا۔ وہ کہیں گے۔ کہ یہ سب کچھ اللہ کے حسن و جمال کا پرتو ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ

وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ

وہ مرغزار کہ بیم خزاں نہیں جس میں

لکنتہ الزحانیہ

واقبالہ

۹۹... ہے اڈل آڈل۔ ۸۸

06965

لکنتہ الزحانیہ محمد یوسف کاتب قرآن مجید۔ عزیز کالونی لکی، مکان ۳۴ شاہد حسین (لاہور)



**مولانا محمد صادق شاہد کی**  
**کتاب خانہ آفاق سنی**

**نعمانی کتاب خانہ**

۱۰۰۰  
 ۲۰۱۶

سوانح اہل بیت	بغداد علی	انوار اللہ	دین اللہ
الکونین	عقبات اللہ	موجبات	امارت
قرنی میں	امج شہ	سورقوت	عالمی
سید اہل بیت	مراۃ العاجل	عج سوانح	تاریخ اسلام
الہدایۃ	ضیاء اللہ	جہان سوانح	تاریخ اسلام
تاریخ اسلام	شام اہل بیت	سابقہ	نسب
رسالہ بین	سواۃ خاندان	بیت اللہ	تذکرہ
عقبات اللہ	نار سوانح	مراۃ اللہ	تاریخ اسلام

**اس سے بہتے ہر کتاب سے طلب فرمائیں**

**NUMANIAN AB KHANA**  
**LABORE**